انگریزی
کیمل سلکشنس کا
ہندی
ترجمہ

SELECTIONS FROM VARIOUS AUTHORS.

منتخب تصنیفات

لارڈ ولزلی کا خط جنوری کے مہینے کی چو...

تاریخ کا ابھی میرے پاس آپہنچا اُس سے معلوم ہوا کہ ابتک میرے
اتحت کے سند فوجوں کی حکمرانی پر آپ مقرر ہوئے ہیں اور اِس مہینے
کے آخر لگتے سے نکلکر ترلکومالی کو تمھارا جانا ٹھہرا ہی اور اس سے

مقصود یہہ ہی کہ جاوے میں ہی قوم قیچ کی بستی میں جا کر جنگ
کرے - میں فوجاں سمیت جزیرہ سلون کو چھوڑ کر بمبی کی طرف
چل دیا ہوں سو کیفیت کے سُننے سے تکو بہت حیرت ہوگی اور میں
گورنر جنل کے احکام کا انتظار نکر کر ایسی حرکت عمل میں لانے کے لئے
جو سبباں کہ مجھے دامنگیر ہوئے ہیں انکو ظاہر کرنے کے واسطے میں
تکو یہہ خط لکھتا ہوں   مستر قندس کا خط اکتوبر کی
چھٹویں تاریخ کا جو لارڈ ولزلی کے نام سے لکھا تھا اُس کی نقل
گورنر قلعہ مدراس کے پاس سے ساتویں فیبروری کو مجھے آپہنچی
مضمون اسکا یہہ ہی کہ مصر پر حملہ کرنے کے وقت ہند کے فوجوں کا
ایک رسالہ ملکر کام کرنا ہی - سلون میں فوجاں جو جمع پڑے تھے اُس سے
کچھ نیت یہہ تھی کہ اُس طلب کی سربراہی کے لئے بھی مستعد رہیں اِس
صورت میں مجھے یہہ بات ضرور معلوم ہوئی کہ مستر قندس ٹھہرایا
سو قرارگاہ کی طرف میعاً چلا جاؤں اور میں بمبی کو جاتا ہوں کیونکہ
مُجھے معلوم ہی کہ دریاے قلزم میں جہازوں کے آنے کے لئے بہت تعویق
ہوگی اور یہہ جانتا ہوں کہ فوجاں رسد کا احتیاج رکھتے ہیں اور وہ

بمبئی میں ہی بہم پہنچتی ہی اور چاہتا ہوں کہ گورنر جنرل کے احکام میں آخر الامر بحر قلزم کی طرف روانہ ہونے کے مجھے آ پہنچیں
میرا قیاس یہہ ہی کہ چوبیسویں جنوری کو گورنر جنرل بہادر جو نقشہ کہ قرار دئے ہیں اُس میں بہت سا تغیر و تبدل مستر ڈنداس کے خط کے روسے جسکا ذکر اوپر کر چکا ہوں ہونا پڑتا ہی اور سبب اُس کے انکو ضرور پڑیگا یا تو بتاویا کے اوپر حملہ کرنے سے بالکل باز آجاویں یا نہیں تو فوجوں کا دوسرا کوئی رسالہ اُس کام کے لئے روانہ کریں۔ اب میں دریا کے سفر پر چل دیا ہوں حالانکہ اُن کے احکام چوبیسویں جنوری کے میرے پاس آ پہنچے ہیں

ملتے ہیں
دریا
تغیر و تبدل
اگرچہ

P. 6.

خط ۲

جنرل بیرڈ بہت سے خطوط میرے پاس سے تمہارے پاس لائیگا تم اپنے پر اس مہم میں دوم بخشی گری کی خدمت بحال رکھنے کے لئے جو میں چاہتا ہوں اُس کے سبب اُن سے ظاہر ہونگے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تم خوب خیال کر کر دیکھوگے تو اس باب میں میری رائے کے ساتھ متفق ہونگے یعنے اِس مہم کے لئے مقرر کرنا سو فوج

مختاری

کی کثرت پر نظر کرتے ضرور ہی کہ اس کی سرکردگی کے واسطے ایک
جنرل آفیسر مقرر ہووے اور چستی و چالاکی کی خدمت (یعنے جنگ)
پر روانہ ہونے کے لئے یکبارگی طلب ہو چکی ہی سو عالم میں تمھارے
نام و اعتبار میں قصور نہیں آئے دیگر تمکو دوم بخشی گری کے کام سے بدلا
دینا یا انکہ میری بلا جانبداری اور انصاف کی کارگذاری کو عیب نہیں
لگنے دیگر معمول سرکاری کے موافق تمھارے اختیار پر رکھہ چھوڑنا
احاطۂ امکان سے باہر ہی۔ تم میسور کو الٹ جانے کے لئے طلب کرتے
ہو سو رضا مناسب ہی یا نہیں سو اپنے پاس تجویز کر کر دیکھو اگر تمھارا
کد اس باب میں بحال ہی رہتا ہی تو تمھاری خواہشوں کو اٹک کرنے
نہ میں سعی کرونگا نہ اس سبب سے اپنے دلمیں کچھہ نامہربانی کے خیال کو
جگہہ دونگا۔ مگر میری رائے صائب یہہ ہی کہ تم اچھے طور سے خدمت سرکاری
کی سربراہی دیویں اور اسی حال سے کشادہ پیشانی اور سرگرمی سے
ساتھہ خدمت بجا لاکر اپنی ہمت دلیرانہ اور عزیمت بہادرانہ کو ناموری
سے بحال رکھیں۔ ہنری صحت و سلامتی سے فیبروری کی بائیسویں کو
ایا۔ تم آئندہ ہند میں رہنے کے باہمن ڈیوک آف یورک لکھا ہی سو خط کا

طرفداری

حد

خلاصہ میں ملفوف کر کر بھیجا ہوں

6 ۳

نوٹ

ممالک نظام کی غارتگری کے باب میں لکھا تھا سو خط کا جواب ملکر کے پاس سے آیا۔ وہ بہت عاجزی سے لکھا ہی۔ اور بولتا ہی کہ اورنگ اباد کا صوبہ دار سالہانک دو کھیتوں کا محصول وصول کر لیا ہی انکے نامان لیکر بولتا ہی کہ اپنے ہیں اور کہتا ہی کہ آپ یہہ پیسا مانگنے گیا تھا اس بدنے تھوڑا املا اور یہہ بولتا ہی کہ بستی میں آپ کچھ نقصان نہیں ہونے دیا اور یہہ کہ آپ چلا جاتا ہی۔ اورنگ آباد کے نزدیک اس کے ہیں سو سچ ہی اور خبر ہی کہ شہر میں اس سے کچھ نقصان نہیں ہوا میں سمجھتا ہوں کہ اورنگ آباد سے وہ چھے سات میل سے زیادہ بڑھ کر نہیں گیا ہی

کرنل استیونسن اس مقام سے پچاس میل کے اندر تھا لیکن سیندھیا کے کوچ کی کیفیتاں سنکر اسے لکھا ہوں کہ خبرداری سے آگے بڑھکر جاوے مبادا انکی اس باہم ملی ہوئی فوج کے حملے میں سپرد جاوے یا آنکہ ہولکر کو بتوا دیکر حیدرآباد پر کوچ کرے۔ اور کہا ہوں کہ اس طرفکی روانگی کو بالتخصیص

ہشیاری سے عمل میں لاوے   کرنل بری اٹھارھویں کو یہاں
آویگا۔   پیشوا سیندھیا کو نا ؤ و برار کے راجہ کو لکھا ہی کہ وے
اودے نے کو انکی خواہش نرکھیں   جب میں دیکھا کہ ہمکو اس
سازش و فتور والوں سے مقابلہ کرنا پڑیگا مسٹر ڈنکن کو میں لکھا
کہ کشتیوں کا پل بنا دیوے۔ چنانچہ اس باب میں تفصیل وار ایک
یاد داشت میں اسے بھیجا اس کام کو وہ تھوڑا سر براہ دیا۔ اور حالانکہ
[illegible] شہر کو اور دونوں ٹکڑیوں کو اس سے بچاؤ اور امن رہنے کے
[illegible] وہ نہایت ضروری (کیونکہ اس شہر میں ندیاں ایسے کچھ پیچ در پیچ واقع ہیں
کہ کوئی ان میں کی برسات میں پایاب نہیں رہتی) وہ نہ بنا سکے
[illegible] نے کو خاطر خواہ انتظام دیا نہ دوسرے چیزوں کو جیسا کہ توقع
[illegible] سکنے ویسا جلد بہم پہنچایا۔ اس واسطے مجھے کچھ خیال آیا ہی کہ میں
بمبی کو دوڑا جاوں اور اگر آج شام کو میرے سے ان سرداروں کے
[illegible] میری خاطر خواہ پیشوا کے ساتھ مقدمات کا بندوبست ہو جاسکے تو
صبح ان دو تجویز عمل میں لاؤنگا۔ اٹھارھویں کو پھر میں یہاں آؤنگا اور میرا
ارادہ ہی کہ بعد میں کو نظام کے ملک کے سرحد طرف جاؤں

امید

P. 7

۴

ہرکارہ

منیجر کرک پاٹرک کا خط اِس مہینے کی تیرھویں کا آج ہی کے روز قاصد
لے آیا اُس سے مجھے معلوم ہوا کہ جناب نظام کی صحت مزاج کا حال اُس وقت
نہایت خطرناک تھا۔ اِس کیفیت سے فوج کو پھر بھی ضرور پڑا کہ کشنا تک
چلی جاوے کیونکہ وہاں تک بڑھکر رہنے کی صورت میں فوج کے ہاتھ سے

نجومی

باہیں نہیں یہ بات ہو سکیگی کہ جناب نظام کی رحلت ہوئی سو وقت
اُسکے ممالک میں امن و آرام کو سلامت رکھنے کے لئے ضروری تدبیر جا
کے ساتھ کرے سکے یا آنکہ جنرل ولزلی جو گمان کیا ہی کہ سیندھیا اپنے
پاس ٹھہرایا ہی سو تجویز کو عمل میں لانے کے درپی ہی اگر وہ عمل میں لانے
کی کوشش کرے تو غیر کی یورش سے اُن ممالک کو بچا لینے کے لئے جو

باہتوں

کرنا ہی سو کر لے سکے۔ میں امیدوار ہوں کہ اِن اُمورات میں جناب کی
رائے سے جلد اطلاع پاکر عزت حاصل کروں

P. 7

۵

امرت راؤ کا وکیل ابھی میرے پاس آیا اور بڑی بیقراری سے خواہش
بتلایا کہ میں اُس کے خط کا جواب دوں۔ وہ بولتا ہی کہ انند راؤ ملکر جسونت راؤ

لو لکھا تھا سو خط امرت راؤ دیکھا ہی اور اُس خط میں انند راؤ
ہولکر لکھتا ہی کہ پیشوا مجھے اطلاع دیا ہی کہ امرت راؤ انگریزوں
کے ساتھ عہد نامہ کرکر مِل گیا ہی اور مہاراجہ حکم کیا ہی کہ جسونت
راؤ ہولکر امرت راؤ کو پکڑ لیوے۔ اِس واسطے امرت رائے حیلہ
کرکر سمجھتا ہی کہ اپنی اِس وقت کی حالت مُقام ناسک میں کچھ
آفت سے بھری ہی اور میرے سے چاہتا ہی کہ میں ایک خط لکھ
کر اُسکو اختیار دوں کہ وُہ اپنے بچاؤ کے لئے یا تو سنگم نایر کو
چلا جاوے یا اِس خیمے کو آوے یا یہہ کہ وُہ اپنی حفاظت کے
لئے بس آئے اُتنے فوجاں زیادہ کرنے کی بات کو میں قبول
کر لوں اُس کے درجواب میں بولا کہ مجھے
صاف نظر آیا کہ امرت راؤ کی حالت تنگ ہی لیکن میرے
ہاتھ سے کچھ نہیں ہو سکتا ہی سِوا اِس بات کے کہ پیشوا
سے درخواست کروں کہ اِس خط کا جواب کیا دینا سو بیان کر
اور یہہ بولا کہ اگر میں اُس کو سنگم نایر کو جانے کے لئے تجویز
بتلاؤں تو گمان ہی کہ پیشوا کی فوجوں سے اُسکو تصدیع پہنچے

اور اگر یہاں آنے کی تجویز دوں تو پیشوا اُس کی تقصیر عفو کرنے پر راضی نہیں ہونے کی صورت میں مجھے ناگزیر پڑیگا کہ پیشوا کے پاس سے کچھ عہد و پیمان نہیں پاکر پڑے رہنے کے واسطے یا الٹ کر چلے جانے کے لئے اُسکو مجبور کر دوں اور یہہ بولا کہ سوائے اُس کے جس شخص کو پیشوا دشمن سمجھتا ہی اگر میں اُسکو اپنے ڈیرے میں بطور دوست کے آنے دوں تو راجہ کو میرے پر گلہ کرنے کے لئے سبب ملیگا وہ اپنے فوجاں یاد کرنے کی بات پر میں راضی ہونے کے لئے اُسکا جو اظہار ہی میں اس امر کی تجویز نہیں بتلاؤنگا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بستی کو لوٹ کر اُنکی سربراہی کرنا اُسے لازم پڑتا ہی اور یہہ امر اُسکو فقط تباہی مصیبتوں میں گرفتار کر ڈالیگا

پیشوا کی پہنچ ہو سکتی ہی سو مقامات میں یعنے پونہ وغیرہ میں جہاں امرت راؤ کے نوکر رہتے ہیں لوٹ لپاٹ جو ہوا کرتی ہی اس باب میں وکیل تکرار کیا۔ اُس کے جواب میں میں بولا کہ بھایاں آپس میں جو دشمنی رکھتے ہیں اُسکا نتیجہ یہہ مصیبت پڑی

معاف
ضرور
پھل

ہی اور اسکا علاج فقط یہہ ہی کہ وے بایکدیگر صلح کر لیویں وکیل
درخواست کیا کہ ہم انکے بابمیں دخل دیویں۔ میں اسکا جواب دیا
کہ اس کام سے کچھہ پھل خوبی کا نہیں ملیگا اور اغلب ہی کہ پیشوا
بولیگا کہ ہم اسکے دشمنوں کو دوست بنالیے۔ وکیل تب بولا ہم
اس کا عوض کر سکتے ہیں اور لوگوں کو اپنے تحت اقتدار میں رکھے
ہیں جنسے بدلہ لے سکتے ہیں۔ میں جواب دیا کہ اس بات کو میں
مناسب نہیں جانتا ہوں کیونکہ یہہ بات امرت راو میرے ساتھہ
جو عہد وپیمان کہ کیا ہی ان کے خلاف پڑتی ہی چنانچہ بسبب ان
ہی عہد وپیمان کے میں پیشوا کے ساتھہ اس کو صلح کرا دینے
کا ذمہ لیا ہوں اور سبب اصلی اس امر کا اس کی خواہش پر
ہی کہ راجہ اسکی تقصیر معاف کرے پس اسکے نوکر چاکر اور علاقہ
داروں پر پرورش کرنے سے وہ خواہش بطوری سے ظاہر کیے
سر رکھا ہوتا ہی۔ بہت سی باتوں پر نظر کر کر دیکھنے سے یہہ امر نہایت
پسندیدہ معلوم ہوتا ہی کہ اس شخص کو جواب جلد ملے اور اس
امر کو ایکطور پر ٹھہرا دینے کے واسطے اگر آپ کد کر کر پیشوا سے

حکم میں

درخواست کریں تو میں آپکا ممنون ہونگا

P. 8.

۶

کل مجھے اخبار پہنچے کہ ہولکر شمال کی طرف کوچ کیا ہی اُس کے لشکر میں بول لیتے ہیں کہ تپتی اور نربدہ پار ہوکر برسات ہوئے تک ہولکر کے ملکوں میں اقامت کرنے کی اُسکی نیت ہی۔ یہہ بھی پکارا ہی کہ شمال کی طرف جو وہ کوچ کیا اُسکی نیت یہہ تھی کہ سیندھیا اور برار کے راجہ کے پاس جا پہنچے۔ امرت راؤ کا وکیل جو اِس خیمہ گاہ میں ہی آج مجھے خبر دیا کہ ہولکر تپتی پار ہوچکا اور اُس کا ارادہ ہی کہ تپتی اور نربدہ ندیوں کے مابین واقع ہی سو گجرات کے قطعے میں داخل ہووے۔ یہہ بات یقین ہی کہ وہ چاندور کے ہمسائے میں سے بیٹھے بیٹھے نکل کر لپنے لپنے اور زور کے منزلاں مارتا ہوا چلا گیا اور جو آدمی اور جو چیز کہ اُس کی رفاقت نہیں کرسکی اُسکو پیچھے چھوڑ دیا۔ مجھے معلوم ہی کہ شمال کی طرف ساتویں کو برسات شروع ہوکر آٹھویں نویں اور دسویں کو بڑے زور سے برستا رہا اور میں" سمجھا کہ اِسطرح زور کے منزلاں مارنے سے اُس وقت اُسکی نیت

بتری لتاڑ

لتاڑ

یہہ بھی کہ تپتی کی ندی پور ہونے کے آگے اس پر سے پار ہو جاوے
اور پور ہونے کی بات وہاں بہت اغلب رہیگی

میں سمجھتا ہوں اگر ہولکر تپتی پار ہو چکا ہی تو کچھ سازش اور
فتور باقی نہیں رہیگا - تپتی کے جنوب طرف واقع ہی سو گجرات
کے قطعے میں چودھویں کو میں تمھارے پاس روانہ کیا سو کیفیت
کے بعد پھر کچھ تازی کیفیت یورش وتاخت ہونے کی نہیں
ہی اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے قیاساں اس باب میں صحیح ہیں

P. 9

ے

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ کل کے روز میرا ایک ہرکارہ لیکر آیا سو خبر
میں تمکو بیان کروں - وہ بولتا ہی کہ ہولکر اور میرخاں کی نوکری
میں کچھ حظ اور ربینا نہیں رہنے کے سبب سے میرخاں کے ماتحت تھی

پڑھ

سو فوج کے چہار ہزار پٹھان تمبھدرا کے جنوب طرف کی بستیاں
یعنے کرتپے وغیرہ میں اپنے اپنے گھروں کو الٹ جانے کا حیلہ کر کر لشکر
سے نکل گئے - گوداوری کے کنارے ہی سو مقام توکا تک لشکر
سے ہرکارہ انکے ساتھ لگا آیا وہاں وے سنے کہ میں ندی کی

محافظت کے لئے مقام ٹونکا میں میسوری سواروں کے رسالوں کے
ساتھ نوازوں پر ایک پہرہ رکھا یا ہوں وہاں سے الٹ گئے اس
ارادے سے کہ نظام کے ملکوں میں پٹن کے تل گھاٹ جا کر ندی پار
ہووے۔ انکی نیت یہہ تھی کہ آپسمیں بکھر جا کر اور چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں بنکر ان
ملکوں میں سے پار ہو جانا۔ انکی تلاش میں میں لوگوں کو روانہ کیا
ہوں۔ اگر میں ان تک پہنچ سکوں تو انمیں سے تھوڑوں کو پکڑ لینے
سعی کرونگا مگر گمان ہی کہ وے میرے سے دور ہی رہینگے۔ انکے
ہمراہ ہی سو بڑے سردار کا نام عبداللہ خاں ہی اور وہ کرپے
کا باشندہ ہی۔ اتفاق ہی کہ وے اپنی کیفیت جو بولے ہیں تحقیق رہے
یعنے وے اپنے اپنے گھروں کو جاتے ہوں کیونکہ یہہ بات بہت یقین
ہی کہ ہولکر کے لشکر میں علی الخصوص میرخاں کے علاقے کی فوج میں
تصدیع و تکلیف بڑی ہی۔ دربنو لا کرنل سٹیونسن کا ہرکارہ ایک
خط لیکر جب اسکے پاس گیا تھا دیکھتا کیا ہی کہ مسلح جوانان اسکو
گھیر لئے ہیں بعض انمیں کے اپنی اپنی تلوار اور کتار اسکے حلق سے
لگا کر ڈرا رہے ہیں کہ اگر ہمارے طلبوں کا فیصلہ کرنے کے لئے

حفاظت — چھوٹنا — مخصوص — مسلح

پہنچانہ لاوے تو مار ڈالینگے پھر مجھے اخبار پہنچے ہیں کہ اسکو اس
طرح ڈرائے سو یہی پہلے مرتبہ نہیں - لیکن پھر خیال کر کر دیکھنے سے (دفعہ)
اس بات کا اعتبار کرنا غیر ممکن نظر آتا ہی یعنے میرخاں یا ہولکر
جتنی کہ سیندھیا ان پٹھانوں کو جو مرہٹے کی فوج میں بہترین سپاہ (یہاں تک کہ)
ہیں جانے دیوے کیونکہ اب اتفاق ہی کہ کمپنی کی گورنمنٹ کے
ساتھ جنگ ہووے یا یہہ کہ ہولکر اور سیندھیا کے مابین جنگ
کا سلسلہ باقی رہے اگر کمپنی کے ساتھ جنگ ہو تو دوسری بات
تو ہونا لازمی ہی (ضرور)

P. 10

۸

آج کی صبح کو خط لکھکر تمھارے پاس روانہ کئے کے بعد تمھارا خط
تیرھویں تاریخ کا مجھے آپہنچا - اگر بیلاں والے جنکی ذکر تم کئے
ہو اورنگ آباد سے بڑھکر جانے کے واسطے بالکل انکار کرتے
ہیں تو سب سے بہتر اور واجب یہہ معاملہ ہی کہ فی چکر گیارہ (سپتا)
روپے کے حساب سے انکی مزدوری دیویں پس مخصوص جو میں
یہہ تجویز بتلاتا ہوں سبب اسکا یہہ ہی کہ اگر چکر کے حساب سے

انکو مزدوری پہنچی تو اُمید ہی کہ مہواری مزدوری لینے کی صورت
میں جتنے رُوز کہ وے راستے میں رہ جاتے تھے اُسکی نسبت کرتے
کم رہینگے لیکن ہو سکے تو اورنگ آباد سے کچھ بڑھ
کر اپنے جانوروں کو لیجانے کی بات پر اُنکو لانا اچھا ہی اور اُس
سبب سے میں مستحسن جانکر تم سے کہتا ہوں کہ کرنل استیونسن کی
ٹکڑی تک مہواری اُجرت لیکر جانے کے لئے تم اُن سے کہو بشرطیکہ
وے نظام کے ملکوں کو نہ چھوڑ دیویں
اگر وے اِس بات پر راضی ہو ویں تو میں مناسب جانکر بولتا
ہوں کہ سب صورتوں میں اُنکو چاول کے ساٹھ گڑ کے حساب سے
مزدوری ٹھہراکر اورنگ آباد کو روانہ کیا چاہیے کیونکہ چاول
اِس بستی میں جا کر پڑے سو وقت اگرچہ فی چہار سیر ایک
روپیہ کے قریب خرچہ پڑیگا اُسکے اطراف و نواح میں بھی اِسقدر
تھوڑے سے مل سکتے ہیں اور یہہ کہتا ہوں کہ اِس قیمت
کو بھی روانہ کرنا ہی

نیک

آج کو صبح کو میں اپنی نیت کے موافق روانہ نہیں ہوا کیونکہ میں رات
کو سنا کہ ہولکر اس طرف کا قصد کر کر تین منزل آچکا ہے اور میں مناسب
جانا کہ آج ٹھہر جا کر اس خبر کو تحقیق کر لوں۔ میری دریافتوں کا نتیجہ یہ
کھلا کہ وہ نظام کے سرحد طرف کوچ کیا ہے اور بیسویں تاریخ کو گوداوری
سے آٹھ کوس کے قریب ایک مقام میں تھا جو ہولکر کے اور نظام کے
اور سیندھیا کے ملکوں کے سرحد سے کچھ فاصلے پر ہے۔ اس روز اس
کو اماجی انگلیا کے ساتھ ملاقات ہونے نہ پائی احتمال ہے کہ اس ملاقات
سے ہولکر اور سیندھیا کے مابین صلح ہو جاوے اور ایسا کہتے
ہیں کہ اماجی انگلیا اور برار کے راجہ کے پاس کھنڈی راو ہولکر نامی لڑکے
کو روانہ کیا وہ لڑکا سیندھیا اور ہولکر کے مابین آپسمیں لڑنے
کے واسطے ایک فساد کی بنا پڑا ہے اور اس کیفیت سے صلح کے باہمی
ہونے تھے سو جواب و سوال میں تعویق پڑیگی۔ اگر پیشوا یہاں سے
تک اور نظام کے سرحد کو بچا لینے کے واسطے ہم اچھی جگہہ بلکہ لے سکے
تک فقط وے ڈھیل کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک چیز اچھے طور
انجام پاویگی　　میرا ارادہ ہے کہ صباح پہاڑوں کی طرف کوچ کروں

فساد کی خبر

ڈھیل

P.11

مجھے خبر پہنچی ہے کہ جسونت راؤ ہلکر اورنگ آباد اور دولت آباد
کے نزدیک نظام کے ملکوں میں داخل ہوا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں
کہ نظام کے سرحد کے اندر اپنے خاص گاؤں کے نزدیک فقط وہ
ڈیرہ دیا ہے مگر بہرحال نظام الدولہ کی نوکری میں ہیں سو سرداراں
کرنل اسٹیونسن کے کوروں کے ساتھ جناب نواب کے ملکوں کی
حفاظت کے باب میں بہت ہراساں ہیں اور انکے بچاؤ کے لئے
کچھ تدبیر کرنے کے واسطے بجد ہوکر درخواست کئے ہیں
پیشوا دوسری تاریخ پونے کو آئیگا اور اغلب ہے کہ اسکے
ساتھ کے فوجاں بعد از انک دو روز میں آوینگے۔ میر خاں ہولکر
کے یہاں کا سردار جسکے حکم میں اسکی فوج کی سب سے بڑی ٹکڑی ہے
جناب نواب کی نوکری میں داخل ہونے کے واسطے اب تک جواب
وسوال کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ پس سے کی دوسری کو ہمیشہ
سنے زیادہ پونے میں ہمارے پاس فوج رہیگی اور ہماری مہم
کا ایک بڑا مطلب حاصل ہوگا اگر ہولکر میر خاں کی بغاوت سے

گھبرائے

بدل جانا

کم زور ہو جاوے تو بھی اسکا اعتماد اس سردار کے حق میں متزلزل ہو ویگا ان صورتوں میں ہم مناسب جانکر کرنل استیونسن سے درخواست کیا کہ نظام کے لشکر اور گرد ون میں ہی سو کلی فوج کو جمع کر لیکر شمال کی طرف تین چار منزل کوچ کرے۔ اگر وہ دیکھے کہ ہولکر سرحد پر ہیں سو کھیڑوں کو اسی طور پر فقط لوٹ رہا ہے جیسا کہ سرحد پر پہنچے سو ہر ایک سردار کے ہاتھ سے ہر سال وے لوٹتے جاتے ہیں تو بڑھکر نجاوے بلکہ اگر وہ دیکھے کہ ہولکر نظام کے قلعۂ دولت آباد یا اورنگ آباد میں سے کسی پر بھاری حملہ کر رہا ہے تو اسکو چاہیے کہ جلدی کر کر انکے بچاؤ کے واسطے جاوے

P.11

۱۱

تمھارے خطوط بارھویں اور چوبیسویں تاریخ کے کل کی رات مجھے پہنچے ان میں کا پہلا خط خطا سے مدراس کو روانہ ہوا تھا کرنل کلنس کا خط اپریل کی پچیسویں تاریخ کا جو گورنر جنرل کو لکھا تھا اسکی ایک نقل میں اس میں ملفوف کر کر بھیجا ہوں اس میں بعض بھاری

مقدمے کا بیان داخل ہی۔ کرنل کلنس کا مخفی خط جو میرے نام سے
آیا اُس میں ہولکر اورنگاباد پر چڑھ جانے کی کیفیت کے سوا
اور کچھ نہیں ہی اِس کیفیت سے تو میں تمکو آگے ہی اطلاع دے
چکا ہوں۔ کرنل کلوز کے خط کا خلاصہ بھی اُس کے ساتھ ملفوف
کیا ہوں سیندھیا برھانپور سے کوچ کرنے پر ہی اگر یہ بات
تحقیق ہو تو اُس وقت کیا تدبیر عمل میں لانا سو اُس بابمیں کرنل
کلوز اپنی راے اُس خط میں بیان کیا ہی
میرا قیاس یہ ہی کہ سیندھیا پونے کی طرف روانہ ہوویگا سو
بات کسی صورت میں سچ نہیں بلکہ اغلب یہ ہی کہ وہ اسطرح سے
کوچ کرنے کی نیت رکھا ہی سو کیفیت جو چو طرف پھیلی ہی فقط
ہمکو یا نظام الدولہ کو ڈرانے کے لئے ہی بہر حال سیندھیا پونے
کی طرف روانہ ہوا سو وقت کیا کرنا سو اِس بابمیں آگے ہی تدبیر ٹھہرا
کر رکھنا اچھا ہی
مجھے خوب یقین ہی کہ پیشوا جب ادھر آویگا اُسکی (یعنے سیندھیا
کی) فوج کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے یہاں رہینگی سو فوج بہت زیاد

ہی چنانچہ اُسکی تفصیل میں اِس میں ملفوف کیا ہوں میرے قیاس میں
یہہ بھی اتا ہی کہ ہولکر یا سیندھیا یورش کئے سو وقت نظام کے
ملک کو بچانے کے واسطے کرنل ستیونسن کی ٹکڑی اور نظام کا لشکر
بہت بس ہی۔ اگر دونوں ایک ہوکر نظام کے مُلک پر حملہ کریں
تو کرنل ستیونسن اور ریں باہم ملکر اُس ملک کے بچاؤ کی خاطر کام کرنا پڑیگا
اور آوارہ گردوں یعنے لٹاروں سے پیشوا کی ذات کو محفوظ
رکھنے کے لیئے پونے میں بس آئے اُتنی فوج بھی چھوڑنا پڑیگا دوسری
بات یہہ ہی کہ اگر دونوں پونے پر چڑھہ آویں تو کرنل ستیونسن
کو پونے نزدیک آنا لازم ہوگا

۱۲

تمہارا خط دوسری تاریخ کا مُجھے آپہنچا اور اُسی تاریخ تم گورنر
جنرل کو لکھے تھے سو خط کی نقل اور اُسکا ملفوفہ تم اُس خط کے
اندر ملفوف کرکر بھیجے تھے جسونت راؤ ہولکر نظام کے مُلکوں میں
یورش ناگہانی کیا سو کیفیت سُنتے ہی اُنکے بچاؤ کی خاطر جو
تدبیر کہ میں عمل میں لایا اُنکا خیال کرنے سے مجھے بڑی خوشی

حاصل ہوتی ہی اگرچہ اِسطرح سے عمل میں لانے کے لئے مجھے ناگزیر پڑا کہ جناب نظام اور اُس کے وزراے والا مقام افواج متفق کے باب میں پسند کر رکھے سو انتظام کے خلاف کروں۔ کرنل استیونسن کے کوچ کرنے کے با بمیں صادر ہوئے سو احکام کی تاریخ اپیرل کی اٹھائیسویں ہی

یہہ آفت ہی کہ جناب نظام کے ملکات ایسے مقامات میں واقع ہیں کہ مرہٹے یورش کر کر لوٹ لے سکیں حضور میں یہہ بات البتہ روشن ہوگی کہ کسی فوج کی طاقت نہیں جو انکا بچاؤ پورا کر سکے۔ جن مقامات میں کہ بہت سی دولت جمع رہتی ہی اور وے بے بچاؤ رہیں تو البتہ آفت اٹھانا ہی پس اِس صورت میں مناسب یہہ ہی کہ حضور عمدہ اور مالدار بستیاں جیسے اورنگاباد جو ملک کے اخیر سرحد میں واقع ہی انکے بچاؤ کی خاطر جلد کچھ تدبیر ٹھہراویں۔ مرہٹے حاکموں کے ساتھ جنگ واقع ہونے کی صورت میں لازم تو یہہ ہو ہی کہ حضور کے تمام ملکوں کے بچاؤ کے لئے کام کریں مگر

فوج کو نا گزیر پڑتا ہی کہ بعض اُن مُقامات کو دور چھوڑ دیوے اور اِس قبیل کا ہر ایک مُقام فوج سے دور پڑ جانے سے اور وہاں کچھ اسباب بچاؤ کا مہیا نہیں رہنے کے سبب سے قابلِ غارتگری کے بن جاتا بلکہ غالباً لوٹا جاتا ہی

طرح
لُٹ جانا

P. 13

۱۳

میں چاہتا ہوں کہ تمکو مخصوص اطلاع کر رکھوں کہ جب تم گجرات کو جاؤگے جھوٹھے خبروں کے طومار تمھارے پاس پہنچینگے میجر واکر ہرکاروں کو باہر روانہ کرتا اور وے اُلٹ آکر جیلیا جی میں آتا و یسا بک بیٹھتے ہیں اور وہ تمام قیدِ قلم کرلیکر میجر ڈنکن کے پاس بھیج ڈالتا اور یہہ اُسکو جیو طرف مشتہر کرتا۔ اکثر ابواب میں میجر واکر کو معلوم ہوا کہ اپنے ہرکارے جھوٹھہ بولے ہیں لیکن مجھے شک ہی کہ وے جھوٹھی خبر لائے سو وقت سزا پاتے یا تحقیق اور دوسرے امور یا اخبار کے ساتھہ مطابقت رکھنی والی خبر لائے سو وقت اِنعام پاتے ہیں یا نہیں

اب حال میں ایک کیفیت چلی وہ قاصد بیان کر گئے کہ آپ نجفی میں
ہلکر کے لشکر کو گئے تھے اور جس روز کہ وے اسکے لشکر کو دیکھے
ہیں بولے اس روز وہ یقیناً میسور میں تھا۔ وے قسم کھا کر یہہ
بھی بولے کہ وہ ایک لاکھ ساٹھہ ہزار گھوڑے بہت سی توپیں
اور جنگی اسباب رکھتا ہی مگر یہہ بات خوب تحقیق کو پہنچی ہی
کہ ہولکر کے جانور بہت سے ضایع ہوئے چنانچہ اسکو ضرور پڑا کہ
اپنے توپوں اور لشکری اسباب کو پیچھے چھوڑ دیکر دفن کر ڈالے
اور اسکے گھوڑوں کے بابت یہہ کیفیت ہی میں خوب جانتا
ہوں کہ اس کے عمدہ رفیقاں یعنے میر خاں اور ناگو جیو اجی
مالوہ کو گئے ہیں اغلب ہی اس نیت سے کہ اپنی فوجوں کی پرورشی
کے لئے مقرر رہیں سو بستیوں کو اپنے احاطۂ تصرف میں لاویں
میں ان کیفیتوں کو فقط اسلیئے بیان
کیا تا تمکو معلوم ہووے کہ سزا کا کچھ اندیشہ یا انعام کی کچھ امید نہیں
رکھنے والے لوگ بیان کرتے سو نقل و حکایت پر بہت کم اعتماد
رکھنا ہی اور دوسری ایک حقیقت میں تم سے بیان کیا چاہتا ہوں

کہ چالاکی سے فایدہ کیا ہوتا ہی سو تم پر ظاہر ہووے

جنگ شروع ہوئے بعد کرنل اِستیونسن سیندھیا کے اؤر راجہ برار

کے مِلے ہوئے فوجوں کے ساتھ آپ تن تنہا مقابلہ کرتا رہا مجھے

یقین ہی کہ میجر والز کو خبر پہنچی کہ اُن فوجوں میں دو لاکھ آدمی

ہیں۔ مرہٹے کا کوئی سوار بھی نظام کے ملکوں طرف پھٹک نہ سکا

اؤر کرنل اِستیونسن تیویسویں تاریخ کو مرہٹوں کا ہاتھ اُن ہی پر

صاف کیا یعنے انکی رسدوں کو گولا لات کر ڈالا

P.13

۱۴

سیندھیا اؤر برار کا راجہ نظام کے ملکوں میں داخل ہو کر فقط

سواروں کی فوج کے ساتھ کرنل اِستیونسن کے لشکر پر سے ہوتے

ہوئے گذرے اُنکا ارادہ ہی کہ آج گوداوری پر رہیں۔ اگر

ندی پایاب رہی تو جنوب طرف پار ہو جا سکتے ہیں اؤر میں تمکو اِطلاع

دیتا ہوں کہ تمھارے تھانے اپنے گھیرے میں تیار رکھو اؤر اُن

سے بولو کہ وے وہاں آویں تو اُن سے مقابلہ کریں۔ وے فاقے

کرکے کھینچ رہے ہیں اُنکے لشکر میں روپے کو آدھی سیر تیار آتا

اور اناج بکتا ہی کیونکہ باشندگان جب دیکھے کہ انکے ساتھ توپاں نہیں
اور انکے گھوڑے دیواروں پر سے پھاند کر نہیں آسکتے انکی پہلی
درخواست پر اپنے اپنے مالوں کو انکے حوالے کر دینے راضی نہیں
ہونے اور انکو فرصت بھی نہیں کہ کسی مخصوص جاے میں دیر تک
ٹھہریں مجھے خبر پہنچی کہ مہتاب خاں نامی ایک شخص جو آگے
ٹیپو کے یہاں نوکر تھا اب راجہ برار کی طرف سے کرپے میں سواروں
کی بھرتی کے لئے مامور ہوا ہی اغلب ہی کہ تمکو اسکا کھوج لگیگا اور
میں بولتا ہوں کہ تم اسکے ساتھ جیسا پیش آتا ہی ویسا پیش آؤ
میں التماس کرتا ہوں کہ تم وردیلے کے بنلوں کو نوکر
رکھو۔ اُن بنلوں کے باب میں میں جنرل کیمل کو لکھتا ہوں
مجھے اُمید ہی کہ انکے ہزارہا گھوڑوں کو چند روز
میں ایک ٹھوکا پہنچاوں بشر طیکہ میرے قسمت سے گوداوری معمول
سے چھے ہفتے آگے پایاب ہوجاوے

مقرر

تم سُنے ہونگے کہ دولت راو سیندھیا اور راجہ برار اس مہینے کی

چوبیسویں کو ارجنتی گھاٹ پر سے نظام کے ملکو نہیں داخل ہوے۔
اسکے بعد وے فقط سواروں کے ساتھہ کچھہ آگے بڑھے ہیں
میں سمجھتا ہوں کہ آج کے روز گوداوری کی ندی پر رہینگے۔
پکار ا ہی کہ وے حیدرآباد پر کوچ کرنے کی نیت رکھے ہیں مگر میں
صباں اپنے سواروں کے ساتھہ ندی پر رہونگا بشرطیکہ میں جانوں
کہ آج وے وہاں گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ندی پایاب نہیں
رہنے کی صورت میں اغلب ہی کہ وے اسپر عبور کرنے کی کوشش
نہیں کرینگے۔ میں ندی کو چھوڑا اسو روز وہ بہت چڑھاؤ پر تھی
اور پایاب نتھی۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اب اسی حال پر ہوگی
اگر یہی ہو تو میں اور دشمن اسپر سے پار ہو وینگے اگرچہ میں
اقرار نہیں کرسکتا ہوں کہ وے حیدرآباد کو جاتے ہی میں بھی
لگے ہاتھہ پہنچونگا مگر میں تمکو بہ یقین بولتا ہوں کہ میں رستے میں کچھہ
وقت نہیں کھوونگا۔ مجھے امید ہی کہ انپر اس طور سے جلدی
کرونگا کہ انکے ہاتھہ سے صوبہ دار دکھن کے ملکو نہیں کچھہ نقصان
عظیم ہونے کی فرصت انکو نہ ملے۔ وے اپنے پنداروں کو اس

پار ہونا

بستی میں پھیلادے مگر اِن کے ہاتھہ سے یہاں کچھہ زیادہ نقصان
پہنچا سو نظر نہیں آتا۔ جالناپور کے سرحد میں واقع ہیں سو سیندھیا
کے قصبات میں وے اکثر گئے ہیں اور رودی پور کا عملدار اپنے
کھیڑے میں اُن سے مقابلہ کرکر کامیابی کے ساتھہ ہٹا دیا اور انکو
اِس امر میں خوب نصیحت بخشا پھر میں راجہ محبت رام سے کہا کہ "
گوداوری کی دونوں طرف ہیں سو بستیوں کے باشندگوں کو
بولے کہ وے بھی اُسی طور پر عمل کریں۔ باوجود اِس غارتگری سے
ہلہ کرتے رہنے کے دشمن بڑی تصدیع میں پڑے ہیں آٹا اور غلہ لنکے
لشکر میں روپی کو آدھی سیر کے نرخ سے بکتا ہی۔ یہہ امر قوی دلیل
ہی اِس بات کی کہ باشندگاں اپنی بچاؤ کی خاطر تدبیراں کرچکے
ہیں اور اِس امر سے یہہ بات ظاہر ہی کہ اگر سب لوگ اُن تدبیروں
کو استقلال کے ساتھہ اختیار کریں تو انکو لازم پڑتا ہی کہ کھانا کھانا
کہتے ہوئے بستی چھوڑکر نکل جاویں

تم دربار کو دھنڈورا پٹوانے کے لئے لکھو جس سے سب باشندگوں
کو معلوم ہووے کہ دشمن کے پاس توپاں نہیں ہیں جو انکو اپنے

P.15

گھیرتے اوٗر مال بچانے کی کچھہ حاجت پڑے اوٗر یہہ یقین ہووے کہ
میں انکی کمک کو پہنچتا ہوں

۱۶

میں تمکو اخیر خط لکھے کے بعد کرنل استیونسن مشرق کی طرف جو کوچ کیا
اِس بات کو دشمن غنیمت جان لئے اوٗر اُس کوچ کی کیفیت سے
میں تمکو اطلاع دے چکا ہوں وے ایکبارگی مغرب طرف اُلٹ آئے
اوٗر چوبیسویں تاریخ کو فقط سواروں کے ساتھہ اترجنتی گھاٹ
پر سے نظام کے ملکوں میں داخل ہوئے پھر وہاں سے کچھہ جلدی
کرکر آگے بڑھے میں سمجھتا ہوں کہ کرنل استیونسن جو جعفر آباد کو
اغلب ہی کہ پچیسویں کو اُلٹ کر آیا اُس سے دور رہنے کے لئے
وُہ جلدی تھی اب دو دِن سے جالنے کی اطراف و نواح میں ہیں
جالنا ایک قلعہ ہی جالنا پور کے قصبے میں جسکا مالک سیندھیا
ہی
پینڈارے عادت کے موافق غارتگری کے واسطے پھیل گئے
لیکن مجھے یہہ معلوم ہوا کہ اُنکے ہاتھوں سے تھوڑا ہی نقصان

پہنچا اور بہت مرتبہ (علی الخصوص ہدنا پورنامی ایک موضع میں) انکو باشندگاں مار کر نکال دئے

اس سلئے انکی فوج میں غلہ بہت گراں ہی چنانچہ روپی کو ازھی سیر کے نرخ سے بکتا ہی میں انیسویں تاریخ اورنگاباد کو پہنچا کل وہاں سے مشرق کی سمت کوچ کرکر گوداوری کی طرف آیا ہوں کیونکہ خبر ایسی تھی کہ دشمن جنوب کی طرف کوچ کئے ہیں اس نیت سے کہ وہ ندی پار ہو کر حیدراباد کی طرف جاویں گوداوری بیسویں کو ایکدو دن تک اترجاکر پایاب ہوگئی تھی پھر ایسی کچھ پور اگئی میں سمجھتا ہوں کہ بالفعل وہ نیت کو نے لگ گئی کیونکہ ندی پایاب نہیں ہوئی تک اس پر سے پار ہونے کے لئے کوشش کرکے دیکھنا امر پر منظر ہی۔ مگر میرا خیال ایسا ہی کہ اس نیت کو پھر اختیار کرینگے اگر وے اسکو ظہور میں لانے کی خاطر سعی کریں تو میں بھی وہاں پہنچونگا اور خبرداری سے ہونے کو ایک فوج روانہ کرونگا تا اس مقام میں ہی ستو پر چیز کی نگہبانی ہووے۔ پھر اسوقت میری تجویز ایسی ہی کہ برار بریم

کرتا جاؤں اور ایسا کرنے سے راجہ کو اپنی خاص بستی میں ہی کچھ
مشغول رہنا پڑیگا اور اس مہم میں رہے تک فوجوں کی پرورش
یقیناً ہو سکنے کے قابل آذوقہ فراہم ہوتے ہی یہہ تجویز عمل میں
آویگی

رسید

کرنل اِستیونسن بالفعل اورنگاباد سے شمال کی طرف بیس کوس
کے فاصلے پر واقع ہی سوندورے کام نامی ایک مقام میں ہے
میں اسکو لکھا ہوں کہ دشمن پر جلدی کرکر چڑھ جاوے
اور میرے اسباب کی حفاظت اِس جگہہ ہوتے ہی میں بھی ایسا
ہی کرتا ہوں

P.16

۱۷

تمھارا خط اگست کی انتیسویں ۲۹ کا ابھی میرے پاس آپہنچا
البتہ یہہ صحیح ہی کہ گوکلا کے ہاتھہ سے یا اپا دسائی کے ہاتھہ سے
کچھہ زیادہ کام نکلنے کی مجھے توقع نہیں۔ تھوڑے دنوں کے
اندر فی الحقیقۃ گوکلا کی طرف سے خلافِ عادت چند پیام مجھے
آئے کہ پھر بھی پیشا بطور پیشگی کے دینے کے لئے اُسکا ایسا

کچھ دنگا تھا کہ میں فقط سواروں کے ساتھ باہر جانے کی جو نیت
کہ کیا تھا ناگزیر اسکو بدل دنگا اس کے عوض میں پیدل اور سوار
کی تھوڑی فوج کے ساتھ جانے کی تیاریاں کرنا پڑا۔ اور یہہ کام
صباح صبح کو میں ظہور میں لاؤنگا۔ بشرطیکہ مجھے آج کی خبر سے یہہ
معلوم ہووے کہ دشمن بہت دور تک نہیں ہٹ گیا ہی۔ اپادسائی
خیمہ گاہ کو آیا ہی

تم ذکر کئے سو کیفیتاں دلکو بہت ناپسند لگتے ہیں اگر مجھے معلوم
ہووے کہ گوگلا اور اپادسائی کو کیا حیلہ کرکر خدمتوں سے
باز رکھوں تو بے شک میں اسی وقت ان سے کہہ دونگا کہ راستہ
لو۔ لیکن باوجودیکہ وے اپنی ذات سے بد ہیں اور میری امید بھی
ان سے ایسی ہی ڈھیلی ہی تسپر بھی انکو اسی بڑے خرچے کے ساتھ
جو مذکور رہا ہی بالفعل تو بھی رکھنے کے لئے میں ٹھہراتا ہوں۔ اگر
وے نکل جاویں تو ہمارے لشکر اور منزلوں کو پنڈارے آکر گھیرینگے
پھر ہمکو سواروں کی ٹکڑی کا نام بھی کھونا پڑیگا۔ اس واسطے
اس مہینے میں میں گوگلا کو درماہہ اور اپادسائی کو کچھ پیسا دونگا۔

اور اسی طرح ہو سکے دینا جاونگا مگر اُس کا حساب رکھہ کر بعد از
پیشوا سے فیصلہ کرنا ہی۔ اِس مُقدمے مین پیسے کے سبب سے فقط
مشکل آپڑی ہی۔ بہر حال سادے یعنے نہیں لکھے سو رسیداں تمھارے
پاس روانہ ہوئے ہیں اُمید ہی کہ اُن سے کچھہ نہ کچھہ ہمارے حاجتوں
کی برآمد ہو گی

جاجتاں برآو

P.16

۱۸

دُشمن جب دیکھے کہ صوبہ دار دکھن کے کسی قصبے کو لے لینا یا کچھ بھی
وہاں غارتگری کرنا غیرممکن ہی تب اپنی گذرگاہ سے نزدیک تھے
سو بستیوں کے بعض عُمدہ باشندگوں کو پکڑ لیکر اپنے کو اُن قصبات سے
جس قدر پیسا کہ مطلوب ہی اُتنے پیسے کی جواب دہی کے واسطے
انکو روک رکھے ہیں اُنکی اُس عادت کو موقوف
کروانیکے لیۓ لازم ہی کہ اُن سے اُس کا بدلہ کریں چُنانچہ میں تُم سے
التماس کرتا ہوں کہ ازراہِ مہربانی اُس قبیل کے احکام جاری کرو کہ
جادو ن راؤ بھاؤ کی ماں اور قرابتیوں کو پکڑ لیکر انکو سنا دیویں کہ دولت
راو سیندھیا اِس طرح ظلم سے لوگوں کو پکڑ رکھا ہی سو لوگوں کی

لوٹنا

چاہئے

اِس طرح کے

گرد ی

سلامتی کے لیے تمکو روک رکھینگے۔ پھر بہیروچ میں یا گجرات میں یا تو اسی
میں یا دوسری بستیوں میں جو نازبل کمپنی کے فوجوں کے ہاتھہ آجاویں سیندھیا
کے وزیروں کے ساتھہ یا خاص اُس سردار کے ساتھہ علاقہ یا سگاوت
رکھنے والے عمدہ یا ذی عزت دوسرے لوگ مل سکیں تو بہتری الناس
ہی کہ انکو بھی پکڑ لیکر اسی واسطے روک رکھیں

معتبر

P.17

۱۹

میں خوشی سے تمکو اطلاع دیتا ہوں کہ کرنل استیونسن دوسری تاریخ کو
جالناپور کا قلعہ لے لیا اُس کاروبار کی تفصیلیں میرے پاس نہیں آئے
اس لئے میں نہیں کہہ سکتا ہوں کہ اُسکو بھی کچھہ نقصان پہنچا ہی یا نہیں
یکتیسویں ۳۱ تاریخ میں تمکو خط لکھا اُس کے بعد مجھے خبر آئی کہ
دشمن جنوب کی طرف اور بھی دور بڑھکر چلے گئے ہیں۔ اس لئے تھوڑی
فوج کے ساتھہ اُن پر چڑھہ جانے کی خاطر جو تدبیر کہ میں گانٹتا تھا اُس سے
باز آکر گوداوری کو آگیا اگرچہ ابتک بھی بول لیتے ہیں کہ وے حیدرآباد
کو جاوینگے۔ اس حرکت سے اُنکے تدبیروں میں کچھہ خلل پڑ گیا جب وے
دیکھتے ہیں کہ میں بھی گوداوری پار ہونے کی نیت رکھتا ہوں وے

بابت

گانٹنا

خود پار ہو جانے کی خاطر ڈرتے ہیں کیونکہ انکو یقین ہی کہ ندی بھرپور
آجاویگی اور انکو اپنی بستیوں سے دور پڑ جاکر میرے حملے میں آجانا
پڑیگا - ندی اب اکثر جا پایاب ہوگئی ہی ایسے موسم میں آگے کبھو اس
طرح پایاب ہوئی سو کیفیت کوئی نہیں جانتا مگر مجھے امید ہی کہ میں اب
ہوں سو مقام میں انکا عزم جو حیدرآباد پر مہم ڈالنے کا ہی اسکو دبا
دوں اور سب صورتوں میں یہہ امر موجب کچھ بہت برے نتیجوں کا
نہیں ہوگا

دوسری تاریخ کو بیگم سمرو کے لشکر سے دو شخص فراری ہوکر اورنگ
آباد کو آئے انکے اظہار سے مجھے اندیشہ آتا ہی کہ وہ لشکر صوبے کے
لشکر پر سے پار ہو جاکر کل یا آج سیندھیا کے ساتھ مل گیا ہوگا - وے
یہہ بھی کہتے ہیں کہ کرنل پھول میان کا لشکر دو منزل کے فاصلے سے
انکے پیچھے چلا جاتا تھا اس بات میں مجھے شک ہی کیونکہ میں
سمجھتا ہوں کہ وہ ہندوستان کو روانہ ہوا ہی

۲۰

ہولکر وکیل کو بلا بھیجا ہی جسکو میں جولائی کے مہینے میں اسکے پاس روانہ

کر چکا تھا اور وہ امرت راؤ کے لشکر میں راہداریوں کے واسطے
تب سے ابتک انتظار کرتا پڑا ہی۔ میرے پاس جو کاغذ کہ آئے
ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہی کہ ہولکر بہت تڑپ رہا ہی کہ یہہ شخص اپنے
پاس سلامتی سے آپہنچے۔ جب وہ سُنا کہ کرنل کولنس سیندھیا کا لشکر
چھوڑ کر چلا گیا ہی تب اُن کو اغذ کو لکھکر روانہ کیا

میں تمکو اخیر خط لکھے کے بعد از ہولکر کی فوج کہیں کچھہ حرکت کر کر گئی
سو سننے میں نہیں آیا۔ میں اِس بات کو بہت مناسب سمجھتا ہوں کہ گورنر
جنرل فوجوں کے اِس رسالے کی خاطر جتنا جلد ہو سکے اُتنا جلد
سات لاکھہ روپے کے نو بھی اشرفیاں سیدھا ببی کو روانہ
فرماویں اگر تُم مہربانی کر کر اُن سے یہہ ذکر کرو تو میں ممنون ہونگا۔ احسانمند
ہمارے اخراجات بڑھتے جاتے ہیں اور مجھے لازم پڑتا ہی کہ پیشوا
کی فوجوں کو جو میرے ساتھہ نوکری کر رہے ہیں اور میری خاص فوجوں
کو ورماہے پہنچانے کی صورت کرتا جاؤں

میں اِسطرف بستی کو آنے کے بعد اُو کیا دیکھتا ہوں کہ جالنا پور کے
قصبے کو غیر لوگ صوبہ دار دکھن کے علاقے کے محاصرہ کر لئے ہیں

اور وہ قصبہ احمدنگر سے بہت دور ہی اور اُس سے کچھہ علاقہ نہیں
رکھتا۔ اِس لئے میں صوبے کے نوکروں سے کہا کہ اُسکو اپنے قبضے میں لالکر
اُسکا اِنتظام دو۔ اور میں گورنر جنرل سے اِس بندوبست کی کیفیت کو
ظاہر کرونگا

P.18

۲۱

لفٹن کرنل دووٹنگٹن جو راجہ انند راو گوکر کے ملکوں میں ہیں سو
فوجوں کا کمانڈنگ یعنے حاکم ہی اُسکے یہاں سے مجھے ایک خط آیا اُسمیں
وہ کہتا ہی کہ بیروچ کا قلعہ تھوڑے نقصان سے آگست کی انتیسویں
کو حملہ کر کے لئے۔ بیروچ پر حملہ ہوا اسکی کیفیت تفصیل وار ابتک میرے
پاس نہیں آئی لفٹن کرنل ووٹنگٹن بولتا ہی کہ فوجاں بڑی بہادری
کئے

صاف

دولت راو سیندھیا اور برار کا راجہ آگست کی چوبیسویں کو صوبہ
دکھن کے ملکو نمیں اجنتی کے گھاٹ پر سے فقط سواروں کی بڑی
ٹکڑی کے ساتھہ داخل ہوے۔ کرنل اِسٹیونسن کی ٹکڑی جو مشرق
کی طرف بڑولی گھاٹ کو گئی تھی اُس کے اور اورنگ آباد کے بیچ میں

ہوئے ہوئے گذرے اور جالنا پور کے لگ بھگ لئے جالنا پور اورنگ
آباد سے مشرق طرف چالیس میل پر ایک چھوٹی سی گرھی اسی نام کے
قصبے کی دار الحکومت بنکر ہی

میں انتیسویں تاریخ اورنگ آباد کو آیا۔ دشمن میرے آنے کی خبر سنتے
ہی جنوب اور مشرق کی طرف برھ کر چلے گئے بول لیتے ہیں اس نیت سے
گئے کہ گوداوری پار ہو کر حیدرآباد پر کوچ کریں۔ میں الٹ کر اپنا
کوچ اس ندی کی طرف قایم کیا اور تب سے ندی کے بائیں کنارے
کنارے مشرق طرف کوچ کر رہا ہوں۔ ندی بالفعل ہر کہیں پایاب
ہو کر ہی ایسے موسم میں آگے کبھو پایاب ہوئی تھی سو کوئی نہیں جانتا
ان کوچوں سے جنوب طرف دشمن کے ہل چل کو میں دبا دیا وے پھر
جالنا پور کے شمال طرف الٹ گئے اور میں بالفعل بلکا یا ہوں سو جگہہ
ایسی ہی کہ میرے ساتھ ملنے کے واسطے کشنا ندی سے دو بھاری پلٹن
جو کوچ کر رہے ہیں انکو میرے سے بچاؤ اور حمایت ہی

۲۲

سیپتمبر کی دوسری تاریخ کرنل استیونسن جالنا پور کو لے لیا وہ

بالفعل اس مقام کے اور اورنگ آباد کے ما بین ہی

بیگم سمرو کے پیدل کی برکت اتر جنتی گھات پر چڑھ گئی اور یہہ گمان کرتے ہیں کہ کرنل بھول میاں کے علاقے کا رسالہ بھی اسکا پیچھا کرتا ہوا چڑھ گیا ہی مگر چھٹویں تاریخ کی رات کو نہ یہہ دشمن کے ہینڈ کوارٹرس سے جا ملا۔ نہ وہ انکے فوجاں باہم ہونے سے انکے کوچوں میں بڑا کھٹکا پڑیگا میں امید وار ہوں کہ ان سب کو جنگ میں کھینچنے کا قابو پاؤں اور جب تک کہ بڑا از پر مہم ہونے کی صورت میرے ہاتھ سے نہو سکے سب حال میں مجھے اندیشہ ہی کہ صوبے کے تمام ملکوں کو انکی یورش سے میں بچا نہ سکونگا۔ میں اس مہم کی تیاریوں میں پڑا ہوں اور تا امکان جلدی کر کر روانہ کرنے کا قصد ہی

لگا ہوں
مقدور بھر

دشمن کے پنڈارے بستی کو کچھ زیادہ نقصان پہنچائے سو مجھے نظر نہیں آتا کھیڑ دن میں ہیں سو ٹھانوں سے پیادے اور باشندگاں کھیڑوں کو بہت مرتبہ بچالئے اور انکے لشکر میں غلہ بڑی گراں قیمت سے بکتا ہے

اناج
مہنگا

میں اس طرف کی بستی کو آئے کے بعد دیکھا تو جالناپور کے قصبے کو احمدنگر کے قلعے سے کچھ علاقہ نہیں اور اسکے اطراف تمام

حوالے

صوبہ داردکھن کے قصبات گھیرے ہوئے ہیں پھر میں اس قصبے کا
بند و بست جناب نواب کے ملازمین کے تحویل کر دیا۔ آگست کی ایکیسویں
کو جو خط کہ میں لکھا تھا اُس میں ملفوف کر کر بھیجا تھا سو کاغذ سے اِس
قصبے کی اِلبیت آپ کے حضور معلی کو نظر آویگی

امرت راؤ اگر ابتک میرسے سے نہیں ملا معلوم ہوتا ہی کہ حال میں مورلیہ
فرنویس جو مر گیا ہی اُسکے بعض رسوم ادا ہونے کے لئے اُس کے آنے
میں دیری ہوئی

جسونت راؤ ہولکر دوسری تاریخ کو نربدا اور تپتی ندیوں کے مابین
ایک مقام میں ڈیرا دیا ہی۔ وہ وکیل کو بلا بھیجا جسے میں جولائی کے
مہینے میں روانہ کرچکا تھا اور وہ تب سے ابتک امرت راؤ کے لشکر
میں راہداریوں کے واسطے انتظار کرتا پڑا ہی۔ راہداریوں کے
قرینے سے ایسا نظر آتا ہی کہ اپنے لشکر میں سلامتی کے ساتھ یہہ شخص
پہنچنے کی خاطر جسونت راؤ ہولکر کو بڑی تڑپھ ہی اور جب اُسکو معلوم
ہوا کہ کرنل کلنس دولت راؤ سیندھیا کا لشکر چھوڑ کر چلا گیا تب
اُسکو بلا بھیجا میں سنتا ہوں کہ بابا پھرکیہ

دولت راؤ سیندھیا اور برار کے راجہ کے ساتھہ جا کر مل گیا

P.20

۲۳

تمھارا خط اگست کی اٹھائیسویں کا مجھے آپہنچا۔ احمد نگر کی فتح کو جیسا تم صلاح دیتے تھے ویسا ہی بندوبست کیا ہوں۔ کپتان گرے نام کو وہانکا کلکٹر مقرر کر کر رسداں روانہ کرنے اور میرے پچھاڑی کی فوج میں کچھ گربڑ نہیں ہونے دیکر امن اور چین کو نگاہ رکھنے کی خاطر بہت سے پیادے اور سواروں کی ٹکڑی اسکو دیا ہوں۔ کاشکے میں تمکو اس کام پر رکھا ہوتا مگر تم اس جگہہ نہیں تھے اور یہہ غیر ممکن ہے کہ تم اپنے قصبات میں رہکر خدمتیں بجالانا ضرور ہے۔ میں تمکو آگے خبردار کر چکا ہوں

اگر

میں تمکو آخیر خط لکھنے کے بعد جنوب طرف جلدی سے چند کوچ کر کر دشمن کو پلٹا دیا اور انکو صاف بتلایا کہ وے فقط تنہا حیدرآباد کو نہیں جا سکتے ہیں اور اس سبب سے انکو مجبور کیا کہ شمال کی طرف الٹ جاویں

پھرا دینا

مجھے معلوم نہیں کہ آیا وے پھر الٹ آوینگے یا نہیں مگر بول لیتے ہیں

کیا

کہ برہان پور کو پلٹ جاتے ہیں اور اُنکے رسالدار بالکل ناراضی ہوکر قسمیہ کہتے ہیں کہ اپنے کو پیدلوں اور توپوں سے کمک ہووے تو نوکری نہیں کرینگے

بہرحال فقط سواروں کی فوج کے مقابلے میں میں بھی جلدی کرکر کوچ کر سکوں سو اسبات کی توقع نہیں اور بعض اُنمیں سے تمھارے قصبات میں داخل ہوں تو ہوں۔ مگر اُسکے ساتھہ یہہ اغلب ہے کہ میں اُنکو روک ڈالونگا

بنگالے کی فوج کی طرف سے جنگ

شروع ہو گیا اور وہ جمنا پار ہووینگے۔ گجرات میں تھی سو فوج آگست کی انتیسویں کو بہیروچ پر حملہ کرکر لے لی۔ کرنل اسٹیونسن چھٹویں تاریخ کو رات کے وقت سواروں کے ایک لشکر کو ماری لیا وہ مجھہ سے کہا کہ دوسری یعنے کل کی رات پھر بھی حملہ کرنے کا ارادہ رکھا تھا۔ وہ ایسا کیا یا نہیں سو میں ابتک نہیں سُنا۔ کوئی دشمن چالیس میل کے اندر اُس کے پاس کہیں بھی نہیں پھٹکا

نظر آیا

بہیروچ کے قلعے پر حملہ کرکر اُسکو لے چکے کے بعد کل شام کے وقت میں تمکو

لکھ بھیجا تھا - اب میں تمکو اِس امر میں پوری اطلاع دیکر عزت یاب ہوتا ہوں

خبر آئی کہ گیارہ گھنٹوں کے وقت

دو پہر کے آگے اِنجنیر چھوڑ کر دراز ڈال دئے ہیں اُسوقت میں حلہ کرنے کی بات اپنی جا ٹھہرا لیا تھا - مگر تین گھنٹے تک جوڑتا خیر کیا فقط اِسی واسطے نہیں تھا کہ قلعے کے روبرو کشتی اور ہنھیاروں کا ایک ناؤ بروقت آ جو ٹھہرنے کی مجھے توقع تھی اُنکی کمک سے فایدہ اُٹھا سکوں بلکہ اِس لیے بھی تھا میں سمجھا کہ دشمن کو اُس وقت غفلت کے عالم میں پانا بہت اغلب ہی - بہرصورت کشتی اور ہنھیاروں کا ناؤ بروقت پہنچکر کچھ مدد نہیں بخشے

حلہ کرنے کے باب میں میں دیا تھا سو احکام جو اِس میں ملفوف کیا ہوں اور قلعے کے غربی سامھنے کا ایک رخنہ نقشہ اور اُسکی بلندی کا بیان جو ہمراہ اُسکے روانہ کیا ہوں اُن سے تمکو اِطلاع ہوگی کہ میں کس طور سے انتظام دیا - دشمن ہمکو دراز میں نہیں گھسنے دینے کے واسطے بے باکانہ ایک حلہ گئے مگر ہماری فوجوں کی بہادری اور مردانگی کے سبب سے جلد پسپا ہو گئے اور میرے احکام سب کے سب عمل میں آئے - کپتان رچارڈسن

پہلے دروازے کو اپنے قبضے میں لا چکے کے بعد میجر کیلر ایسی جلدی گھس
پڑا کہ اکثر عربوں کے سوار اور پیدل دروازے کے باہر ہونے کے آگے
انکو پکڑ لیکر قریب دو سو عرب کے مار ڈالا۔ بہت سے گھوڑے بھی
مقتول ہو گئے اس کاروبار میں اول سے آخر تک میجر کیلر بلا توقف
موافقت کر لیکر اپنی بہادری اور پہلے کی حکومت کے وقت کا رویہ جو
ظہور میں لایا وہ اور کپتان رچارڈسن جو فوج کا سرکردہ تھا اس سے
بھی یہ سب کام ظاہر ہوئے ہیں سو وہ آپکی اطلاع شریف کے واسطے
اظلاع کرتا ہوں

سب عہدہ دار اور جوان جو اس کاروبار میں مشغول رہے انکا رویہ
اس مرتبے میں میرے خاطر خواہ اور پسندیدہ تھا کہ میں انکی تعریف یا
سفارش جیسا چاہیئے ویسا مضبوطی سے نہیں کر سکتا ہوں

اٹھارہ پوندر کی توپوں کو اور کوچ کے وقت ہمکو
حاجت نہیں سو تمام چیزوں کو قلعے کے اندر لیجانے کا کچھ بندوبست قایم
کرنے کے لئے اب میں مشغول ہوں اور دشمن طرف کے مردے جنکا
شمار قریب دو سو پچاس کے ہی انکو دفنانے کا بھی مجھے شغل ہی

میں بڑی خوشی سے تمکو اطلاع دیتا ہوں کہ ہماری طرف خسارہ تھوڑا ہوا۔ جناب پادشاہی کے اسّی پرچھتویں رسالے کا عہدہ دار کپتان مکلارن کو فقط زخم لگا اور وہ بھی بے طوری کا نہیں ہے میں مقتول اور مجروح ہوئے سو اُنکی فہرست اور محاصرہ کیئے سب سے مقتول اور زخمی ہوئے سو اُن سب کی بڑی فہرست بھی اُس میں ملفوف کیا ہوں

عربوں اور

سندھیوں کے پاس سے اوّل مرتبہ بیس نشان کے استادے ہم چھین لئے۔ میرے پاس بالفعل دس جمع ہوئے ہیں اُن کو اور قلعے کے نشانو کو قابو ملتے ہی جلدی کرکے دارالحکومت کو خوشی سے روانہ کرتا ہوں

P.21

۲۵

تمھارا خط اِس مہینے کی دوسری تاریخ کا ابھی مجھے آپہنچا۔ تم لکھے کے بعد جو مدّت کہ گذری ہی اِس کی طوالت پر نظر کرنے مجھے خوف ہی کہ ڈاک میں کچھ نہ کچھ بے ترتیبی پڑ گئی ہی اور یقیناً بعض تمھارے خطوط بالکل میرے پاس نہیں آئے۔ ۶ء اگست کے بعد جتنے خطوط کہ تمھارے پاس سے مجھے آئے اُن سب کے تواریخ میں حاشئے

پھر لکھا ہوں صوبہ دار کے خزانے

کا حال کچھ بھی ہو مجھے توقع یہ ہے کہ وہ حیدرآباد میں وہاں کی محافظت

کے لئے ایک فوج فراہم کر رکھے کہ باہمیں کچھ قصور نہیں کریگا۔ بالفعل

اُس کے بچاؤ کے واسطے میرے گمان میں جس قدر کہ وہاں تہیہ ہو کر

ہی اُس کی نسبت کرنے اچھے طور سے زاید تہیہ ہو سکے تو کچھ نہ کچھ آفت

وہاں پڑیگی

صوبے کے نوکروں سے جو تم اطلاع کئے کہ کالے چبوترے کے گھاٹ

پر نواز وں کی حاجت ہی اُس سے میں کہتا ہوں کہ مجھے خوشی حاصل

ہوئی۔ اُنکے عدد کم رہنے سے کیا نتیجے ہیں سو مجھے اسدم معلوم ہوتے

ہیں کہ میں دشمن کے ساتھ جنگ میں مشغول رہنے کے درعوض مجھے

موصول ہونے کے رسداں جو چلے آرہے ہیں اُنکے واسطے اِنتظار کر

لیتے رہنا پڑا۔ نظام علیداراں جنرل استورٹ کو اعتبار ہوئے

سر لکھا جو بیان کئے کہ آپ اِتنے نواز وں کی پابجائی کر چکے ہیں اگر

اُنہیں کا تیسرا حِصّہ بھی کشنا ندی پر رہا ہوتا تو رسداں بہت دِن کے

اگے مجھے وصول ہو جاتے

بہر حال میں خوشی سے تمکو اطلاع دیتا ہوں کہ دشمن شمال کی طرف دور

چلے گئے انکو بڑی چپک ہو گئی کرنل اسٹیونسن کی حکومت میں ہی سو

سرحد کے نزدیک چند رسالے جو وے روانہ کئے تھے اُنہیں رات کے

وقت وہی کرنل دو بار یورش کیا اور اس سبب سے دشمن کو بہت سے

آدمی اور گھوڑوں کا خسارہ ہوا

اگرچہ یہہ ضرور ہی کہ کشنا پر نواتر سے موجود رہیں اور جنرل کیمل کے

فوجاں عندالضرورۃ وہ ندی پار ہونے کے لئے مستعد رہیں پر اب

ہی سو عالم میں اُنکو منگا کر کشنا کے ازوا ر وال رکھنا مجھے مناسب معلوم

نہیں ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حیدرآباد میں موجود ہیں سو دو پلٹن اور

صوبہ دار کے وزرا فراہم کر رکھنے کی تجویز کئے تھے سو فوج یہاں سے اُنکے

واسطے کمک روانہ ہوئی تک یقیناً اس شہر کو بچا رکھ سکتے ہیں

جنرل کیمل کی فوج حیدرآباد کو روانہ ہوئی تو

راجہ میسور کے ملکاں سب بچاؤ ہو کر پڑے رہینگے۔ اِن ملکوں کو بھی

صوبۂ دکھن کے ملکوں کی مانند یورش کر کر لوٹ لے سکتے ہیں اس

صورت میں اِس طرف ایک ٹکڑی وہاں روانہ ہوئی تو انکا بچاؤ

ہے۔ یہہ ظاہر ہے کہ دشمن کے سواروں کے سریکھا ہماری فوج جلد کوچ نہیں
کرسکتی اور ہماری فوجاں پہنچنے کے آگے وہاں بڑا نقصان ہوجاویگا۔
حیدرآباد کا بہیں یہہ تاویل برجستہ نہیں پڑسکتی۔ یہاں کی حفاظت کے لئے
کچھہ نہیں ہو کرہی۔ سب حال میں دشمن توپوں کی کمک کے سولے کچھہ زیاد
نقصان نہیں پہنچا سکتے اگر توپوں کے ساتھہ آویں تو انگریز کے لشکر
کی ٹکڑی کے آگے نہیں پہنچینگے

جب تم پیسا یا غلّہ روانہ کروگے بہتری التماس ہے کہ اسکا بدرقہ حیدرآباد
سے کب نکلتا ہے سو مجھے اطّلاع دو اور جس عہدہ دار کے ذمّے وہ
رہیگا اسکو حکم دیجو کہ بھیر پر سے یا دھارور پر کوچ کرے اور باربار
اپنے عبور کی اطّلاع مجھے دیتے رہے اور میرا حکم آئے تک ان مقامات
میں سے کسی کو چھوڑ کر نہ نکلے۔ میں التماس کرتا ہوں کہ ہمارے بدرقے
جن قلعوں کے نزدیک کہ پہنچینگے وہاں کے قلعہ داروں کو انکی حفاظت
کرنیکے بابیں احکام روانہ ہو دیں

دسویں رجمنٹ کی دوسری پلٹن کے لفٹن بروڈن کو میں حکم کیا ہوں کہ
اپنے حکم میں ہے سو ٹکڑی کے ساتھہ وقت نہیں گنوا کر حیدرآباد کو الٹ جاوے

میجرمل کے پاس سے جو خط کہ مجھے آیا اُس سے معلوم ہوتا ہی کہ دھرور کا قلعہ دار اُس قلعے کے نزدیک اُسکو ڈیرے دینے نہیں اجازت دیا جو اُس کے بدرقے کی محافظت واں سے بھی کچھ ہو سکے۔ اس روئے سے بالفعل چنداں پروا نہیں کیونکہ دشمن مجبور ہو کر شمال کی طرف دور چلے گئے ہیں مگر آیندہ چلکر علی الخصوص دوسرے قلعوں کے قلعہ دار بھی اُسکی تقلید کریں تو بد نتیجے ہونے کا سبب پڑیگا

دھرور کے قلعہ دار کو میں ایک خط لکھا اُس میں صوبہ دار مجھے بھیجا تھا سو خط ملفوف کیا ہوں اُس خط میں جناب نواب اپنی نوکری میں ہیں سو دیوانی اور لشکری عہدہ داروں کو احکام جاری کرنے کے لئے مجھے قدرت دیا ہی اور میں قلعہ دار کو اُس خط میں کہا کہ انگریزی فوجوں کو اپنے قلعے کے نزدیک مقام کرنے کی اجازت دیوے اور تا بمقدور اُنکے ذمے رہتے سو بدرقوں کی محافظت اور کمک کرے مگر اُسکو اور دوسرے قلعداروں کو فوجوں کی خاطر اناج جمع کر کر رکھنے کے واسطے دو ہفتے کے آگے جو خطوط کہ میں لکھ بھیجا تھا اُنکی دے

خبرداری
دیباچ
حکم
حفاظت

نہ پروا کئے نہ جوابات بھیجے - مجھے گمان ہی کہ اِس خط کی بھی پروا نہیں کریگا پس اِسواسطے اِلتماس کرتا ہوں کہ میجر ہل کے ساتھہ دھرور کے قلعہ دار کا سلوک جو کہ ہوا ہی دربار میں اِطلاع دو اور صوبہ دار کے وزراکو کدسے کہو کہ حضور کے جتنے کہ قلعہ ہیں اُن کے تمام قلعہ داروں کو فوج کے سرکردگوں کو اور چار دیواری کے اندر کے بستیوں اور کھیڑوں کے سرداروں کو مضبوط احکام روانہ کریں - کہ دے اپنے سے ہوسکے تک کمپنی کے فوجوں کی اور اُنکے ہمسائے ملکوں سے گذرتے سو بدرقوں کی محافظت اور کمک کریں اور دشمن کے حرکتوں کی خبر کچھہ اپنے کو معلوم رہی تو فوج کے کمانڈنگ افیسر کو لکھہ کر اطلاع دیویں

اگر صوبے کے ملکوں میں لوگ ہمکو دوست سمجھکر پیشش نہ آدیں تو کسی بھاری بدرقے کی سربراہی دینا ہمکو مشکل ہی اگرچہ غیر ممکن نہیں مگر اِس سبب سے حضور کے فواید میں خللِ عظیم واقع ہوگا

۲۷

P. 23

عہد و پیمان ہوکر یون گرصہ جو تحویل ہوگیا ہی اُسکے بابہین میں ہمکو لکھہ کر عزت یاب ہوتا ہوں

قلعہ اندرونی کی دیوار کے اندر جب ایک دراز پڑ چکا اور قلعہ بیرونی
کے کونے پر برج کے نیچے دوسرا بھی ایک پڑنے والا تھا کہ ایسے ہیں ستہویں
تاریخ کی صبح کو اہل قلعہ عہد و پیمان کر لینے کی درخواست کئے اِس شرط سے
کہ اپنے جان اور خاص مالوں کی حفاظت ہووے

اِن باتوں پر میں راضی ہوا اِس شرط سے کہ کمپنی کے سپاہیاں اندرونی
دیوار کے دراز پر معاً قابض و متصرف ہو رہیں مگر وے اُن عہد و پیمان
کے ساتھ دوسرے شروط بھی لگائے یعنے سبندھیا دیا سو بقایہ میں
انکو دے ڈالنا اور (تین ہزار سوار کے قریب تھی سو) گوکر کیولری کے
دو کمانڈنگ آفیسرس میرے ساتھ اِس عہد نامے پر دستخط کرنا۔ اِن دو امر
قلموں پر میں بالکل راضی نہیں ہوا جب بارہ کے چار گھنٹے ہوئے اُس
وقت ہم مارتے ہی چلے جاتے تھے سو دیکھکر وے سمجھے کہ میں تاخیر
کرنے پر راضی نہیں ہونگا پھر تو وے پہلے شروط پر رضامند ہو گئے اور
قلعے اور پہاڑوں کو چھوڑ دینے سے ہم قابض و متصرف ہو کر معاً اُن
شرطوں کو تمام و کمال ظہور میں لائے

اگر یہہ امر وقوع میں نہ آتا تو میں اٹھارھویں تاریخ صبح کے وقت دونوں

در ڈھیل

کلام عمل میں نہ آتا

دراز پر حملہ کرنے کے لئے ضروری بندوبست کر چکا تھا میں سمجھتا ہوں
قلعے کے لوگ یہہ تصور کئے کہ ہم درازوں میں سے گھسنے کے وقت اگر
وے اگر ہمارے مزاحم ہو دیں تو انکا راستہ بالا قلعے کا بند ہو جاتا ہی
پھر انکو ہمارے مورچے پر سے نکلنے سو راستے کے سوا ے بھاگ کر
چلے جانے کے واسطے دوسرا کوئی راستہ نہیں رہتا اس سبب سے وے
ڈر گئے

پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہی سو اوپر کا قلعہ یعنے بالا قلعہ اُن کے قبضے میں
آ جاسکتا ہی میں سمجھتا ہوں کہ اُسکی تسخیر بالکل غیر ممکن تھی
قلعوں کا اور پہاڑوں پر کی صنعتوں کا نقشہ کھینچنے اور
لحاظ کرنے کپتان کلف کو جو انجنیروں کے علاقے کا ہی میں چھوڑا
اور مجھے اُس کی مشہور ہنرمندیوں سے یقین ہی کہ یہہ کام اچھے طور
سے ادا کریگا

اس کام پر مامور تھے سو سب طور کے اہل خدمات سے ظاہر ہوے
سو خوبیاں سرگرمیاں اور بڑے محنتاں میں اس حیلے سے بڑی خوشی
کے ساتھ آپکے گوش گذار کر رکھتا ہوں

اٹکانا
اپنی
لینا
لحاظ

اٹھارھویں تاریخ کو کشنا ندی پر سے آنے والا تھا سو آخری بدرقے
کے ساتھ جو میجر مل تھا اُس سے میں ملا اور بیسویں کو دشمن کی
طرف بڑھ کر جانے کی مجھے طاقت ہوئی اُن گذشتہ سات آٹھ روز
کے عرصے میں دشمن کرنل پھول سہان کے ماتحت تھی سو پیدلوں کی
فوج سے اور بیگم سمرو کی فوج سے اور دوسرے ایک پیدلوں کے
رسالے سے جس کے سرکردے کا نام میں تحقیق نہیں کیا جا کر ملے۔
دشمن کی فوج بکاردن کے قریب اور اُس مقام اور جعفر آباد کے
مابین جمع پڑی تھی

بیسویں کو میں کرنل اسٹیونسن کے نزدیک تھا۔ اُس سردار کے ساتھ
بات چیت کیا چو بیسویں کو صبح کے وقت ہمارے زیر حکم میں سو لگریوں
کے ساتھ دشمن کی فوج پر حملہ کرنے کے واسطے ایک تجویز ہم دونوں
ٹھہرائے۔ بائیسویں کو ہم کوچ کئے کرنل اسٹیونسن مغرب کے راستے
سے (چلا) اور میں بدناپور اور جالنے کے درمیان پہاڑوں
کے اطراف ہی سو مشرقی راستے سے گیا

تیویسویں کو میں نالینہ میں پہنچا وہاں خبر معلوم ہوئی کہ سیندھیا اور
برار کا راجہ اپنے سواروں کے ساتھ صبح ہی چلے گئے - عنقریب پیدل
بھی پیچھے جانے والی تھی مگر میں جس زمین پر کہ خیمہ ڈیرا اترنا چاہتا تھا
سو وہ اُس زمین سے چھے میل کے فاصلے پر ہنوز خیمے میں تھے - پس یہہ
بات ظاہر ہوئی کہ اُس پر حملہ کرنے میں زاید توقف ہووے - نالینہ
کے مقام میں تھا سو اسباب اور سامان کی حفاظت کے واسطے بندوبست
کر کر دشمن پر حملہ کرنے کے واسطے میں کوچ کیا

ابھی

وے متصرف ہو کر میں کر کے مجھے خبر پہنچی تھی سو زمین کے قریب کیتنا
کی ندی کے کنارے سیندھیا کی اور برار کے راجہ کی کل متفق فوج
ڈیرے ڈیرہی سو میں دیکھا انکا میمنہ جس میں کل سوار ہی تھے بوکردن
کے مقام کے قریب سے آسیہ کے جوار میں خیمہ ڈیرہ تھے سو انکی پیدل کے
سپاہ تک پہنچا تھا - اگرچہ میں پہلے انکے میمنے کے روبرو آیا مگر انکے
میسرے پر حملہ کرنے کی تجویز ٹھہرایا کیونکہ مجھے گمان غالب تھا کہ انکی
پیدل کے سپاہ کو شکست ہو جاویگی - اُسی موافق انکے میسرے کی طرف
چکر ار کر گیا - کوچ کر رہی تھی سو پیدلوں کی صف کے پیچھے پناہ کے

پہلی ٹکڑی

دوسری ٹکڑی

واسطے انگریزی سواروں کو رکھا اور سید ھے بازو میں مرھٹے
کے اور میسور کے سواروں کو رکھا

دشمن کی فوج میسرے کے پرے پایاب تھا سو مقام پر سے ہم کیستانئی
پار ہوے اور معاً اُس ندی کے اور اُس کے مقابلے میں بہتا تھا سو
نالے کے درمیان میدان میں پیدل کو دو صف کرکے کھڑا کئے اور
تیسری صف میں انگریزی سواروں کو لگا رکھے۔ مرھٹے اور میسور
کے سوار کیشنا کے پیلیور ہماری فوج کے بائیں بازو پہ چارے لئے
ہوے کھڑے رہے اور اپنی فوج میسرے سے نکل کر ہمارے پیچھے
پیچھے کوچ میں آئی تھی سو دشمن کے سواروں کی ایک بڑی ٹکڑی
کو روک رکھے

پیلیور

P.25

۲۶

میں اطلاع دیتا ہوں کہ کل دولت راو سیندھیا اور برار کے
راجہ کی متفق فوجوں کو میں مار لیا۔ مگر جنگ میں بہت بڑا نقصان
عاید حال ہوا

گورنر جنل بہادر کو اِس مقدمے میں جو رپورٹ کہ کیا ہوں اُس کی

نقل اِس خط میں رکھا ہوں اُس سے اپکو جنگ کی کیفیتوں کا حال بسہولت

تمام معلوم ہو جاویگا

خدمتاں خالی ہو جانے کے سبب سے میں رجمنتوں کے کمپانڈنگ آفسروں کو

کہا ہوں کہ اپکی خدمت میں آفسروں کی ترقی کے بابیں سفارش کریں۔

اس اتفاق میں میں انیسویں [19] لیفٹ ڈراگنس کے علاقے کے مینجر کینڈی

کے بابیں جو جنگ کے وقت رجمنٹ کے سرکردہ ہوکر مجھے سفارش

کرنے سے باز نہیں رہ سکتا ہوں اور علی ہذا القیاس ستر پر چار ویں [74]

رجمنٹ کے عہدہ داروں کے بابیں بھی جن میں کے اکثر زخمی ہو گئے

ہیں سو کیفیت افسوس سے ظاہر خدمت کرتا ہوں لفٹن کرنل والس

جو ستر پر چار ویں [74] رجمنٹ کے مینجر بھی ہیں میرے سے درخواست

کئے ہیں کہ انیسویں [19] ڈراگنس میں خالی ہوے ہیں سو لفٹن کرنلیوں

میں سے ایک اپنے کو عنایت ہونے کے لئے میں اپکی خدمت میں سفارش

کروں کیونکہ سننے میں آیا ہی کہ اب اُس رجمنٹ میں دو لفٹن کرنل

ہیں۔ میں کرنل سے درخواست کیا کہ اپنی نوکریوں کا ایک یادداشت

مجھے لکھ کر دو اُسکو میں اب اِس میں ملفوف کیا ہوں اور میرے

اسپانی سے

مختار

اور بھی

چاول

ہمراہ روانہ ہوئے تب سے کرنل کا روپیہ میرے نہایت پسندیدہ تھا اور

بابتاں

مجھے معلوم ہی کہ اس ملفوف یادداشت میں مذکور ہیں سو ابواب صحیح ہیں

اور اُن باتوں کی گواہی میں اپنی طرف سے یادداشت کے ساتھ زاید

کیا ہوں

P.36

۴۰

کل میں سیندھیا اور برار کے راجہ کی متفق فوجوں پر اپنی ٹکڑی رکھ

لیکر حملہ کیا۔ انجام اُسکا یہ ہی کہ قریب ساتھ توپ کے میرے ہاتھ لگے۔

سچ ہی

جنگ فی الواقع بڑی چالاکی سے ہوا اور دشمن کے توپوں کی آگ

نہایت گرم اور تیز تھی چنانچہ اس ملک میں اتنی تیزی تھوڑے دنوں

سے نظر نہیں پڑی۔ ہمارے طرف بہت سے سردار اور لوگ ضایع گئے

دوسروں کے سوائے آپکے بھائی بھی ستر پر چار ویں رجمنت کے

علاقے کے زخمی ہوئے۔ کرنل ہیاکویل مارا پڑا۔ کرنل ہارنس کا کرنل ارلس

کا اور میرا اور میں سمجھتا ہوں کہ اِستاف کے ہر ہر سردار کا گھوڑا گولے

کا مار کھا کر اوپر بیٹھے سو بیٹھے نیچے گر پڑا

سیندھیا کی پیدل بہت اچھے طور سے کام کی اور آخر تک اپنے

توپوں کے پاس کھڑے رہے مگر اُنکا چلانا اُنہی کے ساتھ رہ گیا۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وے دو توپ سے زاید لیگئے ہیں یا نہیں مجھے شک ہی

مرگئے سو اور زخمی ہوئے سو لوگوں

کا اور مسخر ہوئے سو توپوں کا صحیح حساب میرے پاس لتنے ہی میں اِس جنگ کی کیفیت مفصل گورنر جنرل کو لکھ بھیجونگا

دشمن ارجلی گھاٹ کی طرف بھاگ گئے ہیں سمجھتا ہوں کہ وے اسپر سے اُتر گئے ہیں۔

۳۱

میں آپکو سیتمبر کی سترھویں کو لکھا تھا۔ اِس کے بعد میں دشمن کو پوری شکست دیا ہوں اور اُنکے پاس سے نو دیر آٹھ توپ معہ بارود گولہ وغیرہ نکال لیا ہوں۔ میں گورنر جنرل کو اِس جنگ کے بابیں لکھا تھا سو خط کی ایک نقل ملفوف کیا ہوں جس سے آپکو جنگ کا حال معلوم ہو دیگا

اِس پر زاید کرنے کی اور کچھ کیفیت نہیں بجز اِسکے کہ آپکو لکھا ہوں کہ سیندھیا کی فرانسیسی پیدل ٹیپو کی پیدل سے کہیں فایق ہی اُسکا جنگی سامان اور

باروت گولہ درست اور اسکی توپ ایسی اچھی اور ایسی آراستہ ہی

کہ ہمارے بھی کام آسکتی۔ ہم ٹیپو کی توپوں کو کبھی اپنے کام میں نہیں لاسکے

ہماری طرف بڑا نقصان ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا سخت جنگ اس

بستی میں کبھی نہیں ہوا تھا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جہان کے کسی قطعے

میں ایک ہی ایک جنگ سے اسقدر توپیں اور فایدے نادر حاصل ہو

ہیں۔ جنگ کے میدان میں دشمن کے بارہ سو جوان قتل ہوئے۔ میرا

قیاس یہہ ہی کہ اس عدد سے چار چند لوگ کے لگ بھگ گھایل ہوئے۔

جنگ کے بعد ایک دوسرے کو لوٹتے۔ اُن کے بہت سے سپاہ

فوج چھوڑ کر چلے گئے۔ تمام برہانپور کو جو یہاں سے اسّی میل کے قریب

ہی بڑی پریشانی سے بھاگ گئے ہیں

میرے دو گھوڑے کھیت گئے ڈیاما (جو کرنل آستن کا گھوڑا تھا اور بہت

سے جنگوں میں کام آیا) بھالے کا مار کھا گیا اور ایک دوسرا گھوڑا

گولے کا مار کھا کر میں اوپر ہوں سو ہوں نیچے گرا۔ تمام اِستاف کے

سرداروں کے گھوڑے یا تو مارے گئے یا گھایل ہوئے یا کسی نہ کسی

جا ے میں ضرب پاے

ملفوف تھا سو خط کے اندر ہیں لکھا تھا کہ نو د توپ مسخر ہوئے ہیں اُنکو
ہیں روانہ کیا سو وقت مجھے معلوم نہیں تھا کہ ہمکو کس قدر غنیمت حاصل
ہوئی ہی۔ واقعی ہیں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک سو دو توپ مسخر کئے
مگر دشمن نے توپوں کو ہم ضایع کر ڈالے۔ عددیں غلطی آئی ہی ہیں جانتا
ہوں کہ نود پراگندہ ہیں

ابتک ہولکر جنگ میں کچھ دخل نہیں دیا میرا قیاس یہہ ہی کہ وہ اب الگ ہی
رہیگا۔ میرا ارادہ معاً آگے بڑھنے کا ہی۔ گھایل ہوئے سو سپاہیوں
کے لئے امن کی جاے پیدا کرنے کے واسطے مشکل اگر پڑنے سے ہیں اتنکل
ٹھہر گیا تھا۔ مگر آخر ایک جاے ملی۔ کرنل اسٹیونسن نظام کی فوج کے ساتھ
دشمن کو آگے ٹھیل رہا ہی

مجھے اچھے طور سے ہر چیز بہم پہنچی ہی۔ مجھے دشمن کے رسدوں میں سے
بھی کچھ مل چکا ہی اور مجھے بڑی اُمید ہی کہ اور بھی زاید ملیگا

۲۳

میں ابھی اپنے گھایل ہوئے سو جوانوں کو دیکھکر آیا ہوں۔ اُنکو قلعے میں
فی الجملہ آرام میسر ہی۔ مجھے اُمید ہی کہ وے سلامت رہینگے۔ مگر میری

سپیڑنا
لوٹ
بڑھانا
P.27

خواہش یہہ ہی کہ وے شہر کے کنارے شاہ راسے میں رہنے کے درعوض — بدلے
جہاں ہر کوئی شخص ہندوستان سے نظام کی بستیوں داخل ہوتا ہی شہر
کے حد سے نکلکر زیادہ تر فاصلے پر جا کر رہیں۔ بہرحال میرے سے ہوا — تو بھی
سر بکھا انکی خوبی حتی المقدور انکی حفاظت کیا ہوں۔ میجر کرک پیاترک
کو لکھا ہوں سو خطوط سے آپکو معلوم ہوگا کہ صوبے کے قلعدار ں
بڑی بے طوری سے پیش آے

سیندھیا اور براتہ کا راجہ مغرب طرف تپتی کے کنارے کنارے
دو کوچ کرکر جنوب طرف الٹتے۔ کہتے ہیں کہ وے کیا سر بری گھاٹ
سے گذرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وے اپنے بہت سے سوار تھوڑے
پیدل اور برہانپور سے نکالے سو چند توپ ہمراہ رکھے ہیں۔ وے
اس جاے میں (یعنے برہانپور میں) فوج کے باقی لوگ کو روانہ
کئے ہیں

ممکن ہی کہ اس کوچ سے انکا غرض یہہ ہو کہ برہانپور اور اسیر گڑھ — ہو سکتا ہی
کی طرف سے میرا خیال پھرا دیویں اور اپنا پیچھا میں نہیں کرتا ہوں
سو دیکھہ کر شمال طرف لوٹیں۔ صورت اس طرف کی یہہ ہی کہ

رفاقت میں ہیں کہتے ہنو ریاستاں اس قدر بے طور ی سے ضعف کے
عالم میں پڑے ہیں کہ اپنے ملکوں کی پناہ کے واسطے بالکل ہمارے پری
تپکا کر بیٹھے ہیں اور انکی قدرت انکے خاص نوکر چاکر پر بہت کم ہی کہ وے
یہاں تک دشمن کے ساتھ ملاپ اور علاقہ بھی رکھے ہیں کہ میں ایکبارگی
اپنی کل فوج کے ساتھ اسیر گڑھ پر پیشقدمی کرنے کی کچھ صورت
نہیں دیکھتی حالانکہ میں جانتا ہوں کہ اگر سلامتی کے ساتھ اس تجویز
کو عمل میں لاؤں تو پھر جنگ تمام ہی۔ صوبے کے قلعوں میں سے ایک
میں بھی بس آسے اتنی فوج نہیں ہی۔ وہ شہر میں ایک سپاہی بھی نہیں
رکھتا ہی بجز کمپنی کے علاقے کے۔ اُسکے قلعدار وں اور عملدار وں
کا حال یہ ہے کہ فقط اپنے کو قلعوں میں اور بستیوں میں آرام سے بیٹھے
رہنے کی اجازت ملی تو آپ سکھے ہیں سو ہمیشہ معاً دھر دیتے ہیں۔
رہا پیشوا وہ پونے میں اپنے محل کا متصرف ہو کر ہی پھر کچھ نہیں تھوڑا
مبلغ جو وہ پاتا ہی یا تو برہمنوں میں صرف کرتا ہی یا رندیوں میں
اپنے سپاہ میں سے کسی ایک کو حتیٰ کہ اپنے خدمتگذار نوکر چاکر کو بھی
نہیں دیتا۔ اس صورت میں اگر میں تمام فوج کے ساتھ شمال کی طرف

تکیہ کرنا
بڑھنا
بہانہ تنگ کر

کوچ کروں تو انجام یہی کہ دشمن نظام کے عِلاقے کے کسی بھاری مقام
کے متصرف ہو جاوینگے یا اُس جاے میں سے فوج کا خرچہ وصول کر
یا یہ کہ دے خود پونے پر کوچ کرینگے۔ وے خواہ مخواہ ہمارے رسدوں
کو اتنگا دیونیگے اور نتیجہ اُس کوچ کا ہمارے حق میں بنجر ہلاکت
ہو جاویگا۔ اِن ریاستوں کے ذاتی ضعف سے ہمکو اِس طرح مخمصے
میں پڑنا پڑتا ہی

ضرور

P.27

۳۳

کیا دلری کی پہلی رجمنٹ کے علاقے کے کپتان اوڈل کے پاس سے مجھے
آیا سو خط کی نقل ملفوف کیا ہوں جس میں وہ ایک مقدمے کی کیفیت
مفصل لکھا ہی وہ کچھ دیسا بھاری مقدمہ نہیں مگر اُس سے معلوم
ہوتا ہی کہ وہ اور اُسکے زیر حکم تھا سو رسالے کے سپاہ ایسے
کام کئے ہیں کہ دوسروں کو عبرت ہووے
میرنے زیر حکم تھے سو سپاہیوں کے حقمیں جو حکم کہ میں ایسے وقت میں
جاری کیا تھا اُسکی ایک نقل بھی ملفوف کیا ہوں
کپتان اوڈل پر حملہ کیا سو طایفہ لٹیروں کا تھا جو صوبہ دار دکھن

سوار

ڈر۔ خوف

کے اور جناب پیشوا کے سرحدوں کو لوٹتے رہتے ہیں۔ اُنکی کثرت

اور جرات پر نظر کرنے سے لوگوں پر رعب ہوتا ہے۔ وے کسی

مخصوص سردار کے علاقے میں ہیں سو نظر نہیں آتا اگرچہ بول

لیتے ہیں کہ وے احمدنگر کے ماضی قلعہ دار کے علاقے میں ہیں

مگر یہہ شخص اپنے تمام سپاہیوں کو نکال دے کر دولت راؤ سیندھیا

کے ساتھہ خیمہ گاہ میں جا کر مل گیا ہے کرکے اعتبار کرنے مجھے سند

پہنچی ہے۔ چونکہ وہاں کسی کی حکومت مقرر نہیں حتّےٰ کہ ملکی سرحد

کے کسی قطعہ کا کوئی مقرری حد نہیں ٹھہرا ہے اور ہر دو طرف کے

قلعداراں اور دوسرے عہدہ داراں آپس میں خانہ جنگیاں کرتے

ہوے رہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وے اپنے خاص جنگوں کے

واسطے اِن لٹیروں کو اُٹھا بٹھاتے ہیں۔ میں جس وقت کہ اُس سرحد

پر تھا واقعی اُن کا ہل چل موقوف ہوگیا تھا مگر اب شروع پھر کئے ہیں

اور وے اپنے قدیم خاوندوں کے حق میں بڑے زور دار ہینگے

سو اِس میں مجھے شک ہے

دولت راؤ سیندھیا اور براز کا راجہ اپنی شکست پائی ہوئی

دہشت

پنڈل میں رہ گئے سو لوگ کو برہان پور میں چھوڑ کر دیگر اور اپنے
سواروں کی فوج کو قریب تمام کے ساتھ لیکر اور برہان پور سے
معہ توپ آکر ملے سو پنڈل کی چھوٹی ٹکڑی کو بھی رکھ لیکر جنوب
کی سمت کیا سر بری گھاٹ کی طرف کوچ کر رہے ہیں۔ لشکر میں
پکارا ہی کہ انکا ارادہ جنوب طرف کیا سے بری گھاٹ پر سے
ہوتے ہوئے جانے کا ہی کیونکہ پیشوا کی بستیوں میں کوئی
چیز انکی حایل نہیں مگر دکھن کے صوبہ دار کی بستیوں میں کچھ ہی
اپنی ٹکڑی کے ساتھ جنوب طرف آجانا میں مناسب جانا اور
بالفعل اورنگ آباد سے چنداں زاید فاصلے پر نہیں ہوں۔ کرنل
استیونس اپنی ٹکڑی کو لئے ہوئے شمال طرف کوچ کریگا۔ مجھے
اغلب گمان ہی کہ جب سازشی لوگ کو معلوم ہو جاویگا کہ
کرنل استیونس کا کوچ فلانے طرف ہوا ہی اور میں جنوب طرف
آگیا ہوں اور ان سببوں سے اُن کا کوئی منصوبہ عمل میں نہیں
آسکتا ہی تب دے پھر تپتی کی طرف لوٹینگے۔ مجھے جنوب طرف
اگت جانا ضرور پڑا اسو کیا بری بات ہی کیونکہ میرا تصور یہہ

ہی کہ ہماری پوری فوج تپتی پر لیجاویں تو ایک فایدہ مند صلح ہمارے
نصیب ہوو رہیگی مگر پیشوا کی اور دکھن کے صوبہ دار کی بستیوں
میں بہت سے غیر مستحکم مقامات ہیں کہ وے سب کے سب آفت میں
آجاینگا اندیشہ ہی اور ہمکو اس مہم میں نفع سے بڑھکر نقصان
ہو جاویگا

کل مجھے قادر نواز خاں کے پاس سے کہ جسکو میں ہولکر کے
پاس روانہ کیا تھا ایک خط آیا یہہ شخص اُس سردار تک جا کر پہنچ
نہ سکا کیونکہ سیندھیا کے پنڈارے شہر میں گھس کر بہت سا
لوٹ لپاٹ کر رہے تھے اور ہولکر شمال طرف باندی اور کوتی
کو چلا گیا ہی کرکے وہ کہا ہی۔ اور اس مہینے کی چھٹویں کو ہولکر
کے پاس سے آیا سو خط کی ایک نقل مجھے بھیجا ہی جس میں ہولکر
اسکو کہا ہی کہ تپتی سے عنقریب کوچ کرنے والا ہی سو سردار
کے سپاہ کے ساتھہ ملجاؤ۔ مگر چوروں کے اور پنڈاروں
کے سبب سے جو نربدہ اور تپتی کے کناروں پر ہیں سو بستیوں
کے اندر اتفاق سے جمع پڑے ہیں قادر نواز خاں اس سردار

کے ساتھ مل نہ سکا۔ قادر نواز خاں کہتا ہی کہ ہولکر کا خط لائے
سو ہرکاروں کی زبانی ہی کہ وے آتے سو وقت ہولکر اجین کے
شمال طرف بیس کوس پر ہی سو مقام میں تھا اور بوندے
کی طرف کوچ کر رہا ہی۔ میں قادر نواز خاں کو بلا لیا ہوں اور
ہولکر کو خط لکھہ کر اطلاع دیا ہوں کہ اسکی فوج بہت دور چلے
جانے کے سبب سے میں قادر نواز خاں کو بلا لیا۔ اور اسکی
فوج کے اور قادر نواز خاں کے درمیان ہی سو بستی کو دشمن
کے پنداری لوٹ رہے ہیں اس صورت میں قادر نواز خاں
جاکر فوج کے ساتھہ ملنا غیر ممکن ہی
اس ایلچی گری کے کام پر روانہ کئے ہیں سو شخص کو جس حالت
اور مقام میں کہ وہ دو مہینوں سے پڑا ہی اسی حالت اور
مقام میں اسکو زیادہ عرصے تک رہنے دینا مصلحت نہیں سمجھتا
ہوں اور سب صورت میں البتہ یہہ بات ضروری ہی کہ اسکو
بلا لیکر کچھہ پیسا دینا جسکی حاجت اسکو نہایت پڑی ہی۔ اس
واسطے میں اسکو کہا ہوں کہ کرنل اسٹیونسن کے لشکر میں جاکر ملجا

ضرورۃ

جنرل لیک کا علی گڑھ کو تسخیر کر لینا بہت

نوادرات سے ہی جو اِس بستی مین میرے گوش گذار ہوئے۔
ہین بھی کسی قلعے پر ویسی ہی حرکت (یعنے دروازون پر توپان
مارکے کھولنے کی کوشش) کے سواے حلہ نہین کیا۔ مگر کبھی کامیاب
ہونے نہ پایا مین ہمیشہ کمند اندازی سے قلعون کو لیا ہون معلوم
ہوتا ہی کہ اِس وقت ویسا کرنا غیر ممکن تھا

جنرل پھر دہلی سے اُلٹ کر آیا ہی سو کیفیت جلد سُننے کی مجھے
امید ہی ہولکر کے کامون سے بہت ہوشیار رہتا ہی۔ شمال طرف
وہ یکایک کوچ کرنے سے اُسکی نیت کچھ اچھی نہین پائی جاتی ہی۔
اغلب ہی کہ اگر فایدے کی صورت نظر آوے تو وہ جنگ کر بیٹھیگا

ہولکر کا جھنڈا بالفعل ہند مین گڑا
ہی جسکا قیام وہ اپنی سپاہی پنے کی ناموری کو نباہ رکھنے پر
موقوف ہی۔ مین سمجھتا ہون کہ وہ جمنا یا گنگا پار ہوکر اِن
ندیون کے ایک ہی طرف جنرل لیک کے ساتھ رہکر اپنی ناموری
کو خطرے مین ڈالنے کی جرات نہین کریگا۔ گو تمھارے قصد

عجائبات
چال
ارادہ

بھار کی مضبوطی کا کیا حال ہی۔ کیونکہ میرا قیاس یہہ ہی کہ وہ
جنگ شروع کریگا سو وقت اُسی مقام کی طرف کوچ کراویگا
ہمیشہ سپتمبر اور اکتوبر کے مہینوں
میں اس شہر کے اندر رہا کرتا تھا سو برسات اِس سال بالکل
نہیں ہوا۔ اُس کا نتیجہ یہی کہ اناج کی نہایت کمی ہوجاویگی اور
سب وجہ سے قحط پڑنے کا اندیشہ ہی۔ ہمارے واسطے یہہ خراب
بات ہی۔ ایسی ہی آفت کا اندیشہ یہی میں بھی ہی چنانچہ مسٹر ڈنکن
چھاونی کے لوگ کی سربراہی کرنیکے واسطے فوج کو چاول کے
رسداں بھیجنا موقوف کیا ہی حالانکہ چھاونی کے لوگ کو اب
دینا ہی سو اناج وہی ہی جو مدت کے آگے یعنے گذشتہ جنوری
کے مہینے میں میرے کہنے پر فوج کے خرچ کے لئے رکھہ چھوڑے
تھے۔ بہرحال احمدنگر میں میں سو جنگی سپاہیوں کے لئے
ایک مکتفی ذخیرہ رکھا ہوا ہوں۔ میں کنرے کے کلکٹروں
کو لکھا ہوں اور مسٹر ڈنکن سے درخواست کیا ہوں کہ
اُن سرداروں کے ساتھ خط خطوط کا سرشتہ جاری کر کر

باوجودیکہ

بس ہوگیا

fertile

اُس شاداب بستی کا افزودی اناج فوج کے لئے منگا دیں

ابھی

دشمن ہنوز کبا سربری گھاٹ پار نہیں ہوئے ہیں۔ ہیں سمجھتا ہوں کہ میرا اسطرف کوچ کرنا انکو اٹکا دیا ہی۔ اتفاق ہی کہ کرنل استیونسن پیدل کو تمام دکھن کے باہر نکال دیوے

بھاگ رہے ہیں

قادر نواز خاں مجھے لکھا ہی کہ دشمن کے سواراں فراری ہو رہے ہیں۔ بعض انمیں کے خود ہی سو مقام میں سے ہر روز چلے جا رہے ہیں اور انکا اظہار رہہ ہی کہ خوراک نہیں رہنے سے لشکر میں بری تباہی ہی

P. 31

۳۴

ارگام کا جنگ ہوا بعد کاول گڑھ کا محاصرہ شروع کرنے میں کچھ ڈھیل نہیں کرنا کرکے میں ارادہ کیا۔ چنانچہ کوچ کرتا ہوا اس مہینے کی پانچویں کو دونوں ٹکڑیوں کے ساتھ ایلچپور میں آکر پہنچا اور ارگام کے جنگ میں گھایل ہوئے سو سپاہیوں کے لئے ایک دارالشفا بنا دینے کے واسطے وہاں چھٹویں کو مقام کیا

پونہ اوٗر تپتی کے ندیوں کے سرچشموں کے درمیان چلا جاتا ہی سوٗ
پہاڑوں کے زنجیرے میں گاول گڑھ کا قلعہ ہی۔ وُہ اُس زنجیرے
میں ایک بلند پہاڑ پر جنوب رویہ اندرونی قلعہ سارا پورا
ہی اوٗر اُسی جنوب طرف پہاڑ کچھ ڈھالو نا ہوٗ کر خوب اونچا
چلا گیا ہی۔ اوٗر ایک بیرونی قلعہ بھی ہی جوٗ بایب اوٗر شمال کی
طرف اندر کے قلعے کی حصار بنا ہی۔ اُس باہر کے قلعے کی ایک
تیسری دیوار ہی جوٗ شمال کی طرف لباڑے کے گھیرے سے
اُس قلعے کو ہی سوٗ راستے کو ڈھانپ دی ہی سئے تمام حصار آں
خوب مضبوطی سے بنا پا کر برجوں اوٗر عمارتوں سے اُستوار ہوئے
ہیں

قلعے کو آنے جانے کے واسطے تین دروازوں سے راستے ہیں
ایک جنوب طرف جو اندر کے قلعے کو جاتا ہی۔ ایک بایب طرف
ہی جوٗ باہر کے قلعے کی طرف جاتا ہی۔ ایک شمال کی طرف ہی جوٗ
تیسری دیوار کو جاتا ہی۔ پہلے دروازے کا چڑھاؤ بہت
لمبا اوٗر بے ڈھلاؤ ہی جسپر فقط آدمیاں ہی چڑ جاسکتے ہیں

دوسرے دروازے کا چڑھاؤ ایسے راستے پر ہی کہ جس پر سے
جنوب طرف کے بستیوں میں قلعہ کے سپاہیاں علی العموم آتے
جاتے ہیں۔ مگر یہہ راستہ قلعے کی مغرب طرف چکر سے گیا ہی اور
بہت دور تک قلعے پر سے گولے کی مار میں ہی۔ وہ اسقدر
تنگ ہی کہ ممکن نہیں کہ سیدھا چلا جا کر پہنچ جاویں اور جتنا
دونوں طرف ڈھالو ہی۔ یہہ راستہ بھی دروازے تک
ہی جاتا ہی اُس سے بڑھکر نہیں۔ شمالی دروازے کا راستہ
لباڑے کے کھیڑے سے سیدھا چلا آیا ہی یہاں کی زمین قلعے
کی زمین کے سطح کے برابر ہی۔ مگر لباڑے کو جانے کا راستہ
ایلچپور سے شمار تیس ۳۰ میل تک پہاڑوں میں سے چلا گیا ہی۔ پس
ظاہر ہی کہ لباڑے کو توپاں اور جنگی سامان روانہ کرنا بہت
مشکل اور محنت کا کام ہی

بہرحال ایلچپور میں دریافت کئے کے بعد کرنل استیونسن کو
اور مجھے یہہ معلوم ہوا کہ تمام میں یہہ مقام حملے کے واسطے بہت
فایدے کا ہی چنانچہ ہم اُسی بموجب عمل کئے

بپڑرہ

کرنل اسٹیونسن گاولگڑھ کے محاصرے کے واسطے اپنے سپاہیوں
کو اسیر گڑھ میں آراستہ کیا تھا جس کام کے واسطے ان لوگ کو مدت
سے متعین کر کر رکھے تھے۔ میں اس سبب سے منصوبہ کیا ہوں کہ
وہ بڑا حملہ لباتڑے کی طرف سے کرے اسوقت میں اپنی خاص ٹکڑی
اور تمام کیاولری رکھ لیکر اس کے حملوں کی کمک کروں اور ہو سکے
تو جنوب طرف اور مغرب طرف دوسرے حملے کر کر پشتی دوں

P. 32

۳۵

جب جنرل ولزلی قلعے میں داخل ہوا وہ پہلے قلعدار کہاں ہے کر

نُرت

دریافت کیا اور معًا اسکے گھر کو گیا۔ قلعدار کا بیٹا جو نو یا دس
سال کا ایک خوبصورت چھوکرا تھا بولا کہ میرا باپ کہاں گیا
ہی سو مجھے خبر نہیں وہ باہر جا کر دو گھڑی ہوئے الٹ کر نہیں
آیا ہی شاید اس بچارے کو اسکی حالت سے آگاہی نہیں تھی مگر
جب خوب امن چین چوطرف ہو جانے سے لڑائی میں بچے سو لوگ
قلعے کے باہر نکل گئے اور تلاش ہونے لگی تب قلعدار کی لاش بینے
سنگھ کی لاش کے ساتھ دروازے کے راستے کے قریب قتل

ہوئے سو لوگ کی ڈھگاریں نظر آئی۔ ئے دونوں جو اشراف راجپوتی
خاندان کے لوگ تھے اپنی دیانت پر اپنا جان دینے اور اپنے شہر کے
رواج کے موافق آپ مرنیکے آگے اپنے جوروؤں کو اور بیٹیوں کو مار کر
انکو ہلاکت سے بچانے کی تجویز کرتے تھے مگر کچھ سبب سے جو ہمیں معلوم نہیں ہوا
ایسا عمل پورا ہونے نہ پایا۔ کیونکہ ہمارے آدمیاں انکو دیکھنے لئے سو وقت
بارہ یا چودہ عورتوں میں میں سمجھتا ہوں کہ فقط تین مر گئے تھے۔ اور
تین تھے یا چار سے تو زاید نہیں جو چاکو یا خنجر کے دو تین وار کھا لیکر
لوہولوہان ہو کر پڑے تھے۔ اغلب ہی کہ ئے راجپوتاں اس بے
رحم کام کو اپنے سے زاید رحم والے لوگ کے ہاتھوں سپرد کئے ہوں
جنرل ولزلی اُن سے ملاقات کر کر حکم کیا کہ اُنکے ساتھ اچھی عزت اور
لحاظ سے پیش آویں۔ بنے سنگھ اور قلعدار حالانکہ اپنی ذات سے
بہادر تھے مگر وے اندرونی دیوار کے بچاؤ کی خاطر کوئی درست نقشہ
قرار دے سکے یا انکہ اپنی خاص مردانگی و ہمت کو اپنے سپاہ کے دلنشین
کر سکے سو نظر نہیں آتا کہتے ہیں کہ امیں کا پہلا شخص یعنے بنے سنگھ آپ گر کتا
کے آگے بادے دو تین آدمی کو مار ڈالا یا زخمی کیا

زیادہ

وصیب

بادشاہ ایڈوارد ثانی اپنے باپ کی مانند عقلمند اور بہادر نہیں تھا
چنانچہ ہم آگے کہہ چکے ہیں مگر ایک احمق بادشاہ ہوکر نالایق مصاحبوں
کی اختیار میں پڑا تھا اسکو ملک رانی کی نسبت کرنے خوشیاں منانے
کا خیال بہت رہتا تھا۔ ایڈوارد اول اسکا باپ بروس کو اسقدر
ملک پھر فتح کرلینے کی فرصت ملنے تک آگے ایک بڑی فوج کو اپنے ماتحت
رکھ لیکر تلنڈ میں گھس گیا ہوتا۔ مگر ہم دیکھتے کہ اسکاٹیوں کی بڑی
خوش نصیبی سے وہ دانا اور ہنرمند بادشاہ اگرچہ طامع تھا اسکاٹلنڈ
پہلے عدن کوچ کرنے کے وقت انتقال کیا۔ اسکا بیٹا ایڈوارد اسکاٹلنڈ
والوں کے ساتھ جنگ کرنے سے غفلت کیا اور جس وقت کہ
بروس کی فوج تھوڑی تھی اسوقت اسے شکست دینے کے قابو
کو ہاتھ سے کھو ڈالا۔ مگر اب سر فلپ موبری مقام استرلنگ کا
گورنر لنڈن کو آکر جب بادشاہ سے عرض کیا کہ انگلنڈ والوں کے
قبض و تصرف میں باقی رہ گیا سو اخیر عمدہ شہر یعنے استرلنگ کو
فوجوں کی کمک سے عین دھوپ کاٹے کے آگے رہائی ہو دے

زیر حکم
حرص
علاقے

تو وہ تحویل ہو جانے پر ہی اُسوقت انگلنڈ کے عمدگاں سب پکار اُٹھے
کہ یدوارڈ اوّل کر رکھا تھا سو بہتر فتوح کو جنگ نہیں کرنے کی خبر آنے
میں اسکاٹ والوں کو چھوڑ دینا موجب گناہ اور شرم کا ہی۔ اِس
لئے یہہ تجویز ٹھہری کہ جتنا بڑا لشکر جمع کر سکنا ممکن ہی اُتنا بڑا لشکر
جمع کر لیکر بادشاہ خود اسکاٹلنڈ کو گیا چاہئے

پس بادشاہ یدوارڈ ثانی اتنی بڑی فوج اکٹھا کیا کہ کوئی بادشا
انگلنڈ کا کبھی اتنی فوج پر حکومت نہیں کیا تھا۔ تمام اپنے ملکوں سے
فوجوں کو بُلا بھیجا۔ بادشاہ انگلنڈ کے صوبے جو فرانس کے سرحد
میں تھے وہاں کے بہت سے بہادُر سپاہ بہت سے ایرلنڈ کے اور ویلش
کے اور انگلنڈ کے تمام بڑے عمدگاں اور بیرن کے مرتبے والے اپنے
اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جمع ہونے سے ایک بڑی فوج بن گئی۔
عدد اُنکا سو ہزار آدمی سے کم نہیں تھا لاکھ

بادشاہ رابرٹ دی بروس جب سُنا کہ بادشاہ انگلنڈ بڑی تیاری
کر رہا ہی اپنے تمام عمدگوں کو اور بیرن کے مرتبے والوں کو اپنے
ساتھ شریک ہونے کی خاطر بُلا بھیجا۔ انگلنڈ والوں کی نسبت کرنے

غرض
اِن میں ہزار ہا آدمیوں کی کمی تھی۔ الحاصل اسکی تمام فوج میں تیس
ہزار آدمی سے کچھ زاید تھے اور اِن کے اوزار و ہتھیار بھی مالدار
انگریزوں کے اوزار و ہتھیار سے بہت خراب تھے مگر رابرٹ انکا
سردار اُس زمانے میں بہت چالاک جنرل یعنے میر لشکر تھا اُسکے
ماتحت کے سرداروں میں اُسکا بھائی یدوارد اسکا بھنجا رندالف
اُسکا وفادار رفیق ڈگلس اور دوسرے ذی ہمت اور صاحب
کمی
تجربہ سرکردے تھے کہ باوجود سب طور کے نقصان اور قلت
سپاہ کے جنگ کرکر فتح پاتے رہنے کی عادت جن لوگ کو کہ تھی
وہی انکی حکومت میں تھے۔ بادشاہ اپنے سپاہ کی قلت اور قدرت
کی کمی کو کیا بولکر اور کس حکمت سے بھرتی کرنا سو اپنی جاے
پر خوب خیال کر لیا۔ اُسکو معلوم تھا کہ انگریز اپنے سے دو بات
بڑھکر ہیں
ہتھیار اں
میں فوقیت رکھتے ہیں یعنے مسلح سواروں کی بھاری فوج میں
جنکے گھوڑے اور اسلحہ اسکا تلندد والوں کی نسبت کرنے بہت
اچھے تھے اور تیر اندازوں کی جماعت میں جو دنیا میں سب سے
بڑھکر تربیت یافتہ تھے۔ وہ ارادہ کیا کہ تدبیر سے اُن دونوں

فوقیتوں کو سر سبز ہونے نہ دیوے - اس ارادے سے
وہ اپنی فوج کو استرلنگ کے نزدیک ایک میدان میں جسکو
بنارک کہتے ہیں لے گیا اُس کے نزدیک اور اُسکے نیچے سے انگریزی
فوج کو لازم تھا کہ ایک دلدل کی سرزمین میں سے
ہوتے ہوے جہاں پانی کے نالے پڑے ہوئے تھے گذر کرے
اور ویسے عالم میں اسکا تلندوالوں کے قبضے میں سخت اور خشک
زمین رہے - پھر اپنی صف جنگ کے روبرو تمام زمین میں جہاں سوار دل
کا معرکہ ہونے کا احتمال تھا آدمی کے گز کے خاص گڑھے کھدا دیا۔ گہان
گڑھوں کو ہلکے بناس پات بھر ڈالکر اُنکے منہوں پر چکنے جما دیا اس
طور سے کہ فقط ایک صاف کھیت نظر آتا تھا لیکن حقیقت میں جیسا
شہد کی بولی میں روزن رہتے ہیں ویسا ہی یہہ بھی گڑھوں سے
بھرا ہوا تھا - کہتے ہیں کہ وہ فولاد کی میخیں جنکو گوکھرو بولتے ہیں
لمبے میدان میں اِدھر اُدھر بچھوا دیا کہ انگریز کے سواروں کو
اسپر سے گذر کرنا بہت اغلب تھا ایسا کرنے سے اُنکو بھروسا ہوا کہ
انگریز کے گھوڑے لنگڑے ہوکر ضایع ہو جاوینگے

جب اسکاچ کی فوج کشی ہوئی ایک صف شمال سے جنوب طرف کھینچی
جنوب طرف صف کا انتہا بہانا کبرن نامی نالے کے کنارہ ون تک تھا وہاں
ایسے کچھ پتھر چٹان پڑے ہوئے تھے کہ کسی فوج کا مقدور نہیں تھا
جو ادھر سے انپر حملہ کرسکے - بائیں طرف اسکاچ کی صف استرلنگ
بستی کے نزدیک تک پہنچی تھی - بروس بڑی احتیاط سے اپنی
فوجوں کو ملاحظہ کرکر بیکار نوکر چاکر چھکڑے والے وغیرہ جو بہت
سے تھے ایک ٹیکرے کے پیچھے چلے جانے کے لئے حکم کیا جسکا نام
من بعد اس حادثے کے یادداشت کے واسطے جلیس ہل یعنے
نوکروں کی ٹیکری ہوا - وہ تب سپاہیوں کی طرف مخاطب ہوکر
بولا میرا عزم بالجزم یہہ ہی کہ یا تو فتح حاصل کروں یا معرکہ جنگ
میں اپنی جان دوں - پھر بولا جو لوگ کہ دم اخیر تک جنگ کرنے
کی نیت نہیں رکھتے ہیں ان سب کو چاہئے کہ جنگ شروع کرنے کے
آگے کھیت سے نکل جاویں اور جو لوگ کہ اللہ تعالی کی مشیت کے
موافق فتح یا اجل کا نتیجہ پانے کی خاطر دل سے مضبوط ہیں انکے سوا
دوسرا کوئی نرہے

بے روزگار
بعد
مضبوط

جب اُسکے لشکر کی بھاری ٹکڑی کا ٹھکانا اِس ترتیب پر ٹھہرا بادشاہ رنڈالف کے ساتھ سواروں کا ایک رسالہ دیکر سینٹ نینی ین کی گیتھ نزدیک اُسکو کھڑا کیا اور اُسکو حکم کیا کہ استر لنگ کی گڑھی مین کسی ممط کی کمک نہیں پہنچے سریکھا مانع ومزاحم ہونے کے باہمیں نہایت سعی اور بڑی کوشش کرے۔ پھر جیمس ڈگلس اور لشکر اسکاٹلینڈ کے میر شل یعنے میر بخشی سر رابرٹ کیتھ کو روانہ کیا کہ انگریز کی فوج جو فالکرک کی طرف سے چلی آتی تھی اُسکو تا بمقدور نزدیک سے دیکھ کر آدے وے اُلٹ آکر اطلاع دیے کہ اُس بڑے لشکر کا نزدیک آنا نہایت خوش نما اور ہیبت افزا تماشا ہی تمام سرزمین مسلح سوار اور پیدل سے بھر گئی سریکھا نظر آتا ہی بہت سے بیرق جھنڈے نشان (اور تمام طرح طرح کے باوٹے) ایک جا ہونے سے اینی کچھ حشمت وصولت کا منظر بن گیا ہی کہ ملک عیسویوں کا نہایت بہادر اور بہت بڑا لشکر بھی بادشاہ یڈوارڈ کو اپنے پر چڑھ آتے دیکھ کر ڈر جاویگا

۲۳ ویں جون سنہ ۱۳۱۴ عیسوی کو بادشاہ اسکاٹلینڈ کے

- وپدر

پاس خبر آئی کہ انگریز استرلنگ کے قریب پہنچ گئے ہیں وہ تب آگے جیسا ٹھان کر رکھا تھا اُسی ترتیب سے اپنی فوج کشی کیا۔ تھوڑے وقت کے بعد بروس جو بہت بیقرار ہوکر دشمن کا انتظار کر رہا تھا کیا دیکھتا ہی کہ انگریز کے سواروں کا ایک رسالہ مشرق طرف سے استرلنگ میں گھس جا سکی کر رہا ہی۔ اس گڑھی کو چھوڑانے کی خاطر لارڈ کلفرڈ آٹھ سو منتخب سوار کے ساتھ روانہ ہوا تھا

بادشاہ اپنے بھتیجے سے کہا دیکھو رنڈالف تیرے سہرے کا ایک پھول جھڑ گیا۔ ایسا کہنے سے اسکی مراد یہ تھی کہ دشمنوں کے مزاحم ہونے کے لئے جہاں رنڈالف کو کھڑا کیا تھا وہاں سے انکو چھوڑ دینے سے اسکی عزت میں کچھ نقصان آگیا۔ رنڈالف کچھ جواب نہیں دیا مگر کلفرڈ کی ٹکڑی کے آدھے سپاہیوں سے کچھ زیادہ رکھ لیکر اسپر حملہ کیا۔ اسکا ٹکڑ دلسے پیدل تھے۔ انگریز الٹ کر انکو اپنے نیزوں سے مارنے لگے اور رنڈالف انکا حملہ اپنے پر لینے کی خاطر اپنے سپاہ کو نزدیک پہنچا دیا۔ وہ ایسی کچھ خطرناک حالت میں نظر آیا کہ ڈگلس آپ جا کر اسکی حمایت کرنے کے واسطے اجازت طلب کیا۔ بادشاہ نے اجازت دینے انکار کیا

وُہ بولا رنڈالف کو اپنی
خطا کا کفارہ دینے دو میں اُسکی خاطر سے جنگ کے اِنتظام کو توڑ نہیں سکتا
ہوں۔ خطرناکی پھر بھی بڑھ کر نظر آئی کہ اِسکا تلندد کے مٹھی بھر پیدلوں کو
انگریز کے سوار بالکل گھیر لئے۔ ڈگلس بادشاہ سے عرض کیا جرات معاف
میں کاہل بنکر کھڑے رہنے اور رنڈالف ہلاک ہوتا سو دیکھتے رہنے کے لئے
میرا دِل صبر نہیں کرتا ہے اُسکی حمایت کو خواہ مخواہ جاتا ہوں۔ یہہ کہہ کر اُسطرف
گھوڑا دوڑالا مگر ئے جنگ کے مُقام کو پہنچنے کے بہت وقت آگے کیا دیکھتے ہیں
کہ انگریزوں کے گھوڑے بھاگ رہے ہیں اور بہتوں کی زینیں خالی ہیں
ڈگلس اپنے آدمیوں سے کہا ہالٹ یعنے ٹھہرو
رنڈالف فتح پاچکا چونکہ ہمارے ہاتھ سے اِتنی جلدی نہیں ہوئی کہ جنگ کے
وقت اُسکی کمک کریں پس ہمکو نہیں چاہیئے کہ معرکہ جنگ کے نزدیک پہنچکر اُسکی
شان و ناموری کو گھٹا دیں۔ اب وُہ کام نوعمد گی سے سر براہ پایا
علے الخصوص ڈگلس اور رنڈالف ہمیشہ لڑتے تھے اور یہہ کہتے ہیں کہ دیکھیں کہ
بادشاہ اور اہلِ قوم کی راے صایب میں کون بڑھکر نکلتا ہے
انگریزی فوج کا ہراول اب نظر پڑا اور ہیئت سے

مرتبے والے بہت سے بہادراں اسکاٹلنڈ والے کہا کرتے ہیں سو دیکھنے کے لئے نزدیک آئے۔ وے دیکھے کہ بادشاہ رابرٹ اپنا بکتر پہنا ہوا اور اپنے خود پر سے سونے کا ایک تاج پہنکر معلوم پڑتا تھا کہ بادشاہ ہے۔ وہ اپنے بڑے جنگی گھوڑے پر سوار نہیں ہوا تھا کیونکہ اس دن شام کو لڑائی کا اُسے اندیشہ نہیں تھا۔ بلکہ وہ ایک چھوٹے سے ٹٹو پر سوار ہوکر اپنی فوج کی قطاروں میں اُدھر سے اِدھر پھرتا اور سپاہیوں کو ترتیب سے رکھتا ہوا تھا اُسکے ہاتھ میں جنگ کا ایک فولادی تبر تھا۔ جب بادشاہ دیکھا کہ انگریز کے سواراں نزدیک آرہے ہیں تب اپنے سپاہ سے بڑھ کر کچھ آگے گیا تا انکو نزدیک سے دیکھ سکے

صفوں

انگریزوں میں مسٹر ہنری دی بوہن نامی ایک نائٹ تھا وہ خیال کیا کہ بادشاہ رابرٹ کو مار ڈالکر آپ بڑی ناموری حاصل کرنے اور جنگ انتہا کو پہنچا دینے کے لئے یہہ اچھا قابو ہے۔ بادشاہ ضعیف مرکب پر سوار تھا اور اُسکے ہاتھ میں کوئی نیزہ نہیں تھا بوہن خیال کیا کہ اپنے مضبوط بھالے اور اونچے زور آور گھوڑے کے ذریعے سے باآسانی اُسکو زمین پر لا ڈالونگا پھر اپنے گھوڑے کو یکبارگی تندی سے

دبلا

وسیلے

اسکی طرف پھینکا۔ بادشاہ رابرٹ اسکو دیکھ کر بہت نزدیک آنے دیا پھر یکبارگی
اپنے ٹٹو کو ایک طرف گھوڑا بازو سے پھیر لیا اسطور پر کہ سر ہنری کے
بھالے کی انی اس سے چوک گئی چونکہ اسکا گھوڑا دوڑ پر تھا اس سے گذر گیا
مگر جب وہ گذرتا تھا بادشاہ رابرٹ اپنی رکابوں پر کھڑا ہو سر ہنری کے
سر میں اپنے جنگی تبر سے ایسا برا ایک ضرب دیا کہ اسکا فولادی خود ناریل کے
چھلکے کی مانند پرزے پرزے ہو گیا اور وہ زین پر سے نیچے پٹکی کھا کر گرا۔
اور زمین پر پہنچنے کے آگے روح اسکی تحلیل ہو گئی۔ اس بہادری کے کام پر اسکے
کے سردار حرف رکھے انکا خیال یہہ تھا کہ بروس کو لازم نہ تھا کہ اپنے کو ایسے برے
مخاطرے میں مبتلا کر ڈالے کیونکہ تمام فوج کی سلامتی اسکی ذات سے منحصر تھی بادشاہ
فقط اپنی ہتھیار کو دیکھ رہا تھا جسے اس ضرب کے زور سے کچھ صدمہ پہنچا تھا
بولا میں اپنے اچھے جنگی تبر کو توڑ ڈالا

دوسری صبح جون کی ۲۴ کو پو پھٹنے کے وقت جنگ وحشتناکی کے ساتھہ تلکر
شروع ہو گیا۔ انگریز جب بڑھکر چلے آتے تھے دیکھے کر اسکاٹلنڈ والے صف کھینچ
رہے ہیں۔ وی ابٹ آو انکیافری ننگے پاؤں انکی صفوں میں سے چلتا ہوا نصیحت
کرتا تھا کہ اپنی آزادی کے لئے جنگ کرو۔ یہہ جب ان پر سے گذر کرتا وے اسکا

نہ ملاہ

دم

اجلد کے پتھر

آگے گر گے کہاتے اور فتح و نصرت کے واسطے خدا سے دعا مانگتے تھے پادشاہ یدوارڈ یہہ
دیکھکر پکارا تھا کہ وے گر گے کہاتے اور معافی چاہتے ہیں۔ انجل رام ڈی امفرولی
نام ایک نامدار انگریزی بیرن کہا ہاں مگر وے معافی اپنے خالق سے چاہتے ہیں کچھ
ہمارے سے نہیں یہہ لوگ یا تو فتح یاب ہووینگے یا معرکہ جنگ میں اپنی جان
دیوینگے

انگریزی بادشاہ اپنے سپاہ سے کہا کہ جنگ شروع کرو۔ تیر انداز تب اپنی
کمانوں کو جھکا کر ایسا کچھ باہم نزدیک تیر چلانا شروع کئے کہ تیر جاکر
گرست اس کے دن جیسا برف کے طبقے گرتے ہیں ویسا گرنے لگے وے بہت سے
لوگوں کو اسکاتلند کے مار ڈالے اور مقام فیالکرک وغیرہ میں جیسا کہ فتح پائے
تھے ویسا ہی یہاں بھی پا سکتے مگر بروس انکے واسطے تہیہ کر رکھا تھا جیسا میں
اوپر بول دیا ہوں۔ وہ مسلح اچھے سواروں کی ایک ٹکڑی تیار کر چکا تھا اپنے
اپنے گھوڑوں کو بھر کر گ نکال کر تیر اندازوں میں گھس پڑے اور انکے پاس
تیر و کمان کے سوائے دوسری کوئی ہتھیار نہ تھی اور اس تیر و کمان کو دست
بدست یورش ہوئے سو وقت کام میں نہیں لا سکے اس سبب سے اسلاح
کے سوار انمیں سے بہتوں کو کاٹ ڈالے اور سب میں تہلکہ ڈال دئے

پریشانی

انگریزکے ہنرسوار تب اپنے تیرانداز وں

کی حمایت اور اسکاچ کی صف پر یورش کرنے کی نیت سے آگے بڑھے۔ مگر گڑھوں

سے بھری ہوئی نمی سوزمین پر آتے ہی گھوڑے اُن گڑھوں میں گر گئے۔

اور سوار جھونک کھا کر بازو سے پڑ گئے اور لنکے بکتروں کی گراں سنگی سے انکو

صورت بچاؤ کی ملی نہ طاقت اُٹھنے کی۔ پھر انگریز سب درہم برہم ہو گئے اور

اسکاتلند کا بادشاہ پھر بھی زاید فوج لیکر حملہ کیا اور نزدیک ہوکر انکا قافیہ

تنگ کر ڈالا   طرفین سے جب جنگ

استقلال کے ساتھ ہو رہا تھا کہ ناگاہ ایک حادثہ وقوع میں آکر فتح کی بابت کو

ٹھہرا دیا۔ اسکاچ کی فوج کے نوکر چاکر اور علاقہ دار جنکی ذکر آگے کر چکا ہوں فوج

کے پیچھے ایک مقام میں جس کا نام مِن بعد جلبیس ہل ہوا ہے روانہ ہوئے تھے۔

نے جب دیکھے کہ اپنے آقایان فتح یاب ہونے پر ہیں اپنے کو مل سکی سو ہتھیار لے

لنکر کمین گاہ سے نکل پڑے تا کہ فتح اور لوٹ میں آپ بھی کچھہ شریک ہو جاویں

انگریز جب دیکھے کہ یہہ بے ترتیبی کی بھیڑ ناگہاں پہاڑ پر سے آرہی ہے خطا سے

انکو سمجھے کہ دوسری ایک فوج اسکاچ کی کمک کے لئے پہنچتی ہے پھر تو وے پورا

کمر ست دئے اور ہر کوئی اپنا بچاؤ دیکھنے لگا۔ یدوارد کھیت چھوڑ کر نا بھاگا

بکھر جانا

عاجز

تندہی

پوشیدہ جگہ

حتی المقدور

جلدی سے اپنے گھوڑے پر نکل گیا۔ سر جیلس ڈی ارجنٹین نامی ایک بہادر
نیت جسکا شہرہ پالستین کے جنگو میں بہت کچھ ہوا تھا بادشاہ کے
ہمراہ ہو لیا تا آنکہ اسکو حرب کے مشکنجے سے پار کر دیا۔ مگر زیادہ زیست
کیجلے جانے اسکی مرضی نہیں آئی۔ بولا فراری ہونا میری عادت نہیں
یہہ کہکر بادشاہ سے رخصت لیکر اپنے گھوڑے کو ایز کیا اور اپنا جنگی غوغا
یعنے ارجنٹین ارجنٹین کرتا ہوا اسکاچ کی صفوں کے اندر بھیڑ میں پیٹھ گیا
اور مارا پڑا

گلوسسٹر کا نوجوان ارل بھی جوانمردی سے لڑ کر تمام ہو گیا۔ اسکا تلنگ
والے اسکو بچا لیتے مگر وہ اپنا خاندانی نشان نہیں پہنے کے سبب سے اسکو
پہچان نہ سکے اور اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے

ایڈوارڈ پہلے استرلنگ کی گڑھی کو بھاگا اور گھگھیا کر بولا کہ اپنے کو اندر
بلا لو مگر سر فلپ موبری وہاں کا گورنر اس فراری بادشاہ کو یاد دلایا
کہ ناگزیر دوسرے دن میں گڑھی کو چھوڑ دیتا ہوں پھر ایڈوارڈ
کو ناروودہ ہوکر بھاگنا خوش آیا اور ڈگلس ایک سواروں کی
ٹکڑی کے ساتھ اسکے لگ بھگ تعاقب کر رہا تھا۔ عین تعاقب کے

جنگ

پیچھا

پشاور

وقت ایک عجیب و غریب کیفیت رودی جس سے یہہ بات کھلتی ہی کہ ان
دنوں کے بیرنس ملک اسکاتلنڈ کے اپنے تدبیرات ملکی میں کیسے کچھ ڈھیلے
تھے۔ جب دگلس تیزی و تندی کے ساتھہ یدوارڈ کے پیچھے گھوڑا ڈال
چلا جاتا تھا سر لارنس ابرینتھی نام ایک اسکاچ کے نیت سے دو چار ہوا
اسکے ہمراہ بیس سوار تھے۔ سر لارنس اب تک انگریزوں کی طرف رہکر
بادشاہ یدوارڈ کے لشکر کی خدمت بجا لانے کے ارادے سے ہمراہ
تھی سو ٹکری کو لیجاتا تھا۔ مگر دگلس سے جب سنا کہ انگریزی بادشاہ کو
شکست فاحش ہو گئی اسی جا بر اپنی طرفداری سے بدل جاکر اس
بات پر آیا کہ دگلس کے ساتھہ ہو کر کم نصیب یدوارڈ کا تعاقب اسی

پیچھا

ٹکری کو لیکر کرے جسکو اسکے جھنڈے کے ساتھہ ملانے کے واسطے لیجاتا
تھا

دگلس اور ابرینتھی پیچھا
کرنے لگے اسطور پر کہ بادشاہ یدوارڈ کو ایک آن گھوڑے پر سے اترنے
کی فرصت نہ دئے اور مقام ڈنبار تک اسکو کھدیڑتے رہے یہاں کا
گورنر پیاترک نام جو مارچ کا ارل تھا اب تک بھی انگریزوں سے دوست
تھا۔ وہ ارل یدوارڈ کو اس بیکسی کے عالم میں اپنے پاس آنے دے کر

مچھلیاں پکڑنے کا ایک پریوا یعنے چھوٹی کشتی دیا اسمیں وہ بیٹھکر انگلند کو
بھاگ گیا اسکا بہتر لشکر تمام ہاتھہ سے جاتا رہا اور بہت سے عمدگان کھپ گئے

مارے گئے

انگریز کبھو اس کے آگے یا بعد خواہ فرانس
میں ہویا اسکاتلند میں ہانک بارنی میں ہوئے سو مہیب جنگ کے سر کیھا کسی جنگ
کو ہاتھہ سے نہیں کھوئے نہ اسکاتلند والے کبھو اپنی عمر میں ایسی بڑی فتح پائے بہت
سے بہتر بہتر اور ذی ہمت عمدگان اور نجبا جیسا میں کہہ چکا ہوں میدان جنگ

اشراف

میں مارے پڑے اور بہت سے مقید ہو گئے اور بادشاہ یدوارد کا لشکر کثیر

بڑا

تمام کمال درہم برہم ہوکر ضایع گیا انگریزوں کو اس شکست فاحش کے بعد بہت
حال باقی نرہا جو دعوی کریں کہ آپ اسکاتلند کے صاحب ہیں یا اس ملک پر غلبہ کرنے
کے لیے بیش سال فوج روانہ کرنے آئے سر بکا ویسا روانہ کریں بلکہ برخلاف اسکے
چندے ایسا ہوا کہ بادشاہ رابرت اور اسکے سپاہ اپنے خاص سرحدات کو بچا رکھنا دشوار پڑا

دو پہر رات کو اسکاتلند والوں کے لشکر میں گر پڑی کہ انگریزی فوج اپنے پر آتی
ہی اور چاندنی میں نظر آیا کہ دگلس کے پاس کی فوج سے زیادہ فوج رکھہ نیکر سر پہری پر چلی
آرہا ہے۔ اور یدوارد پار ہو جا کر لشکر اسکاتلند کے پیچھے کی طرف بڑھتا جاتا تھا۔ دگلس

اِس جگہہ اپنے یورش لینے کی بات کو پسند نہیں کر کر خیمہ گاہ سے اپنے سپاہ کو باہر نکالا اُس
اُمید
کی فوج بے ربط رہنے سے لشکرانہ ہنرمندی کے ساتھہ سربراہ دینے کی توقع کم تھی مگر
اِسی ہنرمندی سے فوج کے مُقام کو بالکل بدلا دیگر فوجوں کے مُنہہ کو بڑھ کر چلی آتی
تھی سو انگریزی فوج کے مُقابلے کر دیا

ایسے میں پیشتر اپنے دستوں کو لے چھوڑ کر چلے گئے تھے سو خیمہ گاہ میں سے کوچ کیا
بجبر ملے
یہاں فوج کے چند نوکر چاکر اور آوارہ گردوں کے سوا اور کوئی باقی نہیں تھے
روک ٹوک
انگریزی فوجوں کو مزاحمتیں جو ہوئیں اُن سے وے درہم برہم ہو گئے اور جب چاند
بلند ہوا انکو نظر آیا کہ اِسکاچ کی فوج جسکو وے گمان کئے تھے کہ بھاگتی ہی ہو بند و بست
سے صف کھینچکر مستعد جنگ ہی۔ بڑے جذبے کے ساتھہ جنگ شروع ہو گیا کیونکہ سر
اور ڈگلس اپنے زمانے کے بہت نامور اور ممتاز سپاہی تھے اور ہر طرف کی فوج والے
اپنے اپنے سپہ سالار کی شجاعت اور ہنرمندیوں پر تینکا کر کر اُس اُس کا نام للکارتے
تھے۔ اِسکاچ کے لوگ جو گنتی میں زاید تھے آخر الامر فرار ہونے پر آئے تب ڈگلس انکا
سردار اپنے اچھے اچھے سپاہ کے ساتھہ جھنڈا آگے بڑھایا۔ پھر اپنا جنگی آواز یعنے ڈگلس کا نام
للکار کے آگے بڑھ گیا۔ اور اپنے جنگی تبر کے ماروں سے راستہ صاف کرتا ہوا دُشمن کے بیچ
کارِی
گھس گیا۔ آخرش تین مہلک زخم کھا کر گر پڑا۔ اگر دشمن کو وہ مر گیا سو بات معلوم ہوتی

تو اسکا چیفوں کے ضد میں جنگ کا فیصلہ اغلب ہی کہ ہو جاتا مگر انگریز سمجھے کہ کوئی
مسلح پہلوان گر گیا ہی۔ اتنے میں اسکا تلندے کے دو سر عمدگاں آگے بڑھے کیا دیکھتے
ہیں کہ اپنا سپہ سالار مرزا پڑا ہی اور اسکے وفادار بہادر اور نوکر چاکر اسکے اطراف
مقتول ہو پڑے ہیں۔ اور ڈگلس کا پیر ایک زبردست پادری جسکا نام ایم
آؤ نار تھو بروک تھا ہاتھ میں ایک لمبا بھالا لیکر اپنے زخمی مرید کی لاش
کی حفاظت کر رہا ہی

نیزہ

P.39

۳۸

جنگ بازی

لارڈ گرے کی سرگردگی سے انگریزی سواروں کی فوج اسکاچ کے دل پر حملہ کرنا
شروع کر دی۔ نے استقلال سے کھڑے رہکر اپنے نیزوں سے سواروں کو ڈرانے
اور للکارکے بلاتے تھے اچھا مرد آؤ تو سہی یہ حملہ بہت دہشتناک تھا مگر انگریزی
سواروں کے نیزے اسکاچ کے پیدلوں کے نیزوں سے بہت کوتاہ رہنے کے سبب
سے اس حملے میں انکی بڑی بیطوری ہوئی مار کھا کر ہزیمت پائے اور بہت سے
جان گئے۔ ڈیوک آف سامرسٹ لارڈ گرے کو حکم کیا کہ پھر نئے سرے حملہ کرو مگر گرے
جواب دیا بہتر ہی کہ آپ کسی گرمی کی دیوار پر حملے کا حکم فرماویں۔ ارل اود اور
کی مصلحت سے اب ایک گروہ تیر اندازوں اور برق اندازوں کی سواروں کے

عوض میں مامور ہوئی۔ اب جو تیر اور گولیاں اُنپر چھوٹے اُس سے اِسکاچ کی داتِ دل کو نقصانِ عظیم ہوا چنانچہ ارل اوانگس ہراول کا سردار اُن ماروں سے بچنے کے واسطے ایک ترچھی راہ لیا مگر قلب کی ٹکڑی اِسکاچ کی کم بختی سے خطا کر کر اُس حرکت کو گریز سمجھ درہم برہم ہو گئی۔ پھر ہراول کی فوج بھی بھاگی انگریز کے سوار پھر حملہ کئے اور انکے بیچ دھس گئے فتح تھوڑی محنت سے حاصل ہو گئی۔ اِسکاچ مُقابلے کی پھر کوشش نہیں کئے قتلِ عام ہو گیا کیونکہ فراریوں کے اور لنکے مامن کے درمیان ٹیک کی ندی آگئی تھی انکو نقصان بہت بڑا پہنچا۔ پانچ کوس سے زیادہ دور تک میدانوں میں مُردے بھر گئے اور بھاگتے تھے سو سپاہیاں جلد بھاگ سکنے کے واسطے پھینک دئے تھے سو نیزے ڈھال تلوار پڑے ہوئے تھے۔ وہ روز جیسا مصیبت سے بھرا تھا ویسا ہی رسوائی سے۔ چنانچہ انگریز کے ہاتھ سے اِسکاٹلنڈ والے اخیر مرتبہ شکستِ فاحش پائے تھے سو مقام پنکی کا معرکہ بھی بہت آفت و مصیبت سے بھرا ہوا تھا۔ یہہ جنگ سپتمبر کی پندرھویں ۱۵۴۷ عیسوی میں واقع ہوا

غلطی کھانا

امن کی جگہہ

۱۳ ویں دسمبر۔ بادشاہ کا سخت غرور اِسطور پر تھا کہ وہ نہایت کشیدہ خاطری کے ساتھ اوپر مذکور ہوئے سو سوالات پر اپنی رضامندی بتلایا حالانکہ اُسکا علاج فقط یہی تھا کہ معاً اپنی بادشاہت سے دست بردار ہو جاوے۔ اُن سرداروں کی صداقت

آزردگی

ہمتاپڑیاں

وراستی پر جنکا بعض حاکم درانی کے ساتھہ مشہور تھا وکیل شاہی کم اعتقاد رکھا چونکہ
ہمارا پس پا ہو جانا اب پورا ٹھہر چکا اور ہمارا بھرا ہوا سلاح خانہ عرصہ قلیل مین دشمنون
کے ہاتھہ چڑھہ جانے پر آیا تب جنرل حکم کیا کہ تھوڑے اوزار و ہتھیار بھیڑ والون مین
بعض بعض کو تقسیم کر کر دے ڈالے اور کمانڈنگ آفیسرون کو تاکید کی کہ پرانے اور
ضایع ہوئے سو ہتھیار اور اسباب کے بدلے نئے ہتھیار اور سامان کے لئے درخواست
لکھہ کر روانہ کرے۔ مگر اندنون بندوبست کی باگ ایسی کچھہ بیطوری سے ڈھیلی پڑ گئی اور
عہدہ دار و سپاہی اپنے اپنے سرکردگون کے احکام کی بے پروائی اسقدر کرنے لگے کہ

ترجمہ

سلاح خانے کو فقط اپنے آدمیونکو روانہ کرکر آپ چپ آرام سے بیٹھے رہتے تاکہ وے اپنے جی مین
آئے سو رکھا انکی کمک کرین کم بختی کے مارے ہتھیارون کو رکھنے کے واسطے کوئی پختہ
مکان بھی نہین مل سکا اس سبب سے ایک باغ مین جھاڑون کے نیچے چُن دیئے تھوڑے
سپاہیون کا پہرہ بٹھا دئے تھے۔ نتیجہ اسکا یہہ ہوا (چنانچہ ایسا ہی ہونا تھا) کہ
وہ باغ رسوائی کی گڑبڑی اور لوٹ لپاٹ کا منظر بن گیا۔ اور یہہ گڑبڑی اور

مقام

غارتگری بھیڑ والے اندر گھس کر آجانے سے زیادہ بیطوری کی ہوگئی سمجھے کہ ہر ایک
کے واسطے ایسا حکم ہوا ہی کہ جسکا جی جو چاہے اٹھا لیوے چنانچہ اسی خیال مین سیکڑون
اس جگہہ جمع ہو جا کر ایسی بیڈھبی سے ہنگامہ مچا دئے کہ بہت سے عہدہ دار یہہ حال

دیکھہ کر ہنگامہ مِٹا دینے کی خاطِر کوشش کئے مگر انکی قدرت اور کوشش چند لحظوں تک کارگر ہونے نپائی۔ آخر الامر دست اندازوں کو وہاں سے نکال دیگر جگہہ کو خالی کروالے اور لوٹ لیتے تھے سو چیزوں میں سے اکثر چیزاں اُسی شام تک پھر بحالت کرلئے غرض فوجوں کی بے اِستقلالی اور بے پروائی جو لشکر میں ہر چھوٹے بڑے سے ظاہر ہونے پر آئی تھی اِس حادثے کا سبب پڑی

اثر

P.41

۴۰

بارہ کے دو گھنٹوں کے وقت بالاِحصار میں تھے سو سپاہ اُس گڑھی کو خالی کرنا شروع کئے۔ اور اُنمیں ۴۴ ویں نیٹیو اِنفانٹری کے اور کپتان نکالس کے گولنداز سواروں میں کے آدھے جوانان اور لِفٹن گرین کے ماتحت گرنل کے دو توپ رکھہ لیکر پہاڑ پر کام کرنا تھا سو رسالے کے سپاہ داخل تھے۔ اُنکے ساتھ ایک لوہے کی توپ نو پونڈر کی اور ایک گرنل کی توپ پیتل کا بنی ہوئی چوبیس پونڈر کی جنکو بیلاں لگ کر کھینچتے تھے موجود تھی اور جنرل کا ارادہ یہہ تھا کہ انکو پیچھے رکھہ کر چھوڑے مگر اسباب میں ہوا سو حکم کچھہ اِتفاق کے سبب سے جسے پہنچا تھا اُسے پہنچنے نہیں پایا۔ چھاؤنیوں میں آذوقے کی بہت کمی پڑ جانے کے سبب سے کمسریت آفیسر کپتان گربی وہاں لیجانے کی خاطِر شمار انکھہ ازچھے سو من گیہوں اور آٹے کی رسد آپ خود متوجہ ہو کر جانفشانی سے جمع کیا۔ مگر

عقیدت سے

اُسکو بندیوں پر چڑھانے اور لادنے کی خاطر بہت دیر لگ گئی۔ اور اِس مقدار کا ایک

تیسواں

ثلث حصّہ بندھا کر تیار ہونے کے آگے ہی دن تمام ہونیکے قریب پہنچ گیا منجر

اور ان بغیر کچھ زاید وقت کھونے کے کوچ کر کر چلا جانا مناسب جانا۔ وہ دیکھا کہ محمد اکبر خان

دروازے کے باہر ہمراہیوں کی ایک چھوٹی جماعت کے ساتھ منتظر کھڑا ہوا ہے اِس نیت سے

کہ اِس بدرقہ کے ساتھ اُسکو چھاؤنیوں تک پہنچا دیوے جب شام نزدیک پہنچی سیاہ

سنگ کے پہاڑ پر کہ جسکے دامن میں سے ہوتے ہوئے ہمارے فوجوں کو گذرنا پڑا تھا ایک

تجویز

بڑی جماعت مسلح افغانوں کی جمع ہوتی ہے سر دکھا معلوم ہوا کچھ دغا کا منصوبہ

وے نکالنے ہیں کر کے گمانات پیدا ہوئے۔ جب چنداول کو ہی جلو کے ساتھ تھی سو

توپ اور کچھ سامان لئی ہوئی دروازے سے نکل رہی تھی محمد اکبر خان کے چند لوگ

آہستہ رکیلا کرتے ہوئے اُن پر سے گذرے اور قلعے میں داخل ہونے کے واسطے

کوشش کئے مگر بادشاہ کے پاسبانان اُنکو پہچان لئے فی الفور دروازے بند کر

دو یا تین گرب کے گولے ایسی بیطوری سے نشان کا لحاظ نا رکھکر اُن یورش کرنے

والوں پر چلائے کہ کپتان کانلی اور اکثر سپاہیوں کی جان پر آفت آگئی تھی اِن

سپاہیوں میں سے بعض کو زخم کاری لگا۔ بے شک محمد اکبر خان کا ارادہ یہہ تھا

کہ افغانان پہاڑ پر سے رکیلا کر کر اُتر آئے تک اپنے تھوڑے آدمیوں کے ساتھہ

دروازے کو اپنے قبضے میں رکھے کیونکہ اُسوقت تمام مُقام پر حملہ کرنے کی قدرت ہوجائیگی
مگر اہلِ قلعہ کی ہوشیاری کے سبب سے یہہ تجویز کارگر نہیں ہوئی۔ تب مکار سردار
کے ذہن میں یہہ بات آئی کہ ہمارے سپاہیوں کو پھر اندر آنے دینے کے واسطے
باردیگر دروازے کھلینگے وُہ مینجر اوِرت کو کہا کہ دیر ہوجانے کے سبب سے
اوَر پہاڑ پر جمع پڑی سوُ جماعت کا خوف رہنے سے یہہ بات ضرور ہی کہ صباں کی
صُبح تک اپنی کوچ کو موقوف رکھیں۔ ایسا ایکبارگی ہوُ فقت ایسی اطّلاع ہونے سے
مینجر اوِرت بادشاہ سے درخواست کیا شباشب پناہ کے واسطے سپاہ کو فی الفوَر
پھر قلعے میں داخل کریں۔ مگر بادشاہ اب محمد اکبر خاں کے مکروہ حرکات سے پورا
بدگمان ہوگیا تھا اِس درخواست کو قبول کرنیکے بابمیں انکار صریح کیا۔ دیوارؤں
کی پائیں کیچڑ پانی سے بھری ہوئی زمین پر بن ڈیرے اوَر بچھونے اوَر جلانے کی
لکڑیاں اوَر غذا کے رات کاٹنے کا خیال سرداروں اوَر جوانوں کے حق میں نہیت
تلخ ہوا اگر محمد اکبر خاں کی نمکحرامی کا ڈر اوَر مسلّح لوگ کی جماعت کا خطرناک ہمسایہ
جنکی پاسبانی کے مشعلوں کا اُجالا نزدیک کے پہاڑوں پر پڑ رہا تھا اِس حالت
کی بے مزگیوں کو تھوڑا ہی دفع کیا۔ ٹھنڈھ کی شدّت بدرجہ اتم تھی شاید
ایسی آفت بھری رات ہند کے سپاہیوں پر آگے کبھی نہیں کٹی ہوگی

۱۴ دسمبر ۔ مخبری مخبر محمد اکبر آپ چلنے کے واسطے تیار ہوں کو کے ظاہر کرنے سے
سپاہیاں کوچ شروع کئے ۔ ہراول کو بے ہرج چلے جانے دئے مگر چند اول سپاہ
سنگھ کے پہاڑ کے دامن میں پہنچتے ہی دشمن جوانی پر حلہ ملکا کرتے تو پہاں
مارے ۔ اتفاقاً ایک پانی کا نالہ پار ہونا ضرور پڑنے سے لوہے کی توپ نو پونڈر کی
چند لحظے تک صف سے دور ہو کر پڑی رہی چند افغاناں مع اسپر اکر گرے اور ایک
غریب بیمار ولایتی گولنداز کو کہ جسے معقول سواری میسر نہیں ہونے سے توپ سے
باندھ دئے تھے بیرحمی سے ذبح کئے چند اول نزدیک پہنچنے سے اور کوہی جلو کے
ساتھ تھی سو گرنل کی توپ سے دو یا تین گرب کے گولے چلنے سے یے حملہ کرنے والے
لوگ دفع ہو گئے محمد اکبر خاں کی خاص کوشش کے سبب سے جو چند ہمراہیوں کے
ساتھ انکے درمیان گھوڑا ڈالکر گیا اور انکو ڈرایا کہ اگر کوئی اسکے بعد رسالے کے
عبور کرنے کی جرات کیا تو اس خطا کے سبب سے وہ نہ تیغ ہوگا وے اور کچھ
زاید ظلم کرنے نہیں پایے رسالہ سلامتی سے لوگھنٹوں کے وقت چھاونیوں کو پہنچا

۱۶ ویں دسمبر ۔ شاہ شجاع کے حقوق اسی پر بحال
رہنے کے واسطے جو بندوبست کہ ہو رہا تھا نظر کرتے بعض سببوں کے جو اسکو
خوب معلوم تھے وہ اس بندوبست سے نارضامند ہوا اور اس سبب سے

عہد و پیمان آگے کے طور پر ہی صورت پکڑا۔ مگر سرداران آذونے اور دا سنے گھاس کی سربراہی کرنے کے باہیں انکار رجبت کئے کہ جب تک کہ ہم چھاؤنیوں کے ہمسائے میں ہی سو ہر ایک قلعے کو چھوڑ دیکر اور بھی ہماری صداقت اسکے پاس ثابت نکریں تب تک کچھ صورت ہو گی بہت روز دانے گھاس کی تنگی اس قدر ہو گئی تھی کہ گھوڑے اور جانور کو جھاڑوں کی چھال کتر کتر کر ڈالتے ہوئے رہنے سے اور پھر اپھر اکر انکی لید ان ہی کو کھلاتے ہوئے رہنے سے وے جیتے رہے اس لید کو ہمیشہ جمع کر کر انکے روبرو بچھایا کرنے اور بھیڑ والوں کے حق میں سوائے چار پایوں کے گوشت کے جو ہر روز مارے تھندے اور خلقے کے مرتے جاتے تھے دوسری سب نمط کی غذا حرام ہو گئی۔ جنگ کرنے والے جوانوں کا روزمرہ خوراک شمار ۱۵۰ من آتا تھا۔ ذخیرے میں دو روز سے زاید رسد باقی نہیں رہی۔ قلعجات معلومہ کو کہ ان سب کی حکومت چھاؤنی پر تھی ہم دیدا سے اپنے کو بالکل دشمن کی رحم دلی تبکا کر کر بیٹھنا پڑتا کیونکہ ہمارا عالم ایسا بن جاتا جو کسی وقت میں ہو وے حملہ کریں تو ہم اپنے کو بچا نہیں سکتے۔ مگر اب ہمارے سرکردگوں کی تجویز ایسی نظر آئی کہ ان سرداروں کے سوالوں پر گوکہ نامعقول ہیں راضی ہو جانے کے سوائے اور کسی بات کی گنجایش باقی

نہیں رہی۔ پس ہمارے سپاہ رکابا شی سے اور سلاح خانے سے اور ذوالفقار
کے قلعوں سے اور مغربی دروازے کے روبرو ہی سو مسجد سے نکلکر چلے آگئے
معًا افغاناں ان تمام مقامات کے منصرف ہوگئے۔ وے اپنی طرف سے نواب علی خاں
زماں خاں کے بھائی نصر اللہ خاں کو بطور یرغمال کے روانہ کئے۔ اور سپاہ کے واسطے
شمار ۱۵۰ من کا آٹا بطریق رسد بھیجے اور جلال آباد کی کوچ کے وقت دو ہزار
اونٹ اور چار سو یابو سے کام آوینگے کرکے اقرار بھی کئے

P.43

۴۱

اس اثنا میں مسلح افغانوں کے جماعتاں چھاؤنی کے نزدیک محمد خاں کے قلعے کے
قریب پھرتے ہوئے نظر آئے تمام کے دلوں میں گماناں پیدا ہوئے مگر سفیر کے دل
میں نہیں پیدا ہوا کیونکہ اُسکا اعتقاد اُنکے حقمیں مضبوط تھا۔ پل کے نزدیک پہنچتے
ہی محمد اکبر خاں محمد شاہ خاں دوست محمد خاں خدا بخش خاں آزاد خاں اور دوسرے
سرداروں سے وے ملے جن میں امین اللہ خاں کا بھائی تھا اسکا حاضر رہنا سر
ولیم کے حقمیں بس تھا کہ آپ فریب کھایا ہی کرکے سمجھ جاوے
معمولی اخلاق کے باتاں ہوتے بعد سفیر ایک عمدہ عربی گھوڑا اکبر خاں کو دیا
جو اُسی صبح کو تین ہزار روپیہ کی قیمت سے خرید کیا گیا تھا۔ تب تمام جماعت کے

لوگ ایک شبہے کے قریب بیٹھے جو تھوڑا انکو چھاؤنیوں سے چھپا والا

کپتان لارنس آس پاس کھڑے ہوئے تھے سو کم مرتبے والے آدمیوں کا لحاظ کرکر کہا کہ

اُن کو دور چلے جانے کا حکم ہووے محمد اکبر خان نعرہ مار کر کہا نہیں وے تمام محرم راز

ہیں یہ باتاں ہنوز منہہ کے باہر نہیں نکلے کہ سر ولیم اور اُسکے تین ہمراہیاں دیکھے کہ

اپنے ہاتھوں کو اچانک پیچھے سے آکر گھٹ پکڑ لئے ہیں۔ تب سرداراں اور اُنکے

ساتھیاں اُنکے پاس سے تلوار اور تپنچے بزور چھین لئے۔ معًا تینوں سرداروں

کو جبر سے گھسیٹتے ہوئے لیجا کر گھوڑوں پر سوار کئے ہر سردار کو غلزائی سردار

کی پیٹھ کے پیچھے بٹھلائے جنکو چند مسلح لوگ اپنے پہرے میں لئے ہوئے چلے۔ وے وقت

سے متعصب غازیوں کی جماعت کے حملوں کو دفع کرتے چلے جاتے تھے سو غازیاں

ہنگامہ ہی سو دیکھکر اُس جگہہ گھس کر آگئے با آواز بلند پکارتے ہوئے کہ مکروہ کافروں

کا لوہو دیکھنا اور اپنے لمبے چاکوؤں اور دوسرے ہتھیاروں سے اُنپر کاری چوٹاں

چلانے کے لئے نشان تک رہے تھے۔ وے بندوق چلانے سے جو ڈر کر رہے سو سبب

یہی تھا کہ مبادا کوئی سردار مارا جاوے آخر بدبخت شریر محمد اکبر کے ساتھ زور کی کشمکش

کرتا ہوا نظر آیا۔ اُسکے چہرے سے ہول و ہراس ظاہر تھا

محمد جان کے قلعے کے نزدیک پہنچتے ہی وہاں جمع ہو کر تھی سو بھیڑ کے لوگ تینوں

قیدی سرداروں کو قتل کرنے کے واسطے از سر نو قصد کئے۔ کپتان ترنیو رجو دوست محمد خاں کے پیچھے بیٹھا تھا مارے بدبختی کے زمین پر گر پڑا اُسی دم اُسکو قتل کیے۔ کپتان لارنس اور مکنزی قلعے کو سلامت پہنچے مگر مکنزی کے تمام بدن پر اِدھر اُدھر بڑے زخماں لگے۔ وے دونوں آپ کھینچے سو صدمے سے نہایت بیدم ہو گئے

قلعے میں

داخل ہونے کے دروازے پر ملا مومن نامی ایک حرامی کپتان مکنزی کے سر پر بڑا گھاؤ لگانے کا نشان تکا مگر اُسکو محمد شاہ خاں اوڑھ لیا وہ مایہ سردار اپنے خاص کاندھے پر لے لیا۔ ایک چھوٹی کوٹھری کے اندر اُنکو لیگئے وہاں وے اپنے کو باہر تھے سو غازیوں کے مکرر سکرر حملوں سے ہنوز رہا کت دوامی میں گرفتار پاے اُن غازیوں کو اُنپر دریچے میں سے گولی نہیں چلانے دینکر روک رکھنا بڑی مشکل پڑی جس دریچے میں شرارت سے ایک تازے مقتول ہوئے سو ولایتی کا ہاتھ (جو بعد از خود سفیر کا تھا کرکے ثابت ہوا) انکو نظر آئے سر پکا اُٹھا کر پکڑے۔ اِس وحشت انگیز تماشے کے درمیان غلزائی سرداراں اُنکی پناہ کے باہیں اکثر بار بھروسے کی باتیں کیے مگر امین اللہ خاں اندر آکر غصے سے گالیوں کی برسات برسایا حتی کہ توپ سے اُڑا دیتا ہوں

دوتین

کرکے ڈرایا۔ یہہ بات خیال میں رکھنے کے قابل ہی کہ اُس روز کے اِتفاقات پر جو
طرف سے محمد شاہ خاں کے کان میں مبارکبادیوں کی صدا آتی تھی سو اُسکے
درمیان ایک بوڈھے ملا کا واحد آواز اِس کام کی مذمت میں بلند ہوا اُسنے
دل کے جوش سے کہا کہ یہہ بُرا کام ہوا جسسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دایمی
رسوائی ہو جاویگی۔ دوپہر رات کے وقت انکو محمد اکبر خاں کے گھر لیگئے۔ کابل
کی گلیوں میں سے گذرنے وقت حالانکہ وہ دن تمام ہنگامے میں کٹا تھا کابل
کی بستی شہر مردگاں کی سی نظر آئی۔ کوئی آدمی اُن سے نہیں ملا۔
اکبر خاں اخلاق سے اُنکے ساتھ ملاقات
کیا۔ اور اب اول مرتبہ انکو کپتان اسکنر کی زبانی سفیر اور کپتان ٹریور کے
قتل کا حال معلوم ہوا۔ سر ولیم مکناٹن محمد اکبر کے ہاتھ سے مارا پڑا سو مقدمے
میں کوئی معقول شک آنے کی گنجایش نہیں تھی یہہ سردار اپنے شریکوں سے
شرط کیا کہ اُسی روز سفیر کو پکڑ لیکے شہر کے اندر لاتا ہوں۔ اِس صورتمیں
سرداروں کو امید ہوئی کہ اُسکو اول میں پکڑ رکھکر اپنی خاطر خواہ کا فیصلہ
کرلینے کی قدرت حاصل ہوویگی۔ سر ولیم کے بہادرانہ مقابلے کے سبب سے
اُسکو جیتے جی پکڑ لیجانا محال جانکر اور جس بات کی امید کہ خلایق رکھکر بیٹھے

تھے اُس سے بالکل ہی نا اُمید انکو نہیں کرنیکا عزم کرکر اور اپنے شہر ابو حیاجیا
مین آجاکر اور اپنے باپ کے ہاتھ سے ہوئے سو ظلموں کا یاد دلیں لاکر
محمد اکبر اتنک تنبحہ کہ چند گھری کے آگے اُسکو سفیر انعام دیا تھا کھینچ لیا اور
اُسکے بدن پر چوٹ چلایا - جس بدن کو معًا وحشی غانہ بان ٹکرے ٹکرے کرکے
بعد وے بند بند جدا کئے گیا سو دھڑ کو شہر میں لیجا کر چار روز کہ یعنی بڑی
گذری میں خاص و عام کی نظر کے روبرو ڈالے - سر کو نواب زمان خان کے
گھر لیگئے وہاں کپتان کنالی کو فتح کی خوشی سے بتلاے

۴۲

قریب بارہ گھنٹوں کے سر ولیم اور ٹریور اور لارنس اور میں ہمارے
بدشگونی مہم پر روانہ ہوئے - جب ہم سیاہ سنگ کے دروازے تک پہنچے
سر ولیم سپاہ تیار نہیں ہوئے سو دیکھکر بہت تپش کھایا اُسوقت یہہ کہا
حالانکہ اُس تجویز کئی گئی کوشش سے نِراس ہی مناسب ہی کہ اُسکو بچالا
اور اِن دنوں میں بسر لیگیا ہوں سو زندگی سے ہزار موت بہتر تھی
دروازے سے گذرے بعد اکبر کو انعام دینے کی خاطر ارادہ کرکر
رکھا تھا سو گھوڑے کو یاد کیا - مجھے پھر اُسکے واسطے روانہ کیا - جب میں

غُصّہ

پھر اُس سے آکر ملا میں دیکھا کہ اُسکے ساتھ آئی تھی سو باقی گیارد کی چھوٹی
ٹکڑی کو ٹھہر جانے کا حکم ہوا ہی۔ اور محمد خاں کے قلعے کی طرف جو مشرقی فصیل سے
پانچ سو یا چھے سو گز کے فاصلے پر ہی تر بور اور لا. پس آگے بڑھہ کر جا کر محمد
اکبر خاں اور اُسکی جماعت کے آنے کی انتظار میں کھڑے ہوئے ہیں ہیئے اب
نمود ہوئے۔ قریب چند پہاڑیاں تھے اُن سے کچھ فاصلے پر چھاؤنی کی جا
جس مقام پر کچھ کم جما ہوا تھا قالین بچھا اُسپر خاناں اور سر ولیم بات
چیت کرنے کے واسطے بیٹھے لوگ پیشین بینی جو کہتے ہیں سو ویسا ہی کچھ
خیال میرے پر غالب ہوا کیونکہ ہر چند دل بولتا تھا مگر میں سو اپنے
گھوڑے کو نہیں چھوڑتا ہر حال گھوڑے سے جدا ہوا سرداروں
میں بیٹھنے کے واسطے مجھے بلائے۔ بعد عادت کے سلاماں ہوے کے محمد
اکبر مقدمہ شروع کیا سفیر سے پوچھا کہ شب گذشتہ کو ہوئی سو تجویز عمل
میں لانیکے واسطے تم پورے تیار رہو۔ سفیر جواب دیا کیوں نہیں تب
میرا خیال آگے کابل کی پولس کا بڑا تھا سو غلام معین الدین نامی ایک
قدیم افغانی دوست کی طرف جانے سے تنکا لگا کر بیٹھا تھا سو حالت سے
اُٹھا اور ایک طرف جا کر اُسکے ساتھ باتیں کرتا ہوا کھڑا رہا۔ بعد از

مجھے خیال آیا کہ میرے دوست کو بڑی جستجو اس بات کی ہی کہ میرے تپنچے کہاں ہیں اور
کیوں میں انکو اپنے ساتھہ نہیں لے آیا ہوں میں جواب دیا اگرچہ میں قانون کے
موافق شمشیر باندھا ہوا ہوں ولیکن دوستی کی بات چیت کے وقت سر سے
پانک ہتھیار باندھے ہوئے رہنا ضرور نہیں اسکی بات چیت تملق سے جو بھری
تھی میں سمجھتا ہوں کہ مجھے کوئی دیگر سلانا مقصود تھا - آخرش میرا خیال اسکے
باتوں سے نکلکر اور طرف ہوا میں دیکھا کہ چند لوگ جو سر سے پانک ہتھیار باندھے
ہوئے قدم بقدم آتے آتے مشورت کی جگہہ کے نزدیک پہنچ جا کر ایکطور کا حلقہ باندھے
ہیں یہہ حال لارنس اور میں بعض سرداروں کو بتلاتے وے پہلے قصد کئے کہ انکو
کوڑے مار کر نکالدیویں - مگر محمد اکبر کہا کچھہ مضایقہ نہیں کیونکہ وے بھی محرم راز
ہیں - میں پھر غلام معین الدین کے ساتھہ بات چیت کرنے لگا - جب یکایک سنا
کہ محمد اکبر بگیر بگیر (پکڑ پکڑ) کرکے پکارتا ہی پیچھے الٹ کر دیکھا تو وہ سفیر کا بایاں
ہاتھہ پکڑ لیا ہی اور اسکے چہرے سے شیطانوں کی سی بیرحمی اور خونخواری
نمایاں تھی میں سمجھتا ہوں کہ سفیر کا سیدھا ہاتھہ پکڑا تھا سو سلطان جان تھا
وے اسکو جھکاتے ہوئے پہاڑی کے نیچے گھسیٹکر لیگئے - غریب سر ولیم کے منہہ سے
نکلے سو باتاں جو میں سنا ہی تھے از برائے خدا (خدا کے واسطے) غرض میں اسکا چہرہ

نمود

دیکھا تو اُس سے بنایت ہول و وحشت پائی جاتی تھی۔ ترپوُر کا کیا حال ہوا سو مین
نہیں دیکھا مگر لارنس کو چند افغانان کھینچ لیکر میری طرف سے گذرے وے اُسکے پاس
سے ہتھیاراں چھین لیتے ہوئے تھے سو مین دیکھا۔ وہاں چلتی سو کیفیت دیکھنے
سے مجھے ایسی کچھ محویت ہو گئی کہ میرا سیدھا بازو وہ کر پکڑے تھے سو واقعی
مجھے کچھ خبر نہیں ہوئی اور میرا خلیق آشنا میری کنپٹی سے تنبچہ لگایا ہوا ہی اور
غازیاں برہنے شمشیراں اور کل چڑھائے ہوے جزیلے لیکر مجھے گھیر لئے ہیں مقابلہ
کرنا عبث نظر آیا۔ میرے سر کے اوپر سے چل رہے تھے سو بہت سے گولیوں کی آواز
آنے سے غلام معین الدین جو نصیحت کہ مجھے کیا وہ سن لیکر میں اُسکے ساتھ بیچ میں
سے ہوتا ہوا جہاں کہ اُسکا گھوڑا کھڑا تھا وہاں جلد چلا گیا راستے مین میری
تیغ لوٹ لئے اور میری جان لینے کے واسطے کر رہے تھے سو انواع واقسام کے
ہتھاروں مین سپر تا سپر تاریخ کرنکلگ۔ اور مجھے پکڑ لیا تھا سو اُس کے پیچھے جو اُسوقت
میرا قوی حامی ہو کر تھا میں سوار ہو کر چلنے کے وقت ہمارے اطراف بھیڑ زاید ہوئی
کافر کو قتل کرو کر کے بڑے زور و شور کے پکارے اُٹھے اگرچہ ہم چالاک گھوڑے
پر سوار ہو کر جلد دوڑ لئے ہوئے چلے جاتے تھے غلام معین الدین باوجود ایک
دو دوست کے یعنے ساتھیوں کی کمک رہنے کے بڑی مشکل سے میرے پر چلتے

تھے سو شمشیروں کے ضربوں کو اوڑھ لیکر مجھے بچایا ئے حرامزادگاں کہیں
میرا رہنما مارکھا جاوے بھاگ کرکے خوف سے گولی نہیں چلاے۔ واقعی اسکو چارناچار
ایکبار گھوڑے کو چکر مارنے فرمانا ضرور پڑا اور پگڑی اتار کر التجا کیا (جو ایک
مسلمان اخیر میں امان چاہنے کا طور ہی) کہ خدا کے واسطے میرے دوست کی جان
کا امان کرو۔ آخرش ایک پھسلتے ہوئے کنارے پر گھوڑا چڑھ جاکر گر پڑا۔ میری
ٹوپی چھینے گئی اور میرے سر پر ایک بڑا مار سونٹے کا بیٹھا۔ بسبب خوش نصیبی
کے اس مار سے میرے حواس پورے جاتے نہیں رہے اور ہوش اتنی باقی رہی
کہ گرے سو گھوڑے سے جلد جدا ہو گیا۔ یہاں میرا حامی ایک دوسرے آدمی کے
ساتھ آکر مجھ سے ملا وے اپنے بازوؤں میں مجھے لیکر محمود خاں کے قلعہ کی دیوار
طرف جلد چلے گئے۔ محمد اکبر کو اہل مجمع مبارکبادیاں دیتے تھے سو مقام میں
میں کیا پہنچا سو مجھے خبر نہیں لیکن مجھے یاد ہی کہ ایک متعصب میرے پر
جذبے سے گر کر اپنا ہاتھ میرے گریبان کے پیچے میں ڈالا اور ایسا کچھ پیچ دیا
کہ میرا دم رک گیا اور میں بیطاقت بن گیا مگر انصاف سے کہتا ہوں کہ محمد
اکبر دیکھا کہ غازیاں میری جان کے گراک ہوئے ہیں حتی کہ میں اسکی رکاب
تک پہنچا تو بھی نہیں چھوڑتے تب وہ اپنی تروار کھینچا اور جوانمردی سے اسکو

بچاؤ

غنیم

سیدھی اپنے پاس رکھہ لیکر تھا کیونکہ میرے رہنما اور میرزا بہاء الدین کو ضرور پڑا کہ
مجھے دیوار سے لگا دیویں وے اپنے خاص بدنوں سے مجھے آسرا کئے ہوئے تھے اور
کہتے تھے کہ کوئی ضرب مجھے پہنچنے نہ دینگے اگر پہنچے تو اپنے جسموں میں سے پار ہو کر
پہنچا ہی۔ بہرحال جب محمد اکبر کو یقین ہو گیا
سو معلوم ہوا اسکی مروت جاتی رہی اور غرور غالب ہوا وہ تب میری طرف
پھرا اور قہقہول کی آواز سے فتح کی شان میں بھر جا کر بار بار بولا شما ملک ما می
گیرید (تم ہمارا ملک لیتے ہو) وہ تب گھوڑے پر چلا گیا اور مجھے جلد قلعے کے درواز
کو لیکر گئے۔ یہاں نئی آفتیں مجھ پر گھرے کیونکہ میرے پیچھے پیچھے سوار ہو کر چلا آتا
تھا سو غریب ٹریور کے قتل سے (جسکو سلطان جان اپنی تیغ سے پہلا ضرب مارا ہی کر کے نام
پایا تھا) ملا مومن تازہ دم ہو کر اپنے رفیقوں کے ساتھہ یہاں کھڑا ہوا تھا مجھے قتل
کرنے کے واسطے انکو تعلیم دیا اور آپ خود مجھے بیرحمی سے زخم پہنچا کر انکو نمونہ بتلایا
خوش قسمتی سے ایک توپ ہمارے درمیان حایل تھی مگر تو بھی وہ اپنی نیت کے
موافق کام کرتا اگر اس آن محمد شاہ خاں چند رفیقوں کے ساتھہ میری کمک کے
واسطے نہیں آیا ہوتا۔ نے لوگ میری بچاؤ کے لئے شمشیراں کھینچے سردار اپنا ہاتھ
میری گردن میں ڈالا اور ملا مومن میرے سر پر مارنے چاہتا تھا سو مار گو اپنے

اپنے کاندھے پر لے لیا۔ اس گڑبڑ میں ہیں قلعے کے اندر دھکیل کر لے گے چلا گیا
اور معًا مجھے ایک طور کے زندان میں لیگئے جہاں میں لارنس کو سلامت پایا
اگرچہ وہ کچھ گھایل نہیں ہوا تھا مگر وحشت آمیز سواری کرنے اور ظلم سہنے سے
تھوڑا ابیتاقت ہو گیا تھا۔ یہاں غلزائی سرداراں محمد شاہ خاں اور اسکا
بھائی دوست محمد خاں معًا ہمارے سے آکر ملے اور بہت ہاروبکر تھے سو ہم لوگ
کو خوش کرنے کے واسطے کوشش کئے اور ہم کو یقین ہوئے مریکا بولے کہ سیفر اور
ٹریور نہیں موے ہیں بلکہ برعکس اسکے وے خیریت سے ہیں۔ وے غلزائی سردار
دوپہر کے وقت ہمارے ساتھ ٹھہرے کیونکہ انکا حاضر رہنا ہمارے بچاؤ کے واسطے
بہت ضرور تھا۔ ہمارے قتل کی نیت سے متعصب لوگ دروازے کو زور سے
کھولنے کے واسطے بہت سے حملے کئے۔ دوسرے لوگ ایک چھوٹے دریچے میں سے
ہمارے پر تھوکے اور گالیاں دئے۔ ایک شخص اسی دریچے میں سے ہمارے پر ایک
قرابین جھکایا مگر پاسباناں اسپر تھاپ مار کر اس شخص کو پیچھے دھکیل دئے۔
آخر الامر امین اللہ موجود ہو کر ہمکو دھمکی دیا کہ ابھی مار ڈالتا ہوں۔ بعض اسکے
لوگونمیں سے بیتطلب آگے بڑھکر آئے کہ اسکی بات کو پوری کریں ایسے میں غلزائی
امرا انکو پیچھے ہٹا دیکر انکے آقا ظالم بوڈھے شیطان سے ردوکد کرکے اسے

سمجھائے کہ اپنے مگروہ حضور سے ہمکو نجات دیوے۔ دوپہر کے بعد از دریچے کے پاس مسخری کی طور سے ایک آدمی کے کتے ہاتھ کو اٹھا اٹھا کر بتاتے تھے۔ ہم بول لئے کہ یہہ کسی ولایتی کا ہاتھ ہی مگر ہمکو اُس وقت معلوم نہیں تھا کہ حقیقت میں وُہ ہاتھ غریب سفیر کا تھا۔ اُس روز کا ماجرا آپس میں بول لیتے ہوئے کوٹھری میں جمع ہوئے تھے سو مسلمانوں میں فقط ایک بوڈھا مُلّا تھا جو ندر ہوکر علانیہ اپنے ہاتھ ہاں کئے تھے سو کانوں پر حرف رکھکر بولا کہ یہہ دغابہت مگروہ ہی اور اُس سے اسلام کو ہتک ہوتی ہی۔ رات کے وقت وے ہمارے واسطے غذا لائے اور سونے کے لئے ہر ایک کو ایک پوستین دئے۔ دوپہر رات کے وقت بستی میں محمد اکبر کے گھر کو جانے کے واسطے ہمکو ہشیار کئے۔ محمد شاہ خان بسبب کمینگی کے جو سب افغانوں کی سرشت رہتی ہی لارنس کی گھڑیاں چُرا لیا اسوقت اُسکا بھائی بھی میرے ساتھ ایسی ہی مہربانی کیا۔ اُس کے آگے ہی وہاں کے نوکر چاکر میرے انگوٹھیاں اور دوسرے سب چیزاں میرے پاس سے لوٹ لئے تھے

محمد اکبر کے گھر کو پہنچے بعد وُہ اپنے بچھونے پر پڑا تھا سو کوٹھری کی طرف ہمکو لے گئے وُہ ظاہر میں بڑے اخلاق سے ہمارے ساتھ ملاقات کرکر ہمکو یہ یقین سمجھایا کہ سفیر اور ترٹیور زخمیت سے ہیں مگر اُسکے وضع میں کچھ رکاوٹ پائی جاتی تھی اُس کا

سبب کیا ہے سو میں نہیں بول سکتا ہوں۔ تھوڑے وقت کے بعد ہمکو دوسری
کوٹھری میں لے گئے یہاں اسکنر کو ہم دیکھے وہ نہیں چلے جانے کے واسطے قول دیکر
تھا اس واسطے علی الصباح وہاں الٹ آیا تھا ہماری باہم ملاقات سے شکست پیدا
ہوا اور ملال بھی مگر سر ولیم اور ٹریور کو حرامزدگی سے قتل کر ڈالنے کی خبر وحشت اثر
ہمارے ساتھ کا قیدی بیان کرنے سے وہ ملال بہت کچھ بڑھ گیا۔ وہ ہمکو اطلاع
دیا کہ سر ولیم کے سر کو بطور فتوح کے بستی میں تمام لیگئے۔ یقیناً آفت بھری
رات ہمارے پر کٹی۔ دوسرے روز سخت پہرے میں رکھ کر زمان خاں کے
گھر ہمکو لیگئے وہاں خانوں کا ایک شورہ جمع ہو رہا تھا۔ یہاں ہم کپتان کانلی اور
کپتان ایری کو دیکھے سئے صاحبان چند روز کے آگے ہر واکے گھر کو اول کے
طور پر روانہ ہوئے تھے تاکہ عہد و پیمان جو ہونے والا تھا اُسکے بعض ابواب
بجالاویں۔ بڑے زور سے بات چیت چلی اُسوقت محمد اکبر بہت زور و شور کر
رہا تھا۔ ہمارے پر شدت و حدت کے ساتھ دغا اور سب طور بد بوں کا الزام رکھکر
وے بولے کہ سیفر کی صداقت معلوم کرنے کے واسطے شب گذشتہ ہوئے سنتے
سو سب کار و بار محمد اکبر اور امین اللہ کے داؤ سے تھے۔ وے بولے ہمارے ساتھ
کچھ شرط و شروط اُس وقت تک نہیں کرینگے کہ ہم تمام کتخدائیوں کو سب

سویرے

مجلس

توپوں کو اور بارود گولے کو اور خزانے کو بطور یرغمال کے انکے حوالے نکر دیویں۔
اُسوقت کانلی مجھے بولا کہ کل کے روز سفیر کے سر کو صحن میں ہر ایک کینیں نشان سے بتلا
رہے تھے اور اُسکی اور ٹریبور کی لاش بھرے چوک میں لٹکا دئے تھے اور بودھا
ہردا یعنے زمان خان بڑی دقت سے متعصب گروہ کے ہاتھوں مقتول ہونے سے
اپنے کو (یعنے کانلی کو) اور ایری کو بچا لیا اور وے متعصبین سے تھے سو کوٹھری میں
گھس لینے کے واسطے حملے کئے تھے۔ اور یہہ بھی کہا کہ لارنس اور اسکینر اور میں آنے
کے آگے محمد اکبر روز گذشتہ کا ماجرا جرگاہ یعنے شورے میں بیان کر رہا تھا چنانچہ
کچھ لحاظ نہیں رکھکر بول بیٹھا کہ سفیر کو گھوڑا چڑھنے یا جلد چلنے کے واسطے مجبور
کرنے کے وقت آپ اُسکو مارا جب یہہ بات اُسکی زبان سے نکلی دیکھا کہ کانلی بڑے
غصے سے اپنے کو گھور رہا ہی معاً اُس فقرے کو بدلا کر ایسا کہا یعنے آپ اُسکو
دھکیلا۔ بہت سے غیض بیض کرنے کے بعد ایک نیا عہدنامہ تمام توپوں در خواست
کرنے کے سوائے شہر اکرچہاؤنیوں کو بھیجنے کی تجویز ٹھہری پھر اسکینر کو اور
لارنس کو اور مجھے اکبر کے گھر لیگئے راستے میں تمام طور کے دھمکیاں اور چھیڑ چھاڑ
ہماری جان پہ ہو رہی تھی۔ یہاں ہمکو ایک اندرونی کوٹھری میں سخت قید کر رکھے
اور یہہ بات ہماری سلامتی کے واسطے یقیناً ضرور تھی۔ اُس شام کو محمد اکبر اور

بیدھڑک

ردّوبدل

سُلطان جان اور چند دوسرے افغاناں آکر ہمارے سے مُلاقات کئے۔ محمد اکبر اپنے دو ضربی تپنچے جو روز گذشتہ آپ لگایا ہوا تھا بتلا کر ہم سے درخواست کیا کہ اُنکے چاموں میں کچھ خلل آیا ہی درست کرو۔ انہیں سے دو نلیاں چھوٹ کر تھوڑا ہی وقت ہوا تھا اُسکے باہیں وہ بہت پریشان گوی کے ساتھ بیان کیا کہ بدرقے کے سپاہ میں تھا سو ایک حوالدار اپنے پرچوٹ کرنیکے سبب سے آپ اُن دونوں نلیوں کو اُس پر خالی کیا۔ اب بدرقے کے سب لوگ پھر کچھ چوٹ چلانے کی کوشش کے سوا بھاگ گئے چپراسیوں کا فقط ایک جمعدار ہندو کی قوم کا چھوڑانے کی نیت سے بڑھ کر آیا وہاں جمع تھے سو غازیاں معاً اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ وہ جو تھا اپنی اضطراب دلی نمود کرنے کے لئے اسطرح حمایت کرنے آیا تھا مگر ہمارے پر کچھ اسبات کی تہمت نہیں لگی۔ ۲۶ ویں تاریخ کو کیپتن لارنس کیپتن امین اللہ کے گھر لیگئے وہاں سے وہ پھر اُلٹ کر ہمارے پاس نہیں آیا۔ کیپتن اکنز اور میں اکبر کے گھر میں ۳۰ ویں تک رہے۔ اِس عرصے میں ہمارے ساتھ اخلاق سے سلوک ہوتا رہا اور افغانی بہت سے بھلے آدمیاں جو ہمارے ساتھ مُلاقات کرنے آتے تھے اُن سے بات چیت کرتے گذری۔ بعض اُن میں کے بیان کئے کہ سفید سپاہیوں کے ہاتھ سے مارا پڑا۔ اور چار ناچار دوسرے لوگ بولے کہ

بیقراری

اکبر خود اسکا قاتل ہی۔ دو تین دن تک غریب سرور خاں نامی ہمارے ساتھ مقید ہوکر
تھا تمام مقدمے میں اُسکو دغا ہوئی تھی اُسوقت اُسکے پاس روپیا چھیننے کی کوشش کر
رہے تھے۔ اپنے بستی والوں سے اُسکو معلوم ہوا تھا کہ فقط اکبر خاں اُسکے قتل کا
مرتکب ہوا سو نہیں بلکہ وُہ اپنے غازیوں کے روبرو اقرار کیا کہ اپنے کو اُس کام سے
فخر ہی۔ میجر پاتینجر کا منشی موہن بیر نامی جو چارے کھار سے بھاگ گیا تھا ایکبار محمد
اکبر کے پاس سے سیدھا ہماری ملاقات کے لئے آیا۔ وُہ بولا کہ سفیر کو قتل کرنیکا کام
بے تدبیری کا تھا کر کے محمد اکبر خیال کرنے لگا ہی۔ چنانچہ وُہ کیفیت وُہ ابھی آپنے
سے بولا۔ مگر بولنے کے وقت اُسکے آنکھ سے آنسو جاری تھے کہ یہہ کام آپ کیا ہی
کرکے یا تو جھوٹھہ موٹ افسوس کھاتا تھا یا حقیقت میں اُسکو غم تھا۔ محمد اکبر بالمشافہہ
اور وکیل کی معرفت سے بیشتر اوقات اسکنر سے اور میر سے گھگھیا کر بولا کہ
اپنے کو کچھہ تدبیر ایسی بتلاویں کہ جس کے بدولت آپ پڑا ہی سو مخمصے میں سے
اپنے کو نجات حاصل ہووے اور سفیر کو اچھے طور سے جو خود پناہ نہیں دیا سبب اُس
کا یہی بولا کہ سر ولیم اپنے پر تلوار کھینچا تھا اور اُس باب میں اپنے کو معذور رکھنے
کے لئے ایکبار نہیں بلکہ بارہا کوشش کیا۔ یہہ بات معلوم ہوتی ہی کہ اِس عرصے
میں میجر پاتینجر جو چھاؤنیوں میں سفیر کی جگہہ پر آیا تھا اُسکے ساتھہ تازہ عہد و پیمان

صورت پکڑا کیونکہ تیئیسویں تاریخ شب کے وقت اکبر مجھے افغانی لباس دیا (اسکندر
ویسا لباس آگے ہی پہن چکا تھا) اور ہم دونوں کو چھاؤنیوں میں روانہ کیا۔ تھوڑے
افغانان جن کے ساتھ میں بعد اتفاق کر لیا تھا میرے سے بیان کئے کہ محمد اکبر
کو اپنے ہاتھوں گولی سے مارا سو وہ بچشم خود دیکھے ہیں ان افغانوں کے درمیان
مرزا بہاؤ الدین ایک قدیم آشنا تھا جو انگریز کے حال پر ہمیشہ دب کر مہربانی رکھتا تھا

۴۳

تمھاری درخواست کے موافق میں اپنی گرفتاری کی کیفیت اور میرے سردار جسکے
واسطے سید امانم کرتے ہیں تو بجا ہی اسکی موت کی حقیقت بیان کر کر عزت یاب
ہوتا ہوں   دسمبر کی تیئیسویں کو صبح کے وقت
دوپہر کے آگے گیارہ گھنٹوں کو سر ولیم ہنری مکناتن متوفی کے پاس سے
ایک شقہ مجھے آکر پہنچی اسمیں یہہ حکم تھا کہ خود سردار محمد اکبر خاں سے ملاقات
کرنے پر ہی چاہیے کہ میں کپتان ترئور اور کپتان مکنزی کے ساتھ ہو کر ہمراہ دیوے
اسی موافق میں مذکور کپتانوں کے ساتھ ہو کر بارہ گھنٹوں کے قریب سر ولیم
کے ہمراہ چلدیا اسکے آگے وہ میجر جنرل ایلفن اسٹون سے بولا سو میں سنا کہ مخفی
کام لئے کے واسطے پیدلوں کے دو رجمنٹ اور دو توپ تیار رکھے۔ چھاؤنیوں

ہیں سے گذرنے کے وقت میں بولا کہ چھاؤنیوں میں افغاناں عادت سے زیادہ
یعنے بیں کچھ اندیشہ نہیں کرکر سمجھنے سے زیادہ آگئے ہیں اِسبات پر سفیر اپنے ہمراہ
تھے سو افغانی نوکروں میں سے ایک کو حکم کیا کہ جاؤ اور اُن سب کو یہاں سے
نِکال دو مگر اُسی وقت ایسا فرمایا کیا حیرت کی بات ہی کہ اِس وقت کاموں کا
عالم کیسا نازک ہی سو جنرل کو خوب معلوم ہی مگر کچھ تنبیہ کرکر رکھا سو نظر نہیں
آتا اور اُس محاصرے میں تمام ہوتے رہے سو لشکری بندوبستوں کے سر کیا ہی
بھی ہی۔ وہ تب فرمایا کہ ہمارے ساتھ بدرقہ بس نہیں اُسکا میں جواب دیا کہ
کہ آپ فقط آٹھ دس کے واسطے فرمائے تھے سو میں سولہ لیکر آیا ہوں اور باقی
ہیں سو انکو بلا لیتا ہوں چنانچہ اُسی موافق میں لِفٹن لی جت سے بولا کہ تم جاکر
بلا لاؤ اور بریگیڈیر شلتن سے کہو کہ انکے ہمراہ آسکتا ہی کیونکہ دوسری ملاقات
کے وقت آپ بھی ہمراہ رہنے کی خواہش وہ بتلایا تھا۔ دروازے پر سے گذرنے
کے وقت ہم دیکھے کہ سیکڑوں افغاناں ہتھیار باندھے ہوئے چند گز کے فاصلے
سے کھڑے ہیں یہ دیکھکر اُس وقت نوکری پر تھا سو عہدہ دار سے مِلکر میں بولا
کہ کونل جوانوں کو مسلح کرکر باہر لاؤ اور اُن افغانوں کو نِکال دو اور
جنرل کو بول بھیجو کہ قلعے کی گیاریسن کو ہوشیار رکھے۔ محمد خاں کے قلعے کی

ایلچی

ہتھیار

طرف بہت سے سلاح پوش افغانان تھے مگر نزدیک ہم کسی کو نہیں دیکھے
سفیر اب ہم سے بولا کہ کل شب کو اپنے پاس سردار محمد اکبر خاں کے
پاس سے ایک تجویز ٹھہر کر آئی اور اسپر آپ راضی ہو گیا ہی اور سب طور سے اپنے
کو امید ہی کہ وہ تجویز بالفعل ہمارے بری سو مصیبتوں کو جلد اور اچھے طور سے
انجام کو پہنچا دیگی وہ تجویز یہہ تھی کہ محمد اکبر خاں نایب امین اللہ خاں کو قیدی بنا کر
ہمارے حوالے کر دینا اُسکے واسطے محمود خاں کے قلعے کو ایک رجمنٹ اور بالاحصار تصرف

پلٹنیں

میں لانے کو دوسرے کو یہاں روانہ ہوتا ہی۔ سر ولیم تب میرے سے فرمایا کہ رجمنٹ
پہنچنے کی خبر بادشاہ کو بولنے اور اکبر خاں کی تجویز سے اُسکو اطلاع دینے کے لیے گھوڑا
ڈالکر جانے کو تیار رہو۔ ہمارے میں سے ایک شخص بولا کہ یہہ تجویز خطر آمیز نظر آتی ہی
اور پوچھا کہ اسکو اسمیں کچھ دغا کا اندیشہ تو نہیں۔ وہ جواب دیا خطر آمیز تو ہی اگر نہ
پڑے تو سب خطرے اُسکے روبرو ہوا ہیں باغیاں عہد نامے کا ایک قلم بھی بجا نہیں لائے

سبب

مجھے انکا کچھ اعتبار نہیں اگر اُس تجویز کے بدولت ہماری عزت بچ رہی تو سب اچھا ہی
کچھ بھی ہو گذشتہ چھے ہفتے زندگی کے سو ویسی زندگی پھر بھی کرنے سے سو حصے موت
مجھے قبول ہی یہہ معمولی جگہہ کے نزدیک پہنچنے کے واسطے ہم چلدئے سردار محمد اکبر خاں
ہم سے ملا اُسکے ہمراہ چند غلزائی امیر یعنے محمد شاہ خاں دوست محمد خاں خدا بخش خاں

آزاد خاں وغیرہ تھے معمولی سلاموں کے بعد اکبر درخواست کیا تھا سو قیمتی گھوڑا سفیر
اُسکو انعام دیا اور اُس گھوڑے کو وہ اُسی صبح کپتان گرانٹ کے پاس سے تین ہزار روپی
کو مول لیا تھا۔ سردار اُسکی توجہ سے ممنون ہوا اور سفیر میرے پاس سے دو جوڑی
پستلوں کی خوبصورت جوڑی خرید کر اپنی گاڑی اور گھوڑوں کی جوڑی کے ساتھ
ایک دن آگے جو اُسکے پاس روانہ کیا تھا اُسکے لئے شکر بجالایا

جماعت گھوڑوں پر سے اُتر گئی ایک چھوٹی پہاڑی پر زین پوشاں بچھائے
چھاونیوں سے ہمکو اُس جگہہ کچھ آسرا ہوگیا یہہ جگہہ جو پسند کے سبب اُسکا یہہ تھا وے
بولے کہ یہاں برف نہیں۔ سفیر کنارے پر محمد اکبر کے ساتھ بیٹھا کپتان ترپور اور کپتان
ملنزی اُسکے بازو سے تھے میں سر ولیم کے پیچھے تب تک کھڑا رہا کہ دوست محمد خاں مجھے
دبا دیا میں ایک گز کے پر آگیا پہلے ہی میں بہت سے افغاناں ہمارے اطراف تھے سو سفیر کو
بتلا کر بولا کہ اگر مقصود اِس گفتگو سے راز ہی جیسا کہ میں سمجھتا ہوں بہتر ہی کہ اُنکو
نکلوا دو۔ یہہ جواب دیا ہیں نے محرمِ راز ہیں یہہ بات اُسکی زبان سے نکلتے ہی میں دیکھا
کہ میرے بازوں کو جکڑ ڈالے ہیں اور میرے طپنچے اور تلواروں کو ڈاب سے چھین لیے
اور مجھے بزور زمین پر سے اُٹھا کر گھسیٹنے لگے محمد شاہ خاں جو مجھے پکڑا تھا پکار کے
بولا کہ اگر تیری جان عزیز ہی تو چلے آ۔ میں الٹ کر دیکھا تو سفیر کا سر اُسکے ایڑ تویں

کی جگہہ جا لگا ہی اور اُسکے ہاتھ خان محمد اکبر کے ہاتھوں میں بند ہیں پریشانی اور ہیبت
اُسکے چہرے سے نمایاں تھی۔ میں دیکھا کہ میرے ہاتھوں سے کچھ نہیں ہو سکتا رہگیا اور
محمد شاہ خان مجھے کھینچ لیتا چلا گیا۔ تھوڑے گویاں سے چلے اور میں جلدی کر کر اُسکے
گھوڑے کے پاس گیا اُسپر وہ کود کر سوار ہو گیا مجھے بولا تو بھی پیچھے بیٹھ جا میں
بیٹھ گیا اور ہم چلدیئے ہماری حفاظت کے واسطے تھوڑے سلاح پوش آدمی
ساتھ تھے سے غازیوں کی بھیر کو ہمارے سے دور کرتے جاتے تھے وے ہر طرف سے
گھس آتے اور پکار کر بولتے کہ اُسے دیدالو ہم قتل کرینگے کبھی اپنے تلوار اور چاکون
سے مجھپر وار کرتے کبھی اپنے بندوقوں سے میرے پھیلیوں میں چپکنیاں دیتے تھے
وے اپنے امیر کو صدمہ پہنچنے کے ڈر سے گولی نہیں چلاتے۔ گھوڑے والے انکو ہاتھ
سے کچھ دور رکھتے تھے مگر اسقدر دور نہیں رکھ سکے کہ جس سے مجھے زیادہ صدمہ
پہنچنے نہ پاوے۔ اسطرح سے ہم محمد خان کے قلعے کی طرف جلدی کر کر گئے یہاں سیکڑوں
سوار ہمارے سے ملے ئے غازیوں کو دور کرتے تھے یہاں غازیاں بہت سے
چیخ کر میرے قتل کے واسطے شور و غوغا مچا دئے تھے۔ بہر طور سلامتی سے ہم قلعے میں
پہنچے مجھے ایک چھوٹی کوٹھری کے اندر لیگئے محمد شاہ خان قلعے کے دروازے کی
طرف اُلٹ آکر کپتان مکنزی کو اندر لے آیا مکنزی کا گھوڑا وہاں گر گیا تھا۔

نمود

چُبانا

وہ گرنے کا سبب یہہ تھا کہ کپتان پر چلاے تھے سوار گھوڑے کے پنچے میں سے ہوکر
اسکے بازو کو کاٹ ڈالا تھا کپتان کو میرے ساتھ کوٹھری میں لیگئے اسکے سر اور بدن پر
ماراں لگ کر وہ بہت بیدم ہوگیا تھا۔ تھوڑے سپاہیوں کے ساتھ بیٹھے سپاہیاں
ہمکو بھیتر سے بچانے کے واسطے وہاں مقرر ہوے تھے اور بیچ بھیتر گھر کو تمام محاصرہ کرلیکر
اندھارا ہوے تک ہمکو گالیاں دیتے تھوکتے اور ان لوگوں سے بولتے رہے انکو حوالے
کرو ہم مار ڈالتے ہیں

کسی ولایتی کا ہاتھ جو ابھی کٹے سر یکھا نظر آتا تھا ایک شخص اٹھا کر بتلایا دوسرا ایک
فرابیں جھکا کر ہمارے پر چھوڑنے آیا اسوقت ہمارے پاسبانوں میں سے ایک پاسبان
اسکو تھاپ دیکر دور کر ڈالا۔ تھوڑے سرداراں اس روز اندر آئے اور ہمکو
بولے یقین جانو کہ تمھارے پر آفت نہیں آونگی سفیر اور ترپور خیریت سے بستی
میں ہیں (یہہ بات جھوٹ تھی چنانچہ بعد از نظر آونگی) ۔ نایب امین اللہ خاں اور
اسکے بیٹے بھی آے۔ نایب بڑے غصے میں بھر کر بولا کہ تمکو توپ کے منہہ کو باندھ
کر آڑا دینا اور اڑا دینے کے قابل ہیں محمد شاہ خاں اور
دوست محمد خاں گھگھیا کر اسکو بولے ایسے باتاں مت کرو پھر اسکو کوٹھری کے
باہر لیکر چلے گئے۔ رات کے وقت ہمکو کھانا لا کر دئے اور سونے کے واسطے

پوستین بھی دیئے ہمارے گھڑیالاں انگوٹھیاں اور ریشمی رومالاں ہمارے پاس سے لے لئے
پھر اور کسی دوسری طرح سے ہمکو ایذا نہیں پہنچی محمد شاہ خاں کے مصاحبین اُس روز جتنے
ماجرے پر اسکو بار بار مبارکبادیاں دے رہے تھے مگر ایک شخص نہیں دیا یعنے ایک بوڑھا مُلا
وُہ للکار کے بولا کہ مومن کے نام کو عیب لگا آینده انکا کچھ اعتبار نہیں رہیگا یہ کام خراب
تھا اور کئے سو لوگوں کو کبھی فایدہ نہیں ہوگا دوپہر رات کے وقت بستی میں سے ہمکو
محمد اکبر خاں کے گھر لیگئے وُہ ہمارے ساتھ اخلاق سے ملاقات کیا اور اُس روز چلا سو ماجرے
پر افسوس کھایا یہاں ہم کپتان اسکنر کو دیکھے اور سفیر اور کپتان ٹرنور کے مارے جانے کی
خبر وحشت اثر و حیرت گستر پہلے مرتبہ ہمارے سننے میں آئی اور ہمارے قابل سردار کا سر بستی میں تمام
فتوح کے طور پر بتلائے اور اُسکی لاش گلیوں میں سے کھینچتے لیجا کر چار چوک میں جو اُس بستی کی
بہت علانیہ جگہہ ہی لٹکا دئے کپتان اسکنر ہم سے بولا پکارا ہی کہ محمد اکبر خاں سر ولیم کو اپنے
ہمراہ چلو کر جب بولا وُہ انکار کیا اور مقابلے میں آکر سردار کو اپنے پاس سے دھکیل دیا اس
سبب سے وُہ معاً گولی سے مارا پڑا اور اسکے بدن کو غازیاں کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے کپتان
ٹرنور دوست محمد خاں کے بیٹے شجاع کر محمد خاں کے قلعے تک گیا تھا وہاں اُسکو کاٹ کار
کر اُسکے بدن کو پُرزے پُرزے نہیں کئے اگرچہ فتوح کے طور پر بستی میں لیگئے تھے

دوسری صبح (یعنے چوبیسویں کو) ہمارے

بتایا

مشہور

تینیں (یعنے کپتان اسکنر اور مکنزی اور میرے تئیں) نواب زماں خاں کے گھر لیگئے سلطان
جان اور دوسرے امرا ہمکو غازیوں کے پنجے سے بچا رکھنے کے لئے ہمارے ہمراہ تھے اُس جگہہ کپتان
کانلی اور کپتان ایری سے (جو اول ہیں تھے) ہمکو ملاقات ہوئی اور تمام باغی سرداروں کا شورہ
جمع ہوا تھا۔ سفیر کی موت پر افسوس کئے مگر اسکے روئے پر بہت حرف رکھے اور یہہ کہے کہ ہماری باتوں
کا اعتبار نہیں۔ غرض ایک نے عہد و پیمان کے بابیں بات چیت چل کر اُسکو جنرل اور میجر پاٹنجر کے
پاس روانہ کئے اور ہم شام کے قریب الٹ کر محمد اکبر کے گھر آگئے اور ویں قید میں رہا مگر چھبیسویں
تاریخ کی صبح تک میرے ساتھ اچھے اخلاق سے سلوک ہوتا رہا تب مجھے نایب امین اللہ خاں کے
پاس روانہ کئے۔ اُسکے گھر کو پہنچتے ہی اُسکے خلوت خانے میں مجھے لیگئے۔ نایب مہربانی سے میرے
ساتھ ملا اور محمد اکبر کی تجویز کے درجواب وہ شاہ شجاع کا وزیر بننے کے بابیں اور نایب کو
بطور قیدی کے ہمارے حوالے کر دیکر لاکھہ روپیہ لینے کے بابیں اور فتنے کو آخر تک دبا دیکر
تیس لاکھہ روپیہ لینے کے بابیں اور دوسرے باتوں میں سفیر لکھا تھا سو اصلی خط
مجھے بتلایا۔ نایب یہہ بھی بولا کہ سفیر محمد اکبر کے بنی عم سے کہا تھا کہ (یعنے امین اللہ خاں کے)
سر کے واسطے ایک لاکھہ روپیہ دیتا ہوں۔ معاً میں جوابدیا کہ یہہ غلط ہی کہ سر ولیم کبھی
ایسا نہیں کیا ہوگا کیونکہ یہہ کام اُسکی طینت اور انگریزوں کی عادت سے بالکل غیریت
اور خلاف رکھتا ہی۔ پھر نایب اپنا رو بہ جوہ رُستی اور کشادہ پیشانی کے ساتھہ

گرد ہی

بھتیجا/چچیرا بھائی

چپال

سر ولیم سے رکھا تھا بیان کرکر سفر کے حقیں تندی و تیزی کے ساتھ باتاں کیا۔ وہ بولا کہ
جنرل الفنسٹن اور میجر پاتنجر مجھے رہائی دینے کے واسطے اپنے سے التجا کئے اور بولے ہیں
کہ سرداروں کو پہنچنے کے لئے بندوبست ہوا تھا سو پیسے کے رسیداں ہندوستان پر تیار کرنے
کے واسطے میرا حاضر رہنا ضرور ہے۔ میں کپتان مکنزی کو بھی میرے ساتھ چھوڑ دو کر کر بولنے
سے اور محمد اکبر ہمارے میں سے کیسکو بھی چھوڑ دینے کے واسطے بالکل انکار کرنے سے کچھ دیری
ہوئی بعد از مجھے انتیسویں [۲۹] تاریخ کو صبح کے وقت چھاونیوں کو روانہ کئے نایب کا بڑا بیٹا
سوار و پیدل کی ایک بڑی ٹکڑی لیکر میرے ہمراہ آیا اور میرا لباس افغاناں کی مانند
بدل دئے تھے کہ یہ کام میرے بچاؤ کے لئے بہت ضرور تھا۔ مجھے یہاں لکھنا لازم ہے کہ نایب
کے گھر میں رہے تک وہ ایسی کچھ مہربانی اور دلدہی سے میرے ساتھ پیش آیا کہ ما فوق
اسکے ممکن نہیں کہ دوسری کوئی چیز ہووے

P.54

۴۴

پھر ایک صبح آئی کہ ہزارہا جانوں پر بڑی بڑی آفت لائی۔ پنجۂ اجل سے بچ رہے تھے سو
بہت سے کم بخت لوگ اپنے رفیقوں پر جو انکے بازوں سے آرام کے ساتھ خواب مرگ میں
لیٹے ہوکر پڑے ہونے تھے حسرت سے نظر کرنے لگے۔ فوج کی ہر ایک حرکت پر طاری
ہوئی تھی سو پریشان حالی دن کی روشنی کے سبب سے از سر نو تازی ہو گئی۔

برتھہ کر

جنرل کی نیت یہہ تھی کہ ہم دوپہر کے آگے دس گھنٹوں کو کوچ کریں مگر فوج میں سے اکثر لوگ اور
بھیڑ والوں میں قریب تمام کے دوپہر کے آگے آٹھہ ہی گھنٹوں کو بغیر حکم کے نکل جاکر لشکر سے
دو ڈھائی میل کے فاصلے تک چلے گئے جنرل تب انکو پھر بلا بھیجا کیونکہ محمد اکبر خاں کے یہاں سے
ایک خط آیا تھا وہ اقرار کیا کہ سب طور سے سعی کرکر ہمکو رسد اں پہنچاتا ہی مگر بڑی
مضبوطی کے ساتھہ ہمکو بولا کہ ہمکو بچا کر پار کر دینے کے واسطے لوگوں کو ہمارے ہمراہ کرنے
کا کچھہ اچھا بندوبست کے تک ہم اسی جگہہ ٹھہریں۔ اس میں کچھہ شک نہیں کہ لشکر میں ہر ایک
کی مرضی ٹھہرنے کے خلاف میں تھی حتی کہ اس ملک والے ہر ایک سپاہی کی خاطر میں بھی یہہ
بات صاف خطور کی کہ تا بامکان ہم جلدی کرکر چلا جاویں تو اتفاق ہی کہ بچ جاوینگے پس
یہہ اضافی تعویق اور برف میں پڑے رہکر دیر تک سختیاں اٹھانے کا خیال اس ملک والے
سپاہیوں کے دل میں بہت بیطوری کا اثر لاوالے کیونکہ ایک کوچ اور وہاں سے ہوا تو تا
تو وے بالکل برف سے بچھلے ہوجاتے۔ یہہ پہلا وقت ہی جو سب سپاہیوں کے دلوں میں
بن بولے فراری ہوجانے کا خیال آیا اور اس ملک والے اسواران جو شاہ کے علاقے کے تھے
انکے پاس اول مرتبہ نشانیاں جو ظاہر ہوئے اسکا ہرگز کچھہ عیب نہیں کیونکہ اکثر ان میں
سے نہایت نوجوان سپاہی تھے اور ان تمام بیفایدے اور مضرت بخش سستیوں کا مہلک
نتیجہ ان پر آگے ہی اچھے طور سے کھل چکا تھا۔ جان ہر ایک کو بہت پیارا ہوتا ہی

آگئی

پچھنا

اُن لوگوں کا رویہ ابتک بہت اچھا تھا باوجودیکہ اُن پر فرض تھی سو خدمت سے انکو پھیرنے کے لئے بہت سے کوششاں عمل میں آے۔ اگر انکی وناداری آخر الامر جان بچانے کی عقل حیوانی کو جادی ہی تو انکو معذور رکھنے کے واسطے اس بات کا خیال رکھنا ہی کہ انکو علاقہ تھا سو فوج بالکل لا علاج ہو کر نا اُمیدی کے عالم میں مبتلا نہیں ہوے تک یہہ حرکت اُن سے ظاہر نہیں ہوئی

کپتان اسکنر دوپہر کے قریب لشکرگاہ کو آیا اور محمد اکبر خاں کی طرف سے یہہ تجویز لایا کہ تمام بیوی اور سہاگنوں کو جنکی تباہ حالی لشکر میں سب لوگ کے ترحم اور شفقت کے قابل بن گئی تھی یکبارگی اپنی پناہ میں دیدا الیں تاکہ وے پھر سختیوں اور خطروں میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں وہ اقرار کیا کہ اس صورت میں انکو ایک منزل فوج کے پیچھے رکھکر خیریت کے ساتھہ لوگوں کے ہمراہ روانہ کر دیتا ہوں۔ محمد اکبر کے دوستانہ اقراروں پر اعتماد کرنے اگرچہ جنرل کی مرضی نہیں تھی مگر کپتان اسکنر مضبوطی سے بجد ہو کر بولا کہ اس مرتبہ اُسکا اعتماد کرو کیونکہ اپنے کو یقین تھا کہ اسطرح اعتماد کرنے کا نتیجہ فوج کے حقمیں نیک ہی بیوں اور بچوں پر تازے مصیبتاں نہیں ہوسے سر کھیا بچا لینے کی تڑپ سے جنرل انسا کرنے پر راضی ہو کر کپتان اسکنر سے بولا کہ تمام کتخدا عہدہ دار اور بی بیاں اسیوقت افغانی سواروں کے ساتھہ جو انکو لیجانے کے لئے منتظر کھڑے ہیں روانہ ہونا کا تہیہ کرو

چھوڑ رر
معاف
گرفتار
بیقرار
تیاری

اُسکی نیت یہہ بھی آئی کہ لشکر میں تھے سو تمام زخمی عُہدہ دار محمد اکبر کی پناہ میں جانے چاہیں تو اِس قابو کو غنیمت جان لیں لیکن یہہ خبر سب کو معلوم ہونے کے آگے افغانان بی بیاں وغیرہ کو جلدی کر کر لیچلے گئے اور فقط دو زخمی انکے ساتھہ ہو رہے

۴۵

اکبر کے دِل کی مخفی نیت کچھہ بھی رہے مگر وہ اس وقت میں ظاہرا دوست اور رفیق ہو کر چارا تھا کیونکہ تمام فوج جلال آباد تک محافظت کر کر خیریت سے پہنچانے کا ذمہ لیا تھا۔ اُسکی ریاکاری کے باب میں کیسے بھی گمانوں کو دخل دیویں مگر وہ کتخدا خاندانوں کو جو اپنے تصرف میں لایا کچھہ دُشمنوں کے بھنس میں رہکر ایسا کام نہیں کیا بلکہ وہ انکو جیسا جلال آباد تک محافظت کر کر سلامتی سے پہنچا دینے کا متکفل ہوا تھا ویسا ہی وے علاقہ رکھتے تھے سو فوج کو بھی پہنچا دینے کفیل بنا پھر انکو بے ضرورت قیدیوں کی مانند روک رکھکر فوج کو دغابازی کے ساتھہ جو قتل کر ڈالا دنیا کی قوموں میں جاری ہے سو سپہ گشتے کا خلاف کیا اور ایسی بے ایمانی اور عہد شکنی کی خطا کیا کہ کبھی قابل عفو نہیں۔ کتخدا خاندان رُخصت ہوئے سو تھوڑے وقت کے بعد یہہ بات ظاہر ہوئی کہ بہت سے چھوٹ سوار شاہ شجاع کی اور وکیل کی محافظت کے گریز کر رہے تھے گمان ہوا کہ محمد اکبر انکو دغلان کرا ایسا کرایا ہی اسواسطے اُسکے پاس لعن وطعن کا ایک پیام روانہ ہوا۔ وہ درجواب

ریاکاری
ذمہ لینا
عادت
بھاگنا

پھسلانا

اسکے جنرل کو یقین کرایا کہ آپ آدمیوں کو ورغلا کر چلا دینے کی بات سے فقط باز آیا

ہی سو نہیں بلکہ ہمارے لشکر میں سے آیندہ کوئی بھی گریز کرے تو اسکو گولی سے مار ڈالینگے

ایسے میں لشکر کے نزدیک فراری

سواروں کے ہمراہ افغانی سواروں کی ایک بڑی ٹکڑی نظر پڑی انکا ارادہ لشکر

پر حملہ کرنے کا ہے کر کر خوف ہوا پھر انکو دفع کرنیکے واسطے تمام فوجوں کی نمایش ضرور

پڑی - چنانچہ بیسویں پیدلوں کے فوج کی صف کا شمار اس وقت سو بھر نظر آیا اور پیشتر تھا

افزودی

کی ہر ہر رجمنٹ میں سراسری ساتھ صف کے قریب تھے - چھوٹ سواروں میں سو بھر

اچھے سوار سے زیادہ باقی نہیں رہے اور پانچویں لیٹ کیولری میں جو سب سے زیادہ

نمک حلال تھی بسبب حادثوں کے گھٹ جا کر اسمیں فقط ستر لڑ ویتے جوانوں کے قریب

رہ گئے - جنرل کے پیام کا جواب محمد اکبر کے پاس سے آتے ہی فوج کو کھڑا کرنے کا قابو پا کر

اسکا مضمون انکو بیان کئے اور کہے کہ جو شخص بھاگتا ہوا نظر آویگا اسکو گولی سے

مار ڈالینگے - اس اثنا میں وکیل کا کوئی چپراسی ایسے کام میں گرفتار ہو کر جنرل کے

خوف

حکم سے دوسروں کو عبرت ہونیکے واسطے گولی سے مارا پڑا اور ایسی خطا کو اسطرح

سزا دینے سے نفع حاصل ہوا - جلال آباد کو خالی کر ڈالنے کے واسطے تازہ حکم

لیکر جنرل سیل کے پاس جانے کے لئے کپتان ملے کو پسند کئے اور شام کے وقت

سردار کے پاس اُس حکم کے واسطے بھیجے۔ غذا اور لکڑیاں بہم پہنچانے کے واسطے محمد اکبر جو اقرار کیا تھا ادا نہیں ہوا پھر دوسری رات فاقہ کشی اور ٹھنڈھ کی آگم اور بھی لوگوں کو موت کی خرابی میں ڈال دی

P.56

۴۶

تھکے ماندے اہل فوج اور بھیڑ والوں پر اب تشنگی بہت ہی غلبہ کرنے لگی جسکو روک نہیں سکتے تھے۔ پہاڑ کے دامن میں ایک نہر بہ رہی تھی اُسکو دیکھ کر انکو حرص ہوئی مگر جرات کر کر وہاں تک جانا یقینی موت کا پیالہ پینا تھا۔ زمین پر کچھ برف جو جما تھا اُسکو اگھوڑی بے سے کھانے لگے مگر یہہ درعوض گھٹانے کے انکے سختیوں کو بڑھا دیا۔ نصیبو تین ٹٹوؤں کا کچا گوشت جو بچا رکھے تھے سپاہیوں کے روبرو چن دئے اور وے اُسکو غپا غپ نگل گئے۔ ساڑھے تین گھنٹوں کے عرصہ میں محمد اکبر کے پاس سے کپتان اسکنر کو حاضر ہونے کے واسطے ایک پیام آیا وہ سردار معاً اُس حکم کو بجا لایا اس امید سے کہ گیارھویں گھنٹے کو تو بھی جو لوگ کہ زندہ رہگئے تھے اُنکی حفاظت و بچاؤ کے بابمیں کچھ بندوبست کر لیوے۔ تھکے ماندے نوجوان وہ غیر حاضر رہے تک کچھ مہلت رہیگی سمجھ کر تھوڑا دم لینے کی خاطر پڑ گئے مگر انکے چالاک دشمناں یہہ بہت ضروری دم لینا بھی انکے نصیب ہونے ندئے کہ آپ کھڑے تھے سو موقع سے اُس ہجوم غفیر میں مرگ آمیز

پیاس
دھر دئے

شلخوں کی بوچھاڑ کردی اس سبب سے ان ہراسیدہ بھیڑ والوں میں نہایت گڑبڑی
پڑ گئی وے وحشیوں کی مانند باہر نکل پڑے اس امید سے کہ ان شلخوں کے ماروں سے
بچ رہیں مگر یہہ امید انکی بیفائدہ تھی اس خطرناک حالت میں کپتان بیگر یوینڈرا
ولایتی پہلوانوں کو ہمراہ لے اس عزم بالجزم سے باہر کود پڑا کہ یا تو دشمن کو بلندیوں
پر سے نکال دیوے یا خود اس کوشش میں ہلاک ہو جاوے۔ غرض نے پسپا ہو کر — ہٹنا
پہاڑ پر گولے مارنا شروع کردے اور دشمن انکے سامنے سے بڑی خوفزدگی کے
ساتھ ہٹ گئے مگر اس طرح عجب طور سے حاصل کئے سو مہلت تھوڑے ہی وقت تک رہی — فرصت
کیونکہ پہاڑ چھوٹی ٹکری مراجعت کرتے ہی دشمن اپنے آوے پھر ملکا لیکر ہلاکت
انگیز آتش کاری شروع کردی

اب چوطرفے ہیبت ناک آتش کاری شروع ہو گئی اور تنکا تاریکی کی نسبت کرنے
زیادہ بیلوری سے فعال ہونے لگا افغانان بڑے جذبے سے ان فوجوں کی مقید
بھیڑ پر اور بھیڑ والوں پر یورش کر کر قتل عام میں مشغول ہو گئے۔ باقی رہ گئے تھے سو
ان میں کی آفت رسیدہ چھوٹی ٹکری سرحدوں کو صاف کر ڈالی بارہ عہدہ دار قتل — عہدہ والا
ہو گئے ان میں برگیڈیر انکوتیل تھا۔ چالیس سے زیادہ دوسرے لوگ ڈھکیل کر پار
ہو گئے ان میں سے بارہ شخص اچھے گھوڑوں پر سوار ہو کر باقی رہ گئی تھی سو سوار

کی چھوٹی ٹکڑی کے ساتھ جلدی کرکر نکل گئے اس نیت سے کہ جلال آباد کو جا کر پہنچ جاویں ولایتیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑیاں جو ادھر سے ادھر بھٹکتے پھرتے تھے اپنے اپنے عہدہ داروں کے ہاتھ تلے رہ کر کوچ کرنے لگے بستی زیادہ کھل گئی تھوڑے میل تک انکو کچھ تصدیع ہونے پائی اکثر غلزائیاں زندگوں کا تعاقب کرنے کے درعوض مُردوں کا اسباب لوٹنے میں زیادہ تر مشغول ہوئے۔ اپنے اپنے گھایل رفیقوں کو لا لینے کی خواہش جو لوگوں کو تھی اُسکے سبب سے بڑی ڈھیل پڑ گئی اور بلندیوں پر جنکے نیچے سے راستے کی بھرت کہیں کہیں پڑی تھی بیٹھے ہوئے تھے سو جاعتوں کی ناگہانی یورشوں سے بچھاڑیاں کی فوج میں بہت سا تہلکہ ہوا۔ سرخاب ندی پر پہنچتے ہی دیکھے کہ دشمن پل کو اپنے قبضے میں رکھ لیکر بیٹھے ہیں اُسکے نیچے پایاب تھا سو موقع سے پار ہونے کے وقت دشمن کی سخت آتشکاری کے ساتھ انکو باہم ہونا پڑا اِس میں جناب بادشاہی کی ۴۴ ویں رجمنٹ کا لفٹن کیڈٹ چند سپاہیوں کے ساتھ مارا پڑا

انگاربرسانا

۴۷

P.57

محاصرے کو بڑے زور سے لگا رکھے مگر شہر والوں کی بے زوال بہادری اہلِ فرانس کی جرأت کو تمام درہم برہم کر ڈالی۔ وہاں کچھ درست عمارتاں خیال کرنے کے قابل نہیں تھے مگر مورشوں کے پرانے پرانے دیواراں آٹھ دس قدم کے اونچے اور شہر کے باہر

چند بڑے جرے خانقاہ تھے وہاں مستقل مردوں کی بھیڑ جمع پڑی تھی جنکے جورو بیٹی اپنے بچاؤکے واسطے بہادری سے دیکھ رہے تھے بلکہ شریک ہوکر تھے۔ محاصرہ کئے تھے سو لوگ جنکو ہفتہ بہ ہفتہ دشمن گھیرتے چلے جاتے تھے دیکھے کہ دایمی یورشوں کے سبب سے اپنی فوج گھٹتی جاتی ہے اور کچھ منتفع فایدہ حاصل ہو نہیں سکتا۔ بستی کے لوگوں پر تصدیع زیادہ کرنے کے واسطے پہلے قحط آیا پھر اسکو لگی ہوئی بیماری آگئی مگر دے ابتدا میں جو متکبرانہ ہمت رکھتے تھے اسکے سوا اور کسی نمط کے گذارش و اظہار پر کان نہیں دیتے تھے۔ آخر الامر اہل فرانس سینت انگ لیشیہ کا بڑا خانقاہ ہاتھ کر لیکر اپنے کو بستی کے اندر قایم کئے انکا جنرل پلیے فاکس کے پاس یہہ مختصر اعلام روانہ کیا۔ "بمقام سینت انگر کا ہیدکوارٹرس۔ عہد و پیمان" مگر اسکے پاس سے جواب ایسا آیا۔ "مقام زرگاسیہ کا ہیڈکوارٹرس جنگ جاکونک" اسی مضمون کے موافق کوچہ بکوچہ خانہ بخانہ حجرہ بہ حجرہ جنگ ہونے لگا۔ مرداں عورتاں بازو بہ بازو شعلے اور خونریزیوں کے درمیان لڑتے تھے ایسے میں یعنی برس کے پاس بیلن کی خبر آئی وہ دو مہینے اس مہم میں کھو کر ایکبارگی وہاں سے گریز کیا کہ مبادا فرانس کے تمام فوجاں بھاگ جانے کے وقت آپ الگ رہ جانے۔ زرگاسیہ کے دونا سو محاصروں میں پہلا محاصرہ اسطور پر ہوا

۱۸۰۸ عیسوی اگست کے مہینے کی آٹھویں تاریخ کا دن تاریخ انگلستان میں قابل ہمیشہ
یاد رکھنے کے ہے۔ کہ سر آرتھر ولزلی اُس روز خلیج مانڈی گو میں اُتر گیا۔ معاً اپنا کوچ لِسبن
کی طرف شروع کیا اور سترھویں کو دشمنوں کے نزدیک جو جنرل لے بورد کی سرکردگی
رو ریکہ کے پاس ایک بلندی پر مضبوطی سے جگہہ ملکائے ہوئے بیٹھے تھے آپہنچا۔ اہل فرانس
اپنی زمین کے واسطے بہادری سے لڑے مگر سنپنوں کے کھونچے کھا کر وہاں سے نکل گئے
اور مجبور ہو کر بھاگ گئے۔ انگریزی جنرل کے پاس اگر سوار رہے ہوتے تو جیسا کہ اپر
لے سر لکھا انکا تعاقب کرتا اب سوار نہیں رہنے سے ویسا انکا پیچھا نہیں کر سکا اور
لے بورد اپنی کمزور ٹکڑی کو پار تو گال میں لیجا کر اہل فرانس کے باقی فوجوں کے
ساتھ مِلا دیا۔ جونٹ (جو حال میں ابرانٹس کا ڈیوک بنا تھا) آپ بذات خود حکمرانی کی
باگ اپنے ہاتھ لیا لکھا کہ اپنے ماتحت چوبیس ہزار سپاہ کی پوری جمعیت ہے اور انگریز
کی فوج بہت کم علاوہ نہ انکے پاس زاید سوار ہیں نہ توپ پھر جنگ شروع کرنیکے لئے
کچھ تامل نہ کیا۔ اگست کی اکیسویں کو ویمیرو کے مقام میں سر آرتھر پر حملہ کیا۔ انگریزی
جنرل جو خط کہ بھیجا تھا اُسمیں لکھا تھا سو فقرے ہیں " بڑی بے باکی کا جنگ وقوع میں
آیا نتیجہ اُسکا شکست فاحش ہوا" جونٹ کے تیرہ توپ اور دو ہزار آدمی جاتے رہے
معاً لِسبن کی طرف اُلٹ گیا یہاں اُسکو تارس ودراس کے مضبوط کوچے سے پناہ ہو کر تھی

آپ ہی
زیر حکم

اگر سر آرتھر کو اجازت ہوئی ہوتی کہ اپنی عقل اور اہل فوج کے پرجوش
خواہشوں کے موافق اپنی فتح کے درپے رہے تو پھر بھی زیادہ جنگ ہونے کے سوائے
بہہ گریز انکو حاصل ہوتا۔ جبکہ جنگ شروع ہونے پر تھا ایسے میں سر ہاری برارڈ ایک
بڑے مرتبے کا قدیم عہدہ دار کم بختی کے مارے سرکردگی کی باگ ہاتھ کرنے کا مستحق ہو کر
معرکہ جنگ میں آ پہنچا۔ کیا دیکھتا ہی کہ سر آرتھر اپنے تمام کاروبار کر چکا پھر جنرل برارڈ
عالی ہمتی سے فتح ہو چکی تک آپ دخل دینے کے واسطے انکار کیا۔ مگر جب فتح ہو چکی
اُس وقت حکم رانی اختیار کیا اور قطع نظر دانائی کے احتیاط سے فوج کو منع کیا کہ سر
ولزلی جیسا کہ تجویز کر رکھا تھا اسی موافق ماپرا کو جاتا سو ساحل کے راستے پر
بڑھکر معا بجاوے اور جو شتہ لسبن طرف جو بھاگا اُسکے گریز کے آڑ ہونے کی سعی
کرے۔ سر ہاری اس طرح بیطوری سے اپنی حکومت کو عمل میں لانے کے سبب سے
دوسری دن جبرالٹر کا گورنر سر ہیو ڈالرمپل آکر اُسکا قایم مقام ہو گیا یہ ایک
دوسرا پرانا سپاہی تھا جو بہ نسبت ولزلی کی جرات و ہمت کے برارڈ کی دانائی
کی تقلید کرنے پر زیادہ تر مایل ہوا

نقل

P.59

X

آٹھ دن تلک باشندگان مقابلہ کرنے کے اسباب کا تہیہ کر رہے تھے۔ بستی میں

چھے ہزار اچھے سپاہی تھی اور اُن کے ساتھ بستی والے اور نزدیک لگے ہوئے گانو کے
رعایا کی مسلح جم غفیر بھی تھی راستے کے فرش پر لوگ جم گئے گلیوں میں ناکھا بند با
ہوگئی سواد شہر کے گھروں میں روزناں ڈالکر رکھے اور ریتے رو نامی ایک بڑی
مگر نا مضبوط عمارت میں قلعے کے بہت سے لوگ آکر بھر گئے۔ بہت ہی زور و شور سے
لگا۔ اہل فرانس کی طرف ہیں کرکے گمان تھا سو بہت سے لوگ مقتول ہوگئے بیرا
جماعتاں گلیوں میں رات دن دھوم دھام کرنے لگے جس لحظہ دشمن کے سوار نمود
ہوے چھوٹے بڑے سب غل غپاڑا مچا دیکر ایسا بولے سر کھا نظر آتا تھا کہ وہ اور د
میں ایک نیا اور بڑا زار گوسہ پانے پڑی
دوپہر کے وقت شہر کی طلب ہوئی (یعنے شہر چھوڑ دو بولے) اور جو اہلکار کہ اس کام
کے واسطے مقرر ہوا لوگوں کے ہاتھ سے مارا پڑا مگر بیتھے پانچ بج میں آکر اس
بچائے نیپولین کی پیدل اور توپ گولہ آکر پہنچے تک شام ہوگئی اور وہ تب تک
انتظار کرتا رہا پھر ایک طرف سے جانے کو گھیر لیا۔ نے پیر بولتا ہے کہ اس رات کو مطلع
صاف تھا اور جہاں تک چاندنی پڑتی تھی فرانس کا لشکر خاموش رہکر چپ رہتا تھا مگر
بستی میں ہو رہی تھی سو شورش و گر بڑی کی صدا ہر طرف سے چلی آتی تھی گویا
کوئی ذی حیا نور تصدیع میں پڑ کر شور و غوغا مچا دیا ہے۔ دوپہر رات کے

وقت پھر شہر کی طلب ہوئی اُسوقت بھی جواب آیا کہ لڑینگے اب تبیڑیاں کھلنے لگے۔ دن کے وقت بیشے ریو پر حملہ ہو گیا اور ماڈینہ سلی کے ڈیوکوں کا بڑا محل بھی جو شہر کے ایک طرف کو احاطہ کر لیا تھا مسخر ہو گیا۔ اب شہر میں دہشت وحشت غالب ہو گئی اور تیسرے مرتبہ شہر کی طلب ہوئی سو تھوڑے وقت کے بعد وہاں تھا میں مارلا نام گورنر باہر آکر جنگ سے مہلت مانگا۔ نیپولین غصّے سے اُسکے سامنے پیش آیا اور مقام بیلن میں ہوا تھا سو عہد و پیمان کا خلاف کیا کرکے اُسکی سرزنش کیا اور بولا جو لوگ کہ بے انصافی اور بے ایمانی کی خطا کرتے ہیں تو ہمیشہ انکو اُسکا ثمرہ پلٹ کر ملتا ہی

جعفر کا اُمنگا

P.60

۵۰

مگر بوناپارتی مور بڑھ کر گیا ہی سو کیفیت و سمبر کی بھیوں کو سنتے ہی معاً پچاس ہزار سپاہی کا سرکردہ بنکر جلد جلدی سے کوچ کیا تاکہ مور کے حق میں یورنوگل کو جانے کا راستہ بند کردیوے اور آخر الامر اُسکو اپنے اور سولت کے بیچا بیچ روک ڈالے۔ نیپولین پہنچتا ہی سو خبر مور کے گوش گذار ہوتے ہی سمجھ گیا کہ ابھی الٹ جانا ضرور ہی چنانچہ اسیموافق بڑی آفت کے ساتھ گالے شیہ کے پہاڑوں میں جنپر جہاز چھوڑ آیا تھا اپنی مراجعت کرنے لگا تھا جب اہل فرانس اُن کے جنداول کو دھکی دینے تھے اُس وقت

بڑی سرگرمی اور جلدی کے ساتھ باہم ہو جا کر بہادری اور ہمت کے رتبے
کو بحال کیے مگر افسوس ہی کہ انکے دوسرے تمام ردبیوں سے کسی نمط کا بندوبست
ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ موسم طوفان کا تھا راستے خراب تھے کمسریٹ یعنے آذوقے کا حال
بالکل کمی پر آگیا اور پلٹ جانے کا خیال سپاہیوں کی عالی ہمتی کو توڑ ڈالا۔ وے
باشندگوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے لگے اور نبیز و تند شرابیں جو انکے ہاتھ لگتے
پی جاتے تھے اور اپنی فوج کے صفوں سے نکل کر بھٹک جاتے الغرض لشکر کی نمائش
کو کھو ڈالے مگر جب تُرتُری کی آواز سے معلوم ہوتا کہ انپر اہل فرانس کا حملہ ہونے
والا ہی تب لشکر میں جمع پڑ جاتے تھے۔ وے کورنہ کو پہنچے تک سولت لیکے جدا
سے لگا رہا مور سمجھا کہ کچھ عہد و پیمان موقت یا جنگ کرنے کے سوائے جہاز ہوا
ہونا غیر ممکن ہی۔ ان دونوں میں جو حیلہ کہ بہادری کا تھا اسکو اختیار کیا۔
جوانمردی سے اہل فرانس کو پلٹا دئے پھر اور کسی نمط کی تصدیع نہیں ہوئی
بلکہ اہل انگریز کو کشتی سوار ہونے کی اجازت ملی۔ عین فتح کے وقت انھوں
کی سنہ میں سنہ ۱۸۰۹ عیسوی) سرجان مور ایک توپ کے گولے کا ٹکڑا کھا کر گر گیا
اسکے لوگ اسی کے گرتے سے اسکو گاڑ دئے اور اہل فرانس کو
اسکی بہادری پسند آنے سے اسکی لاش پر ایک مقبرہ باندھ کر چھوڑ دئے

ہمتیں

کارپک

نے پولین مور کا تعاقب کرتا ہوا فوجوں کے
ساتھ تو سمبر کی انیسوین کو بینوینٹی میں آ پہنچا اور تھوڑا وقت انگریزی فوج جلدی کرکر
بھاگ رہی تھی سو تماشا دیکھتا رہا۔ سمجھا کہ مور کی طرف خیال کرنا اپنے لائق
نہیں پھر اسکو تباہ و ہلاک کر ڈالنے کا کام سولٹ کے تفویض کیا۔

۱۵

بیاسا جولائی کی چھٹویں تاریخ کو آخری جنگ ہوا جس سے کام تمام فیصلہ پا چکا
آرچ ڈیوک ایک بڑے کشادہ میدان میں اپنی صف کھینچا اور اس خلل کے سبب سے
جو قدیم دنوں سے چلی آتی تھی نے پولین کو اس بات کی طاقت ہوئی کہ اپنا بڑا
ہاتھ نکالکر یعنے بڑے زور سے قلب فوج پر ٹکر کرکر اسکو تین تیرہ کر ڈالے۔ یہ جنگ
دیر تک خونریزی کے ساتھ ہوتا رہا جب انتہا کو پہنچا اسوقت نپولین کے ہاتھ توپ
خانے اور سنگاہ کے سوا بیس ہزار شخص قیدی آگئے۔ آرچ ڈیوک بڑی پریشانی
اور سراسیمگی کے ساتھ موریویا مین ہی سو مقام زنایم تک بھاگ کر چلا گیا۔ غالباً
خود سے ہی یہہ تجویز قرار پائی کہ پھر بھی مقابلہ کرنا بیفایدہ ہی پس مقام زنایم
میں جنگ سے چندے مہلت کرنے کا قرار و مدار ٹھہرا اور نے پولین اسکون برن کو
اکر اکتوبر تک جواب و سوال میں مشغول رہا۔

اس خونخوار جنگ میں مانٹ بلو کے ڈیوک لاسینس نامی کی نسبت کرتے دوسرا کوئی شخص نامور و ممتاز نہیں ہوا۔ راتس بانی میں میں وہ اپنی ذات سے حملہ کرنے والی انگریزیا کا سردار بنکر للکارتا تھا کہ سپاہیو تمہارا جنرل کسی زمانے میں گرینڈر تھا سو نہیں بھولا ہی۔ اسپرن کے جنگ میں اسکے کوششاں حد سے بڑھکر تھے۔ شام ہوتے ہوتے اسکو توپ کا گولہ لگ کر اسکے دونوں پنڈلیوں کو ہوا کر ڈالا۔ جراحاں اس زخم کو دیکھتے ہی پکار اٹھے کہ یہہ مہلک ہی۔ اسکے جواب میں وہ غصے سے انپر لعنت کیا اور دیوانگی کی مانند جذبے سے بولا کہ بادشاہ کہاں ہی بلاؤ۔ نے پولین اگر دیکھا کہ بیر نوزک جان کندنی کے عالم میں پڑے رہ کر آسمان و زمین (یعنے قضا و قدر) کے حق میں کلمات کفر بک رہا ہی کیونکہ اپنے کو اس جنگ کا انجام دیکھنے کی مہلت نہ ملی۔ الحاصل لاسینس اس طرح سے کام آگیا فرانسیس کے سپاہ اسکی عجیب شجاعت کے سبب سے بخوشی اسکا نام لشکر کا رولانڈ رکھے —

۵۲

I: 67

نے پولین مورا دیہ سے اسکوین برن کو الٹ آیا سو تھوڑے دن کے بعد اپنے تمام قنات کے بیچ میں کھڑے رہ کر شاہی پاسبانوں کی بڑی قواعد لے رہا تھا سو وقت ایک نوجوان اسپر حملہ کر کر خنجر چلایا اور خنجر کا مار اسکو لگتے بچ گیا۔ جب اسکی

کثار بادشاہ کے بدن میں گھسنے کے قریب تھی کہ ایسے میں بر تھیر اور دراب اسیر گرا اسکی ہتھیار چھین لئے نپولین دریافت کیا کہ یہہ خونی کس واسطے ایسی حرکت کیا۔ اُس سے پوچھا کہ میں تیرا کیا بگاڑا۔ نوجوان جواب دیا کہ میری ذات کو کچھ نہیں بگاڑا مگر تو میرے ملک کو ایذا پہنچاتا ہی اور دنیا کا ظالم ہی تجھکو مارڈالنا صاحب عزت وحرمت کے حق میں بہت ہی فخر ہے۔ یہہ نوجوان تعصب نشان کا نام استابس ستابر فرت کے کلرجی میان کا تھا بلا شبہ اسکے حق میں موت کا فتوی جاری ہوا سو عین انصاف تھا اور وہ مشہید کی مانند آرام سے اجل کا پیالہ نوش کیا

P.6?

۵۳

لارڈ ولنگٹن کو خوب معلوم تھا کہ اسپین کے جزیرے میں فرانس کے فوجیان کا شمار تا اوّل مرتبہ ایک لاکھ پچاس ہزار سپاہ تک ہی مگر جرأت سے عزم کیا کہ نہایت سا تھہ ہزار سپاہ کے ساتھہ اسپین کے بھیتر اپنی جگہہ بناوے اسکو امید تھی کہ مقام کیداورو ورنگو اور بداجاس اور سلمانکا میں حاصل ہوئے سو شاندار فتوحات کے بعد ایسی جوانمردانہ حرکت عمل میں آنے سے باقین یہہ اسپین کے جنرلوں کو تحریص و ترغیب ہوگی اسکو یقین تھا کہ علے الخصوص بالاستمرار سلطنت کے تمام سعی و کوشش پر توجہ حادی ہوجا کر اُس صاحب شعور سردار کو جنوب طرف سے باہر بڑھنے نہ دیگا۔

مگر اینک انگریز کے زمانے پر عمل کرنے کے خیال سے اسپے نیئرڈ کے غرور و کبر کو سخت آگ لگ گئی اور اس واسطے مقام کاڈز کے محاصرے کو توڑ ڈال کر اپنی تمام فوج کے ساتھ سیر امیورتیا کی طرف سولٹ کو وہ بے کھٹکے چلے جانے دیا ——

لارڈ ولنگٹن اس جماعت پر سخت برہم ہو کر مجبور ہوا کہ اپنی فوج کے دو حصے کرے آدھی فوج کو ماورڈ میں سر رابرٹ ہل کے تحت سولٹ کو روکنے کی خاطر کر دیگر دوسری آدھی کو اپنے ہمراہ لے برگوس کی طرف چل دیا وہ سمجھا کہ اگر اس شہر کو لے لیوے تو مارمونٹ کی باقی فوج پر اچھی طور سے داب ڈالنے کی طاقت اسکو حاصل ہوگی۔ اسی موافق وہ جا کر سیپٹمبر کی انیسویں کو برگوس پر محاصرہ کیا اور اس محاصرے کو پانچ ہفتے تک قایم رکھا اتنے میں سولٹ ایک بھاری فوج لیکر ہل کو ڈرانے لگا اور (مارمونٹ کے قایم مقام) کلاسل کو بھی بڑی فوج کی کمک ہونے سے وہ بھی مستعد جنگ نظر آیا۔ تب لارڈ ولنگٹن برگوس کے محاصرے کو ترک کر کے پسپا ہونے لگا۔ پس پا ہونے کے وقت ہل اس سے مل گیا اور سولٹ اور کلاسل بھی اسکی پیچھا تری پا بکڑ کر چلے ان کے فوجوں کا عدد اس کے فوجوں کے عدد سے کچھ کم بیش مضاعف تھا۔ وہ کیوڈاڈ رڈریگو تک فرصت سے اور آہستگی سے چلا گیا۔ اور اس طور پر اس جزیرہ کا جنگ ۱۸۱۲ عیسوی کو انتہا کو پہنچا ——

ساتویں تاریخ کو صبح کے چار گھنٹوں کے وقت شب دود کی کثرت سے جب خوب دھواں
دھار ہو گیا تھا اور اہل فرانس اس میں چھپے چھپے تقدیم کر کر اس مقام کے قلب و
میمنہ و میسرہ پر یورش کئے۔ اور ایسی شدت و تندی سے توپاں چلائے کہ اہل روس
کو گر معبوں سے نکال دئے ولیکن یہ فقط ایک لحظے تک ہی تھا۔ وے اپنے دشمن کے
باروت گولوں کو تمام تنبگر جا آگے بڑھے۔ روسنائی لوگ اس گھڑی تک کبھی جنگ
کا منہ نہیں دیکھے تھے ان کا لباس اتنگ بھی دہقانی تھا اس پر فقط ایک صلیب
سامنے دار سبکر رکھنے سے تمیز ہوتی تھی جنگ کے دل میں گھس پڑے۔ جب سے
مارے پڑتے وو بستر گھس کر ان کے قایم مقام ہو جاتے تھے۔ جنگ کس سختی و استقلال
کے ساتھ ہوا سو اس امر سے قیاس میں کچھ آسکتا ہے یعنے روسیوں کی ایک
لکڑی میں تیس ہزار سپاہی صبح کے وقت تھے سو انمیں فقط آٹھ ہزار زندہ
رہ گئے۔ یے لوگ اسی توپ کے عرابے میں بایکدیگر نزدیک رہ کر اور قتل ناکر
جنگ کئے۔ اس ہیبت ناک رن کا نتیجہ یہ ہوا کہ بونا پارتی اپنے فوجوں کو نکال لیا
اور روسیوں کے دل میں سے گھس کر پار ہو جانے کی امید بالکل اٹھا دیا۔ کسی جگہ
میں ہوا تک اسکو اس قدر بڑا تا نہ مقابلے کا اتفاق نہیں پڑا تھا۔ صبح کے
in his [illegible] many [illegible] to [illegible]

وقت دونوں فوج جس زمین پر کہ تھے رات تک بھی اُسی زمین پر رہے - اہل فرانس
اور اہل روس ایک دوسرے کے توپ جو چھین لئے اور لوگوں کو جو قید میں لائے شمار
اُسکا کچھ کم بیش برابر ہی تھا اور ہر طرف سے جو لوگ کہ مار پڑے چالیس ہزار سے
کم تھے - بعضے حساب سے مقتولوں کا عدد لاکھہ تک پہنچا ہے - الحاصل نیپولین اُس
فتح کے بدولت مارشل نے کو ماسکو کا بادشاہ بنایا -
وہ دن تمام ہونے پر جب آیا بنوپارتی کے اُمرا اُسکو رائے دئے کہ اپنی خاص باڈیگارڈ
کو میدان میں لاکر اور آپ اُنکا سرکردہ بنکر آخری مرتبہ یورش کر کر دیکھے -
اُسکا وہ جواب دیا کہ اگر میری باڈیگارڈ سے کچھہ ہو سکے تو صباح پھر میں از سر نو
جنگ قایم کرنے کی کیا صورت - دوسری طرف بھی یہہ بات نظر آتی ہے کہ روس
کا حاکم جنگ کو طول کرنے کے باعث کسی نمط کی کمی نہیں کیا - بعد اسکے رات کے وقت
اسکے سواران دشمن کی صفوں میں گھس بیٹھنے کی خاطر چند مرتبہ کوشش کئے
اور کٹ ھافہ کی رجمنٹوں کے افسراں صبح کے وقت خبر دینے سے اسکو معلوم
ہوا کہ فوج میں پھر بھی بھرتی ہونی تک وہاں سے نکل جانا ضرور ہے -

necessity retiring

سپاہی لوگ اُس جگہہ کی وسعت اور بڑی فضا نہت دیکھکر خوشی سے

کو ٹھک کی مینار اور شرقی گنبداں باہم ملے ہوئے اور منفرد دربار بردوں کے
بڑے بڑے اور عظیم الشان حویلیاں جھاڑوں کے آغوش میں دھرے ہوئے اور کر ملن
کے بڑے برجان جو کسی زمانے میں قدیم قیصروں کی حویلی اور قلعچہ بنکر تھے دو
سب عمارتوں پر بلندی لئے ہوئے ہیں۔ صفوں میں سے ماسکو ماسکو کا پکار
اٹھا۔ نپولین خود گھوڑے پر سوار تھا پکار کے بولا بارے اُس نامور شہر کو
تو دیکھو۔ اتنا کہکر تھوڑا وقت چپ رہگیا پھر بولا یہ بھی وقت کی
خوبی ہے۔

نپولین اس عمدہ تختگاہ کو تھوڑے وقت تک گھورتا رہا اپنے میں خیال کیا تو
وہ دکانوں میں سے دھواں نہیں نکلتا ہی اس بات سے اُسکو کچھ عجب ہوا
پرانے دیواروں کی فصیلوں پر اور برجوں پر ایک لشکری بھی نظر نہ آیا۔ نہ
پیام مقابلہ کرنے کا آیا نہ شہریوں میں سے کوئی مقرر ہوکر اپنے شہر کی کیلیں
حوالے کر دینے اور شہر کو اور شہریوں کو پناہ دو کر گھگھیا لینے آیا۔
وہ ابتک حیرت میں تھا کہ اُس ماجرے عجیب غریب سے کیا مقصود ہی ایسے
میں ہراول کی فوج کا سرکردہ مورت نام جو دروازوں تک دھکیل کر چلا
گیا تھا الٹ آکر اسکو اطلاع دیا کہ میں ملا داد وچ کے ساتھ جو روسیوں کے

چند ادل کا جنرل ہی بات چیت کیا ہوں وہ کہتا ہی کہ اگر اپنے فوجوں کو خیر بیت کے ساتھ نکال لیکر چلے جانے کے واسطے دو گھڑی کی مہلت نہ ملے تو ایکبارگی ماسکو کو آگ لگا دونگا۔ نیپولین معًا جنگ سے مہلت دیا۔ دو گھڑی گذر گئے پر جہا نہ ایران جانے سو نظر پڑے نہ بیجستر بیاں۔

اہل فرانس شہر میں داخل ہو کر کیا دیکھتے ہیں کہ تمامی خلقت بستی چھوڑ کر نکل گئی ہی اور جو لوگ کہ اتنی بڑی آبادی میں بہت ہی کنگال اور تباہ حال تھے پڑے ہوئے ہیں۔ معًا اس شہر کے بے شمار گلیوں میں پھیل گئے اور غارتگری کا بازار گرم کئے۔ روسی بایردون کے عظیم الشان حویلیاں سوداگروں کے دوکاناں اور کنیسے اور خانقاہ اور ہر قسم کے سرکاری عمارتاں ان لوگوں سے بھر گئے۔ ادنی ادنی سپاہی ریشمی اور پشمی لباس پہن لیا اور اپنے خاطر خواہ بہتر بہتر شراباں نوش کیا۔ لوگ اتنے بڑے شہر کو ایکبارگی چھوڑ دینے سے نیپولین حیران ہو رہا اور اسکو تیس ہزار آدمی مورات کے علاقے میں باہم رکھنے کے لئے کچھ دقت پڑی۔ مورات ملاراڈوچ کے پیچھے چلا گیا اور اسطرف دیواروں کی نگہبانی کرتا رہا۔

شہر یا بستی کے باہر ایک محل میں آرام پانے کی خاطر سدھارا مگر دو پہر شب

کے وقت آگ لگی آگ لگی کرکے پکارا ہونے سے بیدار ہو گیا۔ کیا دیکھتا کہ بڑے چوک کی
جگہ مشتعل ہو گئی ہی اور چند ساعت تک یہی حال قایم رہا تب سپاہ لوگ سعی و کوشش
کرکر اسکو بجھاوئے۔ جس وقت کہ آتش ہنوز شعلہ زن تھی اُس وقت نپولین
مقام کریملین میں اپنی فوج کو ٹھہراکر اُس ہلاکت بخش روشنی میں بادشاہ زار کو
ایک خط لکھا مشتمل اس بات پر کہ صلح کرلیوے۔ پھر وہ خط ایک ذی عزت قیدی
کے حوالے کرکر روانہ کئے مگر اُسکا جواب بوناپارتی کے پاس کبھو نہ آیا۔ دوسری صبح کو
دیکھے کہ آگ بجھہ گئی فرانس کے عہدہ دار اپنی اپنی بود و باش کے لئے اچھے اچھے گھران
چننے میں سارا دن مشغول رہے۔ پھر جیوں جیوں رات ہوتی آئی تیوں تیوں
شعلے سلگ اُٹھے اس طور سے کہ چڑھہ آئے تھے سو لوگوں کے دلوں میں حیرانی
او رہشت ناکی کی آگ بھڑک گئی۔ بستی کے بہت سے متفرق مقامات میں ایکبارگی
آگ لگ گئی صریحا نظر آیا آتش گیر اور دیا سلائی عقلمندی سے جدے جدے مقاموں میں
دھرے ہوئے نظر پڑے پانی کے پیپوں کو پھوڑ ڈالے تھے اُس رات بھر میں ہوا تین
مرتبہ لی اور جس مقام سے کہ سیدھا کریملین پر ہوا زور سے چل رہی تھی اُس مقام میں
شعلے از سر نو شدت و حدت کے ساتھہ شروع ہو گئے۔ یہہ بات خوب روشن ہی کہ
ماسکو کا گورنر روستاپچن نام مقابلے کے واسطے اُسی نقشے کو اختیار کیا جس نقشے میں

ابھی

جدے

نئے سر سے

اِسمائل کو ہاتھ سے جاتا رہا اور اُسکے بیابان جب اہلِ فرانس کے ہاتھ لگتے بید زنی ہوجاتے تھے قوم فرانس کا ایک سیّاح جو چند روز سے ماسکو میں رہا کرتا تھا لوگ بستی کو چھوڑ کر نکل جانے کے وقت روستاپچن کا رویّہ کس طور پر تھا سو بیان کیا شاید اُس بیان کے سبب سے نپولین ایسی آفت کو سنبھال لینے کا نہیہ کیا ہو۔ اپنے بستی والے پہنچتے ہیں سو خبر سُن کر یہہ شخص ایسے کچھہ کلمہ و کلام کیا کہ جس کے سبب سے ماسکو کے قید خانے میں اُسکی بھی جگہہ ہونے کا مستحق بن گیا۔ بونا پارتی وہاں داخل ہونے کے ایک دن آگے روستاپچن اخیر مرتبہ محکمہ عدالت کا جلسہ کیا۔ اُس فرنسیس کو اور ایک بدخواہ روسی کو اُسکے روبرو حاضر کئے۔ روسی پر تقصیر علانیہ ثابت ہوئی گورنر کو معلوم ہوا کہ اُسکا باپ کورٹ میں حاضر ہے اُسکی طرف دیکھہ کر بولا کہ اِس لوڈے کو بابا چند لحظوں کی مُہلت دیتا ہوں تا کہ وہ اپنے بیٹے سے کچھہ بات چیت کر لیوے اور اُسکے حق میں دُعاے خیر کرے۔ بوڈھا باپ پکار اُٹھا کیا میں ایک باغی کے حق میں دُعاے خیر کروں؟ نہیں بلکہ میں اُس کے حق میں بد دُعا دیتا ہوں۔ روستاپچن اُس ملزم کو مار ڈالنے کا حکم کیا پھر فرانسیس کی طرف پھر کر بولا تو جو اپنے لوگوں کو ترجیح دیا یہہ بات مقتضاے طینت تھی۔ جا آزاد ہو۔ روسیوں میں فقط ایک شخص نمک حرام تھا اور تو اُسکی موت کو اپنے آنکھوں دیکھہ چکا۔ گورنر ماسکو

بات چیت

میں تھے سو بہت سے قید خانوں کے تمام تقصیر مندوں کو آزاد کیا اور بستی انہیں چھوڑ دیکر آپ وہاں کے باشندگوں کا سرکردہ بن نکلا اور وے باشندے اسکے کہے کے موافق وہاں سے نکل جانے کے لئے چند روز سے تہیتہ کر رہے تھے۔

ممتاز

P. 66

۵۶

باروت گولے کا بہت سا اسباب نیپولین بجد ہو کر ماسکو سے جو لایا تھا جلد کم ہو گیا۔ راستے تمام بستی میں لوٹتے تھے سو اسباب سے بھر گئے باربرداری بہم نہیں پہنچنے کے سبب سے چار ناچار چھوڑ جانا پڑا۔ مہینوں تک گھوڑوں کا دانہ چارا بیطوری کے ساتھ ہونے سے انکو بالکل طاقت اسبات کی نہیں رہی کہ سرمے اور ماندگی کی برداشت کرسکیں سیکڑوں بلکہ ہزاروں گر پڑے اور سُن ہو گئے دوسرے گھوڑوں کو فاقہ کش سپاہی لوگ ذبح کئے اس نسبت سے کہ انکا خون گرم گرم پیویں اور انکے ہنوز بھاپ نکلتے ہوئے پوست کو اوڑھ لیں۔ ان بدبخت جماعتوں کا انتظام جاتا رہا۔ مگر نیے کو یقیناً قدرت اسبات کی تھی کہ چند اول کے بعض پیالموں کو باہم رکھہ ایک پیچھا کرنے والوں کی نظر میں اپنی ہمت و جرات کا نقشہ نمود کرے کیونکہ خود میر بخشی کو بندوق اٹھانے کے لیے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھہ ادنی ادنی محنت کے کاموں میں شریک ہونے کے لئے کچھ نفرت نہیں تھی لیکن اور کسی جگہہ

بعد کچھے

انکا

انتظام جنگ کا کچھہ نام و نشان باقی نرہا۔ لوگوں کے چھوٹے چھوٹے متفرق ٹکڑیاں
سپاہیوں کی طرح شاہ رستے پر چل دئے۔ بہت سے لوگ یخ اور برف پر پھیل
گئے اور رئے میدانوں کے سطح کو ہر طرف برابر کر دئے تھے اس جگہہ قاسکان بڑی
جلدی سے کچھہ رحم نا کرکر بار بار ان پر گولے چلاتے تھے

زمین

P. 65

۵۷

نے کو اسکا آقا جاتا جو تاکید کہ کیا تھا اُس کے موافق وہ اس عرصے میں اسمالنکو
میں باقی رہگئے تھے سو دیواروں اور برجوں کو چھوڑ ڈالا اور آخر میں اپنی
چند اول کو لیکر کراسنائی کی طرف بڑھہ گیا کسی سے اسکو تصدیع نہیں پہنچی مگر
بلے تاف سے جسکے قاسکاں وہ اسمالنس کو بالکل چھوڑ دیکر نکل جانے کے آگے اسمیں
داخل ہوگئے۔ میدان میں ہزاروں مردے کچھہ گئے تھے اُس سے نے کو معلوم ہوا
کہ اس کم بخت فوج پر نئی بیتا بیتی ہی۔ مگر دیو دست اور مارتیر کو جو لوگ کہ اس
طرح سے پرزے پرزے کر ڈالے تھے انکے قدم بقدم دھرتا ہوا چل دیا اور پانی سے
کٹے ہوئے نالے کو پہنچے تک اسکو چنداں مزاحمت ہونے نپائی یہہ وہ نالہ ہی کہ
جس میں لاسمینا کی نہر ملی ہی۔ زمین پر دات بخار جم گیا تھا نے اُس نالے کے کنارے
کے لگ بھگ پہنچنے کے آگے کیا دیکھتا ہی کہ دتاب تمام روسیاں جمع ہو کر ہیں اور اس طرف

صاحب

روک

کناروں پر بتیہریوں کی قطار ہشیاری سے ترتیب پاکر ہی اور پیچھے تھے سو پہاڑوں

پر تمام نوجوان بھرے ہوئے ہیں

ایک روسی منصبدار نمود ہو کر نیے کو بولا کہ بعض شرطوں کے ساتھ صلح کرلے وہ

بیباکی سے جواب دیا کہ فرانس کا ببر بخشی کبھو مطیع ہو گا ۔ بتیہریاں فقط دو سو پچاس

گز کے فاصلے پر تھے وہاں سے معاً ہولناک طوفان گرب کے گولوں کا شروع ہو گیا۔

بہرحال نیے سختی کر کر اس نالے میں کود پڑا اور نہر پر سے راستہ نکال لیکر روسیوں کے

توپوں سے مقابلہ کیا اسکی چھوٹی سی جمعیت میں بڑے طور کی خونریزی ہوئی اور

آخرالامر پست گئی مگر اس روز بار بار وہ اپنی کوششوں کی تجدید کرتا رہا اور رات

کے وقت حالانکہ اسکی جمعیت بہت ہی کم ہو گئی تھی تسپر بھی ایک پوری فوج کے نعرہ

جو اسکے اور نپولین کے بیچ میں پڑی تھی اپنا اصلی موقع سنبھالکر رکھا

شہر یار اپنے چنداول کے قطار میں سے کبھو پھر کچھ نظر پڑنے کی امید بالکل اسوقت

دل سے اٹھا دیا۔ مگر دوسری رات نیے وہاں سے بھاگ گیا۔

تابعدار

نیے

P. 66

۵۸

لشکر کے ساتھ ہو لگے لیتے تھے سو بہت سے لوگ اور بیماران زخمیاں اور عورتوں

کے بھیتر بہار اور باروت خانے کے بہت سے حیران اسی حال پر تھے۔ جب اس حرم عظیم

پر دس کے توپوں کا عرابہ شروع ہوا کنارے کے نزدیک باہم سب ڈٹ گئے اور ہر ایک بیقراری سے منتظر اسباب کا تھا کہ اپنی نوبت پہنچنے ہی پار ہو جاوے سب ملکر ایک زبی ہیبت ناک چیخ مارے پھر مرداں عورتاں گھوڑے چھکڑے ایکبارگی بے ترتیبی کے ساتھ پلوں پر دھس گئے۔ ان میں کا برا پل جو چھکڑے اور توپوں کے لئے تھا تھوڑے ہی وقت میں توٹ پڑنے سے اسپر جو جو کہ تھے وے سب اس تاریک اور آدھے تک منجمد ہوکر بھی سو نہر میں سر کے بھل گر پڑے۔ اس دم جو چیخ کہ مارے اس کی آواز سنا تھا سو ایک شخص بولتا ہی کہ مغفوں تک اپنے کانوں میں گھوم رہی تھی اور قاسکوں کے ہر بریوں اور توپوں کی آوازوں پر سے صاف اور بلند ہوکر سنی گئی۔ اب باقی رہ گیا تھا سو پل فقط سب کا مرجع بن گیا پھر سب بلا تفرقہ اپنا اپنا قدم اسپر ٹکانے کے واسطے کوشش کئے۔ ایک دوسرے کو دبا کر گھند لکر منبندوں پر جبر سے جا کر آپس میں کاٹا کوٹی کرلیکر روسی توپوں کے بلا توقف برسات سے پارہ پارہ ہوکر گر پڑے اور ہزاروں سے مر گئے۔ فتح مند اپنی زمین کو بلکائے ہوئے بہادری سے رات کو دیر تک کھڑا رہا بعد پل پر اپنی نکری لیگیا۔ یہاں جنگ میں زخمی ہوئے تھے سو سپاہیوں کے سوائے بہت سے چھوٹ نوکر چاکر توپاں اور سب باکے بندیاں اتنے کچھ ہنوز پیچھے پڑے ہوئے تھے کہ ایک برا میدان

ٹکڑے ٹکڑے

اُن سے بھر جا سکے۔ اہلِ فرانس پل پر توپیں چلائے پھر اپنے اپنے قسمت میں جیسا لکھا تھا ویسا پاے۔ اہلِ روس کے حساب سے یہہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ جب برسنا کا پانی جو اُس شہر سے جم گیا تھا گھل گیا چھہ تیس ہزار مُردے اُسکے سطح پر نظر آے۔

P. 67

۵۹

سرمے کی شدت اب زیادہ ہونے پرآئی اور اس طرح سے بھرتی ہوا تھا سو لشکر کے تصدیعات ایسے تھے کہ فقط چند ہزار سخت اور پُرانے سپاہیوں کے سوائے باقی سب کے پاس سے بہت وقت کے آگے سرشتہ انتظام کا توت گیا اور اُن پُرانے سپاہیوں کی جوانمردیوں پر شہریار اور ریلے کا کُچھ زور چل سکتا تھا۔ فاسکوں کا حملا آگے کی مانند پھر بحال ہوا فوجاں بتشرات کو مشعلاں سلگا لیکر کوچ کرنے لگے اِس اُمید سے کہ اپنے بیرحم پیچھا کرنے والوں کے ہاتھ سے بچ رہیں۔ جب وے مقام کرتے سیکڑوں سو رہتے ایسا کہ پھر کبھو بیدار نہیں ہوتے۔ اُن کے دشمن دیکھے کہ وے بہرے چوکی کے واسطے سلگا رکھتے تھے سولگوں کی راکھ کے اطراف ٹھنڈ تھڈ سے سکڑ کر مُوے پڑے ہیں۔ دوسرے تمام کروہات میں یہہ بھی کہتے ہیں کہ کئی غریب فاقہ کش بدبختاں اپنے مُردہ رفیقوں کا گوشت بھون رہے تھے بار ہا نظر آئے۔ ایسے ہولناک تماشاگاہ پر بالکل پردہ نہیں ڈال دینا ہی جس چیز

بندوبست

کو کہ دنیا ابتک نام آوری کہتی ہی اسکو اپنی قیمت بھی دیکر خرید کرنے کے لئے مقتضیات
حرص و طمع پسپا نہیں ہونے۔ ان تمام مصیبتوں سے نپولین کا نہ غرور تنزل پایا نہ
اسکی رعونت گھٹی۔ وہ تا بامکان انکی طرف نظر نہیں کرتا تھا۔ وہ اپنی فوج میں ہنوز
احکام ایسے جاری کرتا کہ گویا اس کے تمام ٹکڑیاں بحال ہیں وہ پارس کو فتح پر فتح
ہوئی کرکے اشتہار نامے روانہ کیا۔ جب اسکے منصبداراں اگر کچھ تازی مصیبت
بیان کرتے معاً انکو سامھنے سے نکال دیتا اور بولتا کہ تم کیوں میرے آرام میں خلل
ڈالتے ہو میں نہیں چاہتا ہوں کہ کچھ کیفیتاں سنوں۔

۶۰

بائیسویں تاریخ کو پو پھٹنے کے وقت جنگ پھر شروع ہو گیا اسوقت نے سید ھے
طرف سے اور اودینٹ بائیں طرف سے پہلو لشکر کو بدلا دینے کی خاطر باہم ملکر ایک ہی
وقت میں سعی کئے حالانکہ سولٹ اور خود نپولین فوج کے قلب پر سلک باندھ کر جمع ہو
رہے تھے۔ چہار گھڑی تلک بڑی مضبوطی سے جنگ ہوتا رہا اور کوئی پس پا ہوا جنگل
کی بلندیاں جو بلچر کے حکم میں تھے اکثر مرتبہ ہاتھ آتے اور پھر چھینے جاتے تھے۔ دونوں
طرف بڑی خونریزی ہوئی۔ لشکر کے دونوں پہلو کا حال معلوم ہونے کے آگے ہی
رفاقت کے واسطے آئے تھے سو بادشاہوں کے خیال میں یہہ بات گذری کہ یا تو

هتنا
غبان
P. 67
صبح صادق

بھاری جماعت

چلے جانا لازم ہی یا نہیں تو فایدہ نہیں ہونے کی جائے میں کھڑے رہکر جم غفیر کے ساتھ جنگ کرتے رہا۔ بدستور روے چلے گئے۔ مگر انہین لشکری کے مدبرانہ آہستگی کے ساتھ چلے جاتے تھے ہر ہر معقول جائے میں ٹھہر جاتے اور نئے سر سے توپوں کا عرابہ کرتے۔ نیپولین نعرہ مار کے کہا کیا کچھ نتیجہ ہی نہیں۔ نہ ایک توپ۔ نہ ایک قیدی۔ یہ لوگ میرے واسطے ایک میخ بھی نہیں چھوڑ جاوینگے معلوم ہوتا ہی وہ تمام دن بڑی جرأت و شدت کے ساتھ انکا تعاقب کیا اور حتی کہ اپنے

پیچھا

منتخب سپہ سالار وں کو سست قدم قرم سیاق کہکے لعن طعن کیا اور نہایت سخت آتش کاری کی آفت میں اپنی ذات سے مبتلا ہوتا رہا۔ اُس کے بازو سے ڈیورک تھا۔ یہہ شخص محل شاہی کا میر مہتمم اور خود کا بڑا جانی دوست تھا اُس کے آگے بہت سے لوگ ایسا بول رہے تھے کہ فقط یہی اُسکا آشنا ہی۔ ان کے دیکھتے دیکھتے ایتالی کے جنگوں میں تھا سو ایک دوسرا پرانا رفیق بریرس نام مارا پڑا۔ ڈیورک نیپولین کے کان میں کہا کہ آج تقدیر ہمارے سے بدلی ہی تھوڑے لحظوں کے بعد خود ڈیورک کاری زخم سے گھایل ہوا۔ بادشاہ معاً ٹھہر جانے کا حکم کیا اور دوپہر کے بعد تمام دن ڈیرے کے روبرو کاٹا اُسکے اطراف پھرے والے کھڑے تھے نئے لوگ اُسکا دکھ دیکھکر آنسو بہاتے تھے۔ اِس کے بعد وہ کسی

چغہ۔ حرامزادے

خیر گوئی پر کان نہیں دھرا اور کسی کی رائے نہیں سنا

۹۱

سولھویں تاریخ کو صبح کے ہوتے ہوتے جنگ شروع ہو گیا۔ کمک کے لئے آئے سو بادشاہاں فرانسیسی صف پر پے درپے چھ بار گولے چلائے اور اتنے مرتبہ انکو ہزیمت بھی ہوئی تب نیپولین اپنی باری میں گولے چلایا۔ جسکا ایسا اثر ہوا کہ ایکبارگی موراٹ کے سواروں کو دشمن کی فوج کے دونوں بازوؤں کے درمیان ایک برا راستہ مل گیا۔ روس کے شاہی پہرے والے قاسکاں بہر حال فرانسیسی سواروں کے ساتھ مقابلہ کرکے پھر انکو پیچھے ہٹا دئے۔ رات ہوی تک جنگ ایکساں ہوتا رہا تب ہر صف کے اخیر سے توپ کے تین تین گولے چھوٹنے سے معلوم ہوا کہ یہہ علامت جنگ کے موقوفی کی ہی گویا آگے سے تجویز کر رکھے تھے۔ دونوں فوج کو جس جس جای کو صبح ہوی تھی وہاں وہاں رات کو اپنی اپنی نگہبانی کر لینتے پڑے رہے غرض جنوب کی طرف ہوا تھا سو جنگ کا نتیجہ اسطرح پر ٹھہرا یہاں نیپولین خود اپنی ذات سے حکم رانی کیا تھا۔ مگر اس کے لفٹن یعنے مارمونٹ کو شمال کی طرف بہ نسبت اس کے کامیابی کم حاصل ہوی۔ بلکہ اس پر بہت بری فوج رکھ لیکر حملہ کیا اور لفٹن بھی بالکل ہشت نا کر اس سے مقابلہ کیا مگر اس کے بہت سے لوگ شدید ہو رہے اور توپ جاتے رہے

اپنی اصلی جاسے سے نکالا گیا پھر شام کے ہوتے ہوتے شہر کے دیواروں کے بہت ہی نزدیک ایک نئی جگہہ بلکایا۔

سپاہیوں کی چال تو جوانمردانہ نظر آئی مگر بنپولین کو خوب معلوم ہو گیا کہ اخیر میں آپ لیپ سگ چھوڑ الٹ جانا پڑیگا۔ پس صلح کرلینے کے واسطے دل سے کوشش کیا۔ اُس روز کے عرصے میں جنرل میر فیلدٹ اسیر ہو گیا یہہ وہی آسٹریہ کا منصبدار تھا جو آسٹرلتز میں ہوا سو جنگ کے بعد مہلت جنگ کی درخواست کرنے کے لئے شاہ فرانس کی طرف سے اپنے ہیڈ کوارٹرس کو آیا تھا۔ اُس شخص کو اپنا ایلچی بنانے کی خاطر بنپولین تجویز کیا۔ میر فیلدٹ اُسسے خبر دیا کہ آخر باوریہ کا بادشاہ موافقت کرنے راضی ہو گیا ہی۔ بنپولین تو آگے سے بڑی تشویش میں پڑا تھا یہہ خبر سنتے ہی اُسکی تشویش دو چنداں ہو گئی کیونکہ فرانس کو جانے کے رستے میں بیٹھا ہی سو ایک نئے دشمن سے دو چار ہونا پڑا

فکر

P. 156

۹۲

تمس آگے بڑھکر آجانے کی صورت میں اگر ضرور پڑے تو پل کو اڑا دینے کا کام جس سردار کے سپرد کرنے بنپولین کیا تھا وہ سردار وقت آچکا ہی کر کے خیال کرلیکر بارود کی بتی کو آگ دے دیا لوگ کی بھیڑ جسمیں ہر شخص اپنے کو بچالو کرکے دوسرے

سے کہہ رہا تھا یکبارگی نہیں تھم سکی۔ سپاہیاں گھوڑے توپاں اور گاڑیاں سکے بھل لڑکتے ہوئے عمیق ندی میں جو انکھوڑی تھی گر پڑے۔ بریسینہ پر اسگے ایک بار ہوئے تھے سو مصیبتاں اِس حادثے کے سبب سے پھر بھی از سر نو کچھہ کم ہو کر وقوع میں آئے۔ مارشل ملکدنلد ندی میں سے تیر کر سلامت پار ہو گیا۔ جوانمرد پونیا تو سکی جسکی ذات سے اہل پولند کو فخر تھا اور امید بھی تھی آگے ہی دو بار زخم کھا چکا تھا پھر اپنے گھوڑے کو سیلاب میں گداتے ہی پانی میں ڈوب گیا سو پھر نہیں نکلا۔ پچتیس ہزار فرانسیس گریز کرنے کی صورتوں سے بالکل نا امید ہو جا کر اپنے ہتھیاراں شہر میں رکھہ دئے۔ چاروں شہزادے اپنی اپنی فتحمند فوج کو اپنے زیر حکم رکھہ لیکر دوپہر کے وقت لیپ سگ میں ہی سو بڑی گذری میں جا کر باہم ملے۔ اُس وقت کی خوشی میں باشندگان بھی شریک ہونے مگر اپنے خاص بادشاہ کی بدبختی کے سبب سے نہیں ہو سکے۔ یہہ پادشاہ اپنی ذات سے ہر دل عزیز تھا سب اُسکی عزت کرنے تھے وہ التجا کیا کہ اپنے کو فتحمندوں کے حضور تک پہنچاؤ مگر کوئی نہیں سنا اُسکو معاً جنگ کا قیدی بنا کے برلن کو روانہ کئے

لیپ سگ کے مقام میں قتل زخمی اور قیدی ہوئے سو لوگ کا حساب کئے تو نیپولین کو کم سے کم پچاس ہزار آدمی کا نقصان ہوا

سپاگزنی میں سے ہوتے ہوئے اہل فرانس جو بھاگے چلے جاتے تھے ان کے ساتھ
ہر قسم کی آفت ہمراہ ہوی ایسی آفت کہ جو مخالف رعایا کے ہاتھ سے اور رسد
کی تنگی کے سبب سے اور قاسک اور دوسرے سپاہیاں یکساں کا پیچھا کرتے
ہوئے رہنے سے بیٹھورا اور بیدل ہو کر رہتے سو لوگ پر واقع ہو سکتی ہی۔ نیپولین کی
نظر اپنے پر رہی تک سپاہیاں چپ چلے جاتے جس مقام میں کہ اسکی نظر سے غایب
رہتے وے آئین لشکری کے انتظام کو ایک طرف رکھ دیتے بڑے بڑے زیادتیاں
کرتے تھے۔ بادشاہ کا رویہ ایسے طور پر تھا کہ ایک بڑے دل والا شخص بڑے آفتوں کے
درمیان رہتا ہی۔ وہ تمام وقت میں صابر اور خوددار نظر آتا تھا۔ جیوں جیوں
وہ آگے بڑھ کے جاتا ہر روز ایک نہ ایک نئی آفت کی کیفیت اسکو پہنچتی تھی
نے پولین پروشن کے ہٹ جانے کی کیفیت تحقیق کرا کر اس کے تعاقب کا کام
اور بیس ہزار جوان مارشل گردچی کے سپرد کیا اور خود کو اتری براس کو جانے کی
نیت سے پھر گیا اس امید سے کہ اپنی کل فوج اور رنے کی فوج و لنگٹن کے اوپر اتار
دیوے ایسے مقام میں کہ جہاں وہ بلوچر سے کمک طلب کرنا غیر ممکن رہے۔ مگر بلوچر
نادر پر کوچ کیا ہی سو کیفیت ڈیوک کو معلوم ہوتے ہی وہ جنگ کے عام سررشتے کے موافق
حکم کر دیا کہ کواتری براس سے فوج الٹ آجاوے۔ اس کے آگے وہ کہتا تھا سو سنئے

کہ اگر کبھی برسلس کو بچانے کا کام پڑا تو سایگ نس کے جنگل کے روبرو بڑھکر واٹرلو کے کھیت میں جنگ کرنے کی بات کو پسند کرونگا۔ اب وہ اِسطرف چل دیا اِس بھروسے سے کہ بلوچر سے جنگ مقرری شروع ہونیکے آگے ہی صبح ہوی تک آپ جاکر فوج کے ساتھ ملجاوے۔ اُس روز برسات رہنے سے رستون میں خوب کیچڑ بھر گیا تھا دوسرے تمام کی نسبت کرتے انگریزی سپاہ کو اُلٹ جانے کا حکم بہت بے ہمت کر دیا۔ بہرحال انکو ہمت اُسوقت آئی جب وے معرکہ مقرری کو پہنچے بعد معلوم کئے کہ اپنے سردار کا ارادہ کیا ہی اور اپنے اپنے مقرری اڈے بلکا لیکر جنگ ہوگا کر کے یقین اُمید رکھ لیکے طوفان چل رہا سو وقت شب باشی کئے۔

۶۳

ولنگٹن برسلس کو اور انٹ ورپ کو تنہا ہوا جاویگا کرکے بادشاہ کو خود اِسقدر دُر ہوگیا تھا کہ ویسا ڈر اسکو اور کسی چیز سے نہیں ہوا۔ اِس سبب سے رومیان رُین کی وادی کو پہنچنے تک ڑسے جنگ کو موقوف رکھا۔ لابلی الینس کی بلندی پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہی کہ سامنے کی طرف فوج کی صف کشی ہوئی ہی۔ اِس سے اُسکو بڑی خوشی ہوی۔ وہ نعرہ مارا کہ آخرش اِن انگریزون کو اپنے قبضے میں لا لیا ہوں صبح کو آندھی کم ہوئی۔ مگر وہ سارا دِن ہوا تند

قدم کے لمبے لمبے لکڑیوں کے انبوں میں لگا دیا۔ اپنی کمپنی کو ان ہتھیاروں سے مسلح کیا مگر ان ہتھیاروں سے بڑی ہلاکت سے بخشی کا کام نکلا۔

ہماری پہلی صف جب دلدل پار ہوگئی لارڈ جارج مجھے دوسری صف کو روانہ کیا اُس صف کو کچھ پکارا اور گر بڑی نہیں ہونے دیکر پار کرنے کے واسطے شہزادہ خود اپنی ذات سے اسکا سرکردہ بنا تھا۔ صف کو جا بچکر دیکھا تو ہر چیز اُس اُس کے موقع پر ہی لارڈ جارج کے پاس اُلٹ آنے کے وقت شہزادہ مجھے نظر پڑا کہ وہ قطار کے آگے لارڈ نیئرن کے ساتھ رہکر ابھی دلدل میں اترنے پر ہی پھر میں دوسرے مرتبہ اُسکے ساتھ دلدل پار ہوا۔ ہنوز ہم دلدل پار نہیں ہوئے تھے کہ دشمن ہماری پہلی صف کو جنگ کے مستعد دیکھکر گربڑی ڈالنے کی توپ چلائے۔ دلدل کے آخر میں چار قدم چوڑی ایک عمیق خندق تھی سو اُسپر سے کودجانا پڑتا تھا اور شہزادہ کودنے کے وقت اُسکے دوسری طرف گرگوں پر گر پڑا۔ میں اُسکا بازو تھام کر معاً کھڑے کر دیا۔ اُسکا چہرہ دیکھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ پریشانی چھا گئی ہی کیونکہ وہ اِس حادثے کو فال بد سمجھا۔

لارڈ جارج جو پہلی صف کا سرکردہ تھا لنگر نیئرن کو اُنکی حیرانی سے تدصر نے نہیں دیا اور ایسی جلدی کرکر آگے بڑھگیا کہ اپنی فوج کو جنگ کے طریقے پر رکھنے کے واسطے جنرل کو یے کو

وقت تک تلوار سے جنگ کرتے رہے۔ آخرش بکتر پوش لوگ منہہ پھر اے اور اپنی

آرٹیلری کی بچاؤ کے واسطے بھاگے۔ انگریز بہت دور تک انکا پیچھا کئے اور فراسیسی

پیدل کے بیچا بیچ چلے گئے وہاں سنے سواراں انپر گولہ چلانے سے بڑا نقصان اُٹھاکر

پیچھے ہٹ گئے۔

۶۴

اُس وقت تک لارڈ ولنگٹن کے دس ہزار جوان اور بنو پارتی کے کم سے کم پندرہ ہزار

جوان مارے پڑے۔ اب ساڑھے چھے گھنٹوں کا وقت تھا۔ برشیہ کے قطاروں

کے سراں جنگل کے درمیان فراسیس کے سیدھے جانب دِسنے لگے۔ یہہ بات ظاہر ہوئی کہ

یکساں جنگ کرتا ہوا سات گھنٹوں کے شمار ولنگٹن دباکر بیٹھا ہوا ہی سو مقام

سے اُسپر آخری اور پورا حملہ کرکر نکال نہ دیویں تو اُسکے شریکاں تمام جنگ کے میدان

میں آجاوینگے اور اُسکی فوج بہت بڑھ جاکر اُسکو فتح مل جاوینگی۔ اِس سبب سے

نے پولین اپنا آخری مقابلہ کرنے کے واسطے مستعد ہوا۔ وہ ابتک اپنے خاص پہرے کے

جوانوں کو جو اُسکی بہتر فوج کی ناک تھے جنگ سے دور رکھا تھا۔ اب اُنکے دو صف

کیا اُنسے کہا کہ بہادری سے یورش کردیکھو کہ ہم جنگل میں دیکھتے ہیں سو پرشیاں

گراجی کے آگے دوڑ رہے ہیں اور ہمکو شک نہیں ہی کہ اُنکے سر پر رہکر خود بادشاہ بھی

یورش کریگا۔ الغرض وے جب حرکت کرنے لگے انکو دیکھہ لشکر بہادر بہادراں یعنے سنے کی رہبری پر چھوڑ دیا۔ اگر نے کی مزاج میں بہادری کم بھی رہی ہوتی تو حال میں جو امر کہ نمکحرامی کا اُسکے ہاتھہ سے سرزد ہوا تھا اُسکا خیال اُسکو مستعد اس بات پر کرتا کہ سب کو اپنے پیچھے ڈال دیوے

قدیم گارد کے فقط چار پلٹن جو اب بچ رہے تھے قطاروں کے کوچ کی پشتی کے واسطے چار گوشہ صف باندھے

۶۵

اس بڑے جنگ میں ولنگٹن کی فوج کو بڑا نقصان ہوا۔ سو سردار قتل ہوئے (اکثر اُنمیں کے نامور لوگ تھے) پانچ سو زخمی ہوئے۔ اُنمیں بہت لوگ کو زخم کاری لگا ریانک اور فیلڈ میں ۵ ہزار جوان قتل اور زخمی ہوئے۔ جس جگہہ کہ بڑا خطر اتفاق ہوا تمام دن ڈیوک خود آپ پڑا رہا۔ گئی تھی سو بڑی اِستاف میں سے جو لوگ کہ معرکہ جنگ میں کچھہ ایذا نہیں پا کر ثابت چلے آئے فقط یہہ ایک اور دوسرا ایک سردار تھا

اِس اخیر اور اپنے تمام جنگوں میں نہایت کٹھن معرکے کو نے پولین لیگیا تھا سو ۷۵ ہزار آدمیوں میں قتل اور زخمی ہوئے سو ہوئے اور بیدل اور نا اُمید ہو کر جدا جدا

اپنے اپنے گھروں کو بھاگ کر نکل گئے سو گئے پھر ہتھیار باندھکر جمع ہوئے سو جوانان بیس ہزار سے زاید نہیں تھے۔ پرشیان زور سے ان بدبخت بھگوڑوں کا تعاقب کئے اور لابلی الینس کے بیلیو ربہت کوسوں تک ہر کھیت سے اور موضع میں بیرحمی سے ان آفت رسیدگوں کو کاٹ کاٹرے

الغرض نیپولین فیلپس ویلی کے مقام میں ٹھہر گیا۔ اس مقام سے وہ گروچی کی طرف جانے اور باقی رہگئی ہی سو ٹکڑی کی حکومت اپنے ہاتھ میں لینے قصد کیا۔ اور نیت یہہ تھی کہ اسوقت سولت کو سپاہ کا اختیار دیا کہ واٹرلو کی باقی فوج کو اونس کے مقام میں پھر بند وبست سے جمع کرکر تیار کرے۔ مگر بلوچر چارلی روی میں آچکا ہی سو صحیح کیفیت سنکے اور گراچی سپتر جاکر قید ہوا ہی سو جھوٹھ کیفیت معلوم کرکے اپنے اراد سے باز آیا۔ اور پارس کو تپال پر جاتا ہوا اپنے سفر کو قایم رکھا۔

١٩ویں تاریخ کو دارالسلطنت میں یہہ خوش خبر مشہور ہوئی کہ تین بڑے فتح ہوئے ہیں ایک چارلی روی میں دوسری لگنی میں اور تیسری کواتیری براس میں بادشاہ کو یئے فتوح ہوئے ہیں کرکے سو توپ چھوٹے۔ اسکے علاقہ داراں شہرت دئے کہ فرانس کی آبرو بچی۔ بادشاہ کے ملازمین کے دلمیں افسردگی بھرگی۔ ٢١ویں کی صبح کو معلوم ہوا کہ شب گذشتہ نیپولین تن تنہا ایلی سی میں آچکا ہی اس بھید کو زاید

مخفی نہیں رکھہ سکے۔ ایک برا اور کامل جنگ ہوا فرانسیسی فوج باقی نہیں رہی

P. 72

۶۶

پندرھویں کو وہ اِکس کی لنگرواڑی میں جہاز سوار ہوکر نکلا۔ مگر بارے کا زور اور دریا کا جوش بہت رہنے سے میتلند بلارافن کا نا در روانہ کیا تا لاکر اُسکو جہاز پر چڑھا دے۔ اِیرویر کے جہاز کے سرداراں اور اکثر لوگ وہ رخصت ہونا سو وقت انکھہ سے آنسو نکالے اور سُنے گئے تک آوازاں بلند کر کر اُسکو دھارس دیتے تھے کپتان میتلند ادب سے اُسکے ساتھہ ملا مگر نہ سلامی توپان چلایا نہ اور کچھہ عزت کے علامتاں ظاہر کروایا۔ اوپر کے تختے پر آتے ہی نیولین اپنے کپڑے نکالا۔ اور سنجیدہ آواز سے کہا میں اپنے کو تمھارے بادشاہ اور تمھارے قوانین کی پناہ میں رکھنے آیا ہوں

بونا پارتی جیسا کہ آگے انداں تد نامی جہاز میں ہر ایک کا عزیز ہوا تھا ویسا ہی بلی رافن نامی جہاز کے سرداروں اور جہاز کے لوگ کے پاس ہر دل عزیز بن گیا۔ وہ ہر چیز کو دیکھا ہر شے کو سراہا۔ انگریزی قوم کی تعریف کیا سب سے زیادہ انگریزی جہازوں کی جمعیت کی تعریف کیا۔ اور قائل ہوا کہ ڈیوک آف ولنگٹن تمام جنگی کاموں میں اپنا ہم پلہ ہی مگر دانائی میں اپنے سے بڑھکر ہی۔ تیوئیسویں کو وے اشانت پرسے پار ہو گئے

اور نیپولین ساحل فرانس کو بہت وقت تک غم سے گھورتا رہا اور یہہ گھورنا اسکا
اخیر وقت کا ہوا۔ چوبیسویں کو بلرفان تاربی میں داخل ہوا معاً میت لنڈ کو تاکید ہوئی
کہ خبردار اسکے جہاز کے ساتھہ ساحل والوں کی طرف سے کچھہ جواب و سوال ہونے
نیاوے۔ چھبیسویں تاریخ میتلنڈ کو حکم ہوا کہ بلی سوتھہ سونڈ کو چکر مارکر چلا جاوے
اس عرصے میں بونا پارتی پہنچنے کی بات ظاہر ہوگئی بہت سے بڑوے اسیوقت جہاز
کو گھیر لئے ان میں ایسے لوگ بھرے ہوئے تھے جن کے شوق کو کوئی چیز روک
نہیں سکی۔ ان سخت ازدحاموں کے ہاتھہ سے جہاز کو بچا رکھنے کے واسطے بڑی دقت
پڑی۔ نیپولین تختے پر نمود ہوتے ہی خیر مقدم خیر مقدم کہتے ہوئے اسکو سلام کئے اور
وہ بھی اسکے جواب میں سر جھکا کر متبسم ہوا

۶۷

جنرل کوپ ستمبر کی گیارھویں تاریخ ابردین کو آیا یہہ بستی ہیدن بارا سے نود میل
فاصلے پر ہی۔ اور اپنی فوج کو دریا پر سے جنوب طرف الٹ جانے کی خاطر جہاز سوار
کیا اور اسکے واسطے لوگوں کو سوار کر لیجانے سو جہازوں کو حکم دیا پھر جہازوں کی
لنگر اٹھائے ہوا موافق تھی دنبار میں سترھویں تاریخ کو اتر پڑا یہہ بستی ہیدن
بارہ سے اٹھارا میل کے فاصلے پر واقع ہی یہاں ودیگون کے دوسرے دو رجمنت

P. 73

معاً اسکے ساتھ آکر ملے تھے رجمنٹاں برگیڈیر جنرل نوک کے علاقے میں رہکر انگلستان سے تازہ وارد تھے۔ اور نالمٹن اور گبارڈنر کے علاقے میں تھے سو ودر یگون کے رجمنٹاں بھی اِس سے یہاں آکر ملے انکو وہ شمال طرف آپ روانہ ہونے کے وقت اسٹرلنگ میں اپنے پیچھے چھوڑا تھا

لارڈ جارج مرّے کے علاقے میں ہماری فوج کے تمام حساباں موجود تھے۔ فوج پر فقط اُسکا حکم تھا اُسکو جنگی کاروبار میں بالذات خوب سلیقہ تھا فی الحقیقت اُسکے لیاقتاں بہت نادر تھے اگر نئے لیاقتاں اُسکو فنونِ جنگی کے مطالعے سے حاصل ہوئے ہوتے تو بیشک اُسکو زمانے کا عمدہ ترین میر بخشی بنانے۔ وہ بلند قامت قوی ہیکل اور نہایت مرتبے میں شجیع تھا بالاگھاتیوں کی راہبری بڑی بہادری سے کرتا اور ہمیشہ ہاتھ میں تلوار لیا ہوا سب کے اول دشمنوں کے دل میں پنچھ جاتا۔ جب وہ یورش کرنے کے لئے آگے بڑھتا یہہ کہا کرتا۔ لڑکے ہوئیں تم سے نہیں کہتا ہوں کہ میرے آگے جاؤ فقط یہی بولتا ہوں کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ یہہ مقولہ بالاگھاتیوں کی ہمت کو جوش میں لانے کے لئے خوب موضوع تھا مگر شہزادے کے منھہ سے ایسی بات نکلے تو اُسکا اثر بڑھکر ہوتا ہی۔ وہ تھوڑا ہی آرام پاتا ہمیشہ سب طور کے حسابات میں مصروف رہتا کبھو ماندہ نہیں ہوتا کیونکہ فقط دن تن تنہا ہمارے تمام کاروبار کے نقشے ڈھالتا اور انتظام دیتا الحاصل اُسی کی ایک ذات

سے ہمارے فوج کی رہبری ہوتی تھی۔ اسکا ہم منصب ڈیوک آف پرتھ بھی نہایت بہادر اور سب طور سے ذی عزت تھا اسکی طبیعت میں نرمی اور اخلاق بھرے ہوئے تھے مگر اسکے لیاقتاں محدود (یعنے کم) رہنے کے سبب سے وہ کسی امر میں اپنا دخل نہیں دیتا تھا۔

۶۸

P. 74

جنرل کوپ ستمبر کی انیسویں کو ہاڈنگٹن میں اپنی فوج کے ڈیرے دیا یہ مقام پیڈن بارہ کے مشرق طرف بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ بیسویں کو وہ ہمارے لشکرگاہ سے ساڑھے چار میل کے اندر پہنچ گیا۔ ہماری حالت پر نظر کرتے جسقدر جلد ہوسکے اسقدر جلد جنگ کرنا بالکل ضرور ہوا کیونکہ شہزادے کے بہت سے دوستاں فقط منتظر اسباب کے تھے کہ اسکے حق میں اپنی جان نثاری بتلاویں۔ وہ ستمبر کی بیسویں کو صبح کے وقت اپنی فوج کو فراہم کیا اور معاً دشمن کے ساتھ مقابلہ کرنے کے واسطے چل نکلا۔ اسکی فوج میں ایک ہزار آٹھ سو آدمی کے قریب تھے انکے ہتھیار بے ڈھب بعضوں کے ہاتھوں میں تو فقط لاٹھیاں ہی تھے۔ پیڈن بارہ میں انکو بہت تھوڑے ہتھیار ملے جو وہاں کے باشندے تولنامہ ہونے کے آگے گڑھی میں جمع کرکر رکھے تھے۔ یہہ گڑھی ایک بلند چٹان کی انی پر واقع ہونے سے بہت مضبوط بن گئی اور بلندی کے سبب سے اسکو کوئی نہیں لے سکتا

اگر لینا تو فقط قحط ڈال دیگا یا نہیں تو گرنل کے گولے چلا کر لینا ہی - جنرل کوپ
کی فوج میں چہار ہزار تربیت یافتہ سپاہی اور کئی ایک اُمیدوار تھے جنکو تعصب کا
جوش اُسکے جھنڈے کے ساتھ لاکر ملا دیا تھا مگر انکو طاقت اسبات کی نہیں تھی کہ
ہمکو کچھ اذیت پہنچا سکیں

دوپہر کے بعد دو گھنٹوں کے قریب دشمن کی گولی کے مار کے اندر ہم پہنچ گئے یہاں
ایک ٹیکری کے پیچھے ہم اُتر پڑے جنرل کوپ کا لشکر خوب نظر پڑتا تھا وے جنکر بڑی
ہنرمندی کے ساتھ وہ اڈا بلکائے تھے - جتنا ہم جانچکر دیکھے اتنا ہمکو معلوم ہوا کہ اُسپر
حملہ کرنا غیر ممکن ہی سب پریشان ہو گئے کچھ نہیں سدھرتی تھی کہ کیا کریں - زمین مسطح
رہتی تو بالا گھاتیوں کی ہمت اور شجاعت اپنے لوگوں کو جواب دینے کے واسطے
بس تھی مگر کسی طرف سے لگا نہیں لگتے سو مقام میں چہار ہزار کے روبرو اتھارہ سی
آدمی کیا کر سکینگے؟ - دشمن کے لشکر گاہ کو قدرت سے مضبوطی ہو کر تھی اتنی چھوٹی فوج
کے واسطے وہ مقام بہت خوش بنا تھا - جنرل کے سیدھی طرف دو حصار تھے اطراف
اُنکے پتھر کے دیوار چھے سات قدم کے بلند تھے انکے بیچ میں سے ایک راستہ بیس قدم کے
قریب چوڑا پرسٹن یا انس نامی کھیڑے کو چلا جاتا تھا - اُسکے سامھنے اور ایک حصار
تھی جسکے اطراف ایک عمیق خندق پانی سے لبریز دو سو بارہ قدم کی چوڑی اور دلدل کی

زمین کی موہری بنی ہوی تھی۔ اُسکے بائیں طرف دلدل تھا جو جاکر ایک ڈونگان تالاب
میں ملا تھا اور اُسکے پیچھے دریا تھی غرض اُسکو قلعے کی مانند حصار ہو کر تھا چنانچہ محاصرے
کے سوائے اُسپر یورش کرنا ممکن نہیں نظر آیا۔ دوپہر کے بعد ہم اُس کے مُقام کی قراولی کرتے
گذارے چنانچہ جانچکر جتنا اُسکو دیکھتے اُتنا ہماری بیقراری اور تشویش بڑھہ جاتی تھی
کیونکہ اُسپر حملہ کرنے کی بات ممکن نہین نظر آتی اگر کریں تو ذلت اور خرابی کے ساتھہ اپنے
کو پُرزے پُرزے کر ڈالنا پڑتا تھا۔ غروب آفتاب کے وقت ہماری فوج ترانست نامی
کھیڑے کی طرف گئی وہ ہمارے داہنے بازو تھا وہاں زمینِ دلدل کے روبرو ایک
نیا مُقام بلکائے۔

۶۹

P. 75

صبح کے ہونے ہونے جنرل کوپ کی فوج سے دو سو ڈگ کے فاصلے پر ہماری پہلی صف
لڑائی کے واسطے جو ترتیب پائی تھی اُسکو جھڑپاں ہیں کرکے جنرل سمجھا۔ اِس
میں بارہ سو آدمی تھے۔ ہماری دوسری صف میں چھے سو آدمی اِس قبیل کے
تھے جنکے ہتھیار بے طور اور اکثروں کے ہاتھہ میں جیسا ہم آگے کہہ چکے ہیں فقط
سنٹکے اور لاٹھیاں تھے۔ پرتھہ کی رجمنت کا ڈیوک کپتان ماک گریگر دوسرے
ہتھیاراں نہیں رہنے کے سبب سے دراتیاں جو اگر کر انکو تیز کیا اور ستا آتھہ

قدم کے لینے لینے لکڑیوں کے انبوں میں لگا دیا۔ اپنی کمپنی کو ان ہتھیاروں سے مسلح
کیا مگر ان ہتھیاروں سے بڑی ہلاکت سے بخشی کا کام نکلا۔

ہماری پہلی صف جب دلدل پار ہو گئی لارڈ جارج مجھے دوسری صف کو روانہ
کیا اُس صف کو کچھ پکارا اور گڑبڑی نہیں ہونے دیکر پار کرنے کے واسطے شہزادہ
خود اپنی ذات سے اُسکا سرکردہ بنا تھا۔ صف کو جاکر دیکھا تو ہر چیز اُس اُس کے
موقع پر رہی لارڈ جارج کے پاس لٹ آنے کے وقت شہزادہ مجھے نظر پڑا کہ وہ قطار
کے آگے لارڈ ہیرن کے ساتھ رہکر ابھی دلدل میں اترنے پر رہی پھر میں دوسرے مرتبہ
اُسکے ساتھ دلدل پار رہا ہوا۔ ہنوز ہم دلدل پار نہیں ہوئے تھے کہ دشمن ہماری پہلی صف
کو جنگ کے مستعد دیکھکر گڑبڑی ڈالنے کی توپ چلائے۔ دلدل کے آخر میں چار
قدم چوڑی ایک عمیق خندق تھی سو اُسپر سے کود جانا پڑتا تھا اور شہزادہ
کودنے کے وقت اُسکے دوسری طرف گر گھوں پر گر پڑا۔ میں اُسکا بازو تھام کر معاً
کھڑے کر دیا۔ اُسکا چہرہ دیکھنے سے مجھے معلوم ہوا کہ پریشانی چھا گئی ہے کیونکہ وہ
اس حادثے کو فال بد سمجھا۔

لارڈ جارج جو پہلی صف کا سرکردہ تھا انگریزوں کو انکی حیرانی سے سدھرنے نہیں دیا
اور ایسی جلدی کر کر آگے بڑھ گیا کہ اپنی فوج کو جنگ کے طریقے پر رکھنے کے واسطے جنرل کو وقت

فرصت ملنے نپائی اُسوقت بالا گھاٹیاں ہاتھہ میں تلوار لئے ہوئے اُن پر گرے - اُنکو بارہا تاکید اِس بات کی ہوئی تھی کہ سواروں کی پرواہ نہیں کرکر اپنے تلواروں سے گھوڑوں کے ناکوں پر نشانہ باندھا کریں - کیونکہ جب کسی گھوڑے کی ناک پر زخم لگتا ہی اُسوقت وہ چکراں ہی کھاتا رہتا - چند گھوڑوں کو اگر اسطرح سے زخم لگ جاوے تو ایک رسالے کا رسالہ ایسی کچھہ پریشاں حالی میں آجاتا ہی کہ پھر اُسکا سنبھالنا غیر ممکن ہو جاتا - اس تاکید کو وے بلا عذر و تفاوت عمل میں لائے اور انگریز کے سوار معاً پریشانی میں پڑ گئے -

ماک گریگر کی کمپنی والے اپنے درانتیوں سے ہتنوں کا قتل کئے - گھوڑوں کے پاؤں کو دو دو کر ڈالتے اور اُن کے سواروں کو کمر میں سے دو بنا دیتے تھے - ماک گریگر شجیع اور بہادر آدمی تھا مگر وسواسی اور ندرت کی مزاج کا بھی تھا - اپنی کمپنی کے ساتھہ یورش کرنے کے لئے بڑھکر جانے کے وقت اُسکو پانچ زخم لگے اُسمیں دو زخم گولیوں کے تھے جو اُسکے بدن سے آر پار ہو گئے تھے -

۷۰

انگریزوں پر خوف ناگہانی ایسا کچھہ طاری ہو گیا کہ خیال میں نہیں آسکتا - وے اپنے اپنے ہتھیار پھینک دئے تاکہ جلدی کر کے بھاگ جا سکیں - بالا گھاٹیوں کے اِنتقام کی

روک ڈالنے کے واسطے جو جو ہتھیار کہ ان کے پاس تھے مارے ہیبت کے ہاتھ سے
کھو دئے ۔ اتنے بہت آدمیوں کی کثرت پر نظر کرتے ممکن تھا کہ ہزیمت کے وقت اپنے
میں انتظام و بند و بست کو بحال رکھیں مگر ایک شخص کے بھی دل میں اپنے کو بچانے
کا خیال نگذرا ۔ ہیبت بالکل انکے دلوں میں بھر گئی ۔ چودہ برس کی عمر والے ایک نو
جوان بالا گھاتی کو میں دیکھا جو ہنوز تیار نہیں ہوا تھا کہتے ہیں کہ چودہ دشمن کو مار ڈالا
اسکو بادشاہ کے روبرو بطور عجوبے کے لاکر حاضر کئے ۔ بادشاہ اس سے سوال کیا کہ آیا
یہہ بات سچ ہی ؟ جواب دیا کہ میں انکو مار ڈالا ہوں یا نہیں سو مجھے خبر نہیں مگر یہہ یقین
ہی کہ میں اپنی تلوار کے بل چودہ سپاہیوں کو زمین پر لا ڈالا ۔ دوسرا ایک بالا گھاتی
دس سپاہیوں کو بادشاہ کے روبرو حاضر کیا ان کو وہ اپنے قیدی بنا کر ڈوں کے سندے
کو نانکے سر کھا تک لیکر آیا تھا ۔ یہہ بالا گھاتی بلے مانند سختی کے ساتھ معرکہ جنگ سے تھوڑی
دور تک دو جھاڑ کے مابین تھا سو ایک رستے میں ایک گروہ کا پیچھا کر کر سب کے
پیچھے تھا سو ایک آدمی کو اپنی تلوار سے مار نیچے گرا دیا پھر سگا للکار کے بولا کہ اپنے
ہتھیاراں ست دو ۔ خوف زدہ سپاہیاں پیچھے الٹ کر نہیں دیکھے اپنے ہتھیار
ڈال دئے اور بالا گھاتی اپنے ایک ہاتھ میں طپانچہ اور دوسرے ہاتھ میں تلوار
لیا ہوا اُنسے بولا میں جیسا بولتا ہوں ویسا سنو ۔ ئے لوگ جب اپنے کو دیکھے کہ ایک ہی

تن تنہا شخص کے قید میں آپ آگئے ہیں انکو غصہ اور نا امیدی کس مرتبے میں آئی ہوگی سو اسکا خیال آسانی سے کرلے سکتے ہیں۔

۱۷

اس فتح کے سبب سے شہزادے کی فوج ہر روز زیادہ ہوتی چلی اور تھوڑے ہی عرصے میں چار پانچ ہزار سپاہی تک جمع ہوگئے۔ وہ تب انگلستان میں گھس جانا کرکے بیقرار ہوا اور اس بابت میں برادری کے تمام سرداروں کو جمع کرکے شورہ کیا مگر اسکی رائے کسی کے پسند نہ آئی۔ بادشاہ جارج سیتمبر کی گیارھویں تاریخ انگلستان کو الٹ آیا اور جنرل کوپ کو ہوئی سو شکست کے سبب سے خوفناک ہو کر مقام قلباندرس میں تھے سو رفیقوں کی فوج میں سے تمام انگریزی سپاہیوں کو پھر بلا لیا۔ سرداران شہزادے سے عرض کئے چونکہ انگلند کے بچاؤ کی خاطر پچاس ہزار آراستہ سپاہ موجود ہیں اور بہت سا ساز و سامان دھرا ہی پس مٹھی بھر جوان رکھ لیکر اسپر چڑھ جانے کی سعی کرنا فقط مسخری کرلینا ہی۔ بعض سرداران اسکو یہاں تک کہے کہ ہم اپنے مالوں اور جانوں کو خطرے میں ڈالکر ہتھیار جو پکڑتے ہماری نیت فقط یہی تھی کہ اسکات لند کے تخت پر تجھے بٹھادیں مگر انگلستان میں کچھ دخل دینے کے لئے ہم نہیں چاہتے۔ غرض شہزادہ جھوٹھ موٹھ بات بناکے ان سے بولا کہ انگریزی تھوڑا لارڈوں

پاس سے مجھے خطوط آئے ہیں وے بالیقین مجھ سے بولتے ہیں کہ اگر میں ان سرحدوں
پر جاؤں تو وے ہتھیار باندھے ہوئے انگریزی لشکر بہت سا لیکر میرے سے آکر مل
جاتے ہیں برادری کے سرداروں کو آخر الامر اُسکی بات پر آنا پڑا اور بہت سا
بحث و تکرار ہوئے کے بعد اُسکی تجویز کو قبول کئے۔ شہزادہ اسکاٹلند کو بجا لیکر
پڑے رہنے کے درعوض نومبر کے غرّے کو ئیدن بارہ سے اپنی فوج رکھ لیکر روانہ ہوا
یہاں وہ اتنے دن بھی اقامت نہیں کیا کہ اس مملکت کا وہ بالمقطع مالک ہی کر کر
سمجھیں اور اس اپنی فتح کو سنبھال لیکر رکھنے کے واسطے اُسکو فقط یہہ لازم تھا کہ مناسب
آئین اختیار کر کر اچھے شوروں کی پیروی کرے۔ یہہ مہم اگرچہ بہادرانہ تھا لیکن بے
تدبیری سے بھرا ہوا کیونکہ کبھو ایسا وقوع میں نہیں آیا۔ چار ہزار پانچ سو بالا گھاٹیوں
کو رکھ لیکر انگریزی فوجوں سے مقابلہ کرنے اور انگلستان پر فتح پانے کے لئے کوشش کرنے
کونسا مرد معقول خیال کریگا؟ سچ ہی کہ وے شجیع ثابت قدم دم آخر تک لڑنے ہارے اور
نا بامان اپنے جانوں کو مفت نہیں دینے ہارے ہیں اور سوائے فتح کے یا موت کے
دوسرا کچھہ علاج نہیں جانتے مگر ان مٹھی بھر جوانوں کے اور انگلستان کی تمام فوج کے
درمیان اتنا بڑا فرق تھا کہ کامیابی کی اُمید کچھہ بھی نہیں رہی۔

برادری کے سرداران بادشاہ کو جواب دئے کہ ہماری فوج کے ساتھہ ساز وسامان کا کچھہ لگاؤ نہیں ہی بالاگھاٹیاں نہایت مرتبے میں چالاک اور مضبوط ہیں چنانچہ انگلند میں داخل ہوئے کے بعد اکثر مرتبہ ایسا ہی ثبوت کو پہنچکر ہی ایک دِن میں وے بیس میل چلتے اور اوارہ گردوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑ دیتے ڈیوک آف کمبرلاند فقط چند ساعت تک کوچ کرتا تا تو وسے کبھی نہیں چھوڑینگے کہ وہ آکر ہمکو پکڑ لیوے کیونکہ اُسکی فوج سر کے دِن خراب راستے میں بارہ میل بھی چل نہیں سکتی اگر چلے تو آدھے سپاہی تک پیچھے پڑجادینگے۔ پس اس فوج سے ہمکو کچھہ ڈر نہیں۔ مارشل ویڈ کی فوج سے ڈرنا تھا تو ہم جب انگلند میں داخل ہوئے تھے تب ڈرنا تھا اب ڈرنے کی خاطر کچھہ بڑا سبب نہیں۔ سب سے بہتر اب یہی بات ہی کہ ہم اسکے ساتھہ صف آرائی کریں کیونکہ ہم اُسپر فتح پاویں تو انگلند سے شان کے ساتھہ ہمارے ہاتھوں میں ہتھیار رکھے ہوئے چلے جا سکتے ہیں یہہ امر بالاگھاٹیوں کی تشفی کا ہوگا اور وسے پسپا ہوویں تو اُن کے امیداں توٹ جاوینگے۔

آخر الامر پسپا ہونے کی بات دوسری صبح پر یعنے دسمبر کی چھٹویں کو ٹھہری۔ اور یہہ کیفیت خوب چھپا رکھنے کے واسطے چند ساعت صبح کے آگے ہم ڈربی چھوڑ کر نکلے۔ بالاگھاٹیاں پہلے خیال کئے کہ ہم کمبرلند کے ڈیوک پر حملہ کرنے کے واسطے کوچ کر رہے ہیں

اس خیال سے بہت ہی خوشاش و بشاش نظر آئے۔ مگر پھر دیکہ دن کی روشنی میں وے اپنے اطراف تھے سو چیزوں پر نظر کئے اور ہمارے قدموں کو مراجعت کرتے ہوئے دیکھے تمامی لشکر میں سوائے غصے اور رونے کے آوازوں کے اور کچھ سنا نہیں جاتا تھا۔ اگر ہمکو شکست بھی ہوتی تو اس سے بڑھکر غم ہوتا۔

P. 78

۷۳

سولھویں کو ہمارا لشکر مقام شاپ میں شب باشی کیا مگر ہمارے توپار مقام کینڈال سے ساڑھے چار میل کے فاصلے پر رہگئے تھے۔ لشکری اسباب کے بعض بندیاں چار چاکی ٹوٹ جانے سے ہمکو تمام شب شاہ راستے پر پڑے رہکر بارے اور برسات کے ہولناک طوفان میں مبتلا ہونا پڑا۔ سترھویں کو شاہزادہ فوج لیا ہوا پنرتھ کو آپہنچا۔ مگر لارڈ جارج کے ساتھ تھے سو توپاں اور گلن گیری کے ملک ڈنلڈس کی رجمنٹ پانچ سو جوان کی جو ہمارے توپوں کی بدرقے کی تقویت کے لئے ہمارے ساتھ رہگئی تھی رات کے ہونے ہوتے ہی مشکل سے فقط شاپ تک آپہنچے۔

اٹھارھویں کو صبح صادق کے وقت پنرتھ میں ہمارے واسطے انتظار کر رہی تھی سو اسے جا کر ملنے کے لئے مقام شاپ سے ہم روانہ ہوئے۔ ہم ابھی اپنا کوچ شروع نہیں کئے تھے ہیں کیا دیکھتے ہیں کہ دشمن کے بہت سے چھوٹے سوار ہمارے گرد و نواح چکر لگا

چل رہے ہیں مگر جرأت کر کر گولی کے مار کے اندر نہیں آتے تھے۔ اِن چھوٹ سواروں
کا نظر آنا زیادہ عجب معلوم ہوا کیونکہ انگلنڈ میں جب سے کہ ہم گئے تب سے ابتک
کوی سوار ویسا نظر نہیں پڑا تھا۔ اُس بستی کے اور مقام شاب کے بیچا بیچ آدھی دور
پر ایک ٹیکری تھی نیرتھہ کو جانے کے واسطے اُسپر سے عبور کرنا ہمکو لازم تھا دوپہر کے
وقت ہم اُسکے دامان میں آپہنچے اور اُسپر چڑھنے لگے ایسے میں سواراں ہمارے نظر پڑے
کہ دو دو ملکر اُس ٹیکری کی بلندی پر چڑھ رہے ہیں معاً وے گم ہو گئے اور ہمکو رستہ
نہیں دینے کے واسطے ٹیکری کے پیچھے جا کر جنگ کے مستعد ہو کھڑے رہے وے عدد میں
کتنے تھے سو بسبب ٹیکری کے ہمکو معلوم ہونے نہ پایا۔

زیادتی

P. 78

۷۴

کمبرلنڈ کا ڈیوک ہمارے پسپا ہونے میں خلل ڈالنے کی نیت سے جلد اجلدی کوچ
کرتا ہوا کلفتن ہال کو چہار ہزار سپاہ جو لایا تھا اُنکے ساتھ مارشل ویڈ آکر ملنے
سے اور وہ اپنے پیچھے چھوڑ آیا تھا سو باقی کی فوج بھی آکر پہنچ جانے سے ہمکو بڑی ہیبت
ہو گئی ہم تمام رات کوچ کر کر دسمبر کی اُنیسویں کو صبح کے آٹھ گھنٹوں کے وقت کبارلسلی
کو پہنچے۔ اور دوسری صبح کو پو پھٹنے کے آگے کبارلسلی سے نکل گئے یہاں بستی
کی حکمرانی کے لئے میان شسترمیں کھڑے کئے تھے سو انگریزی رجمنٹ کے ساتھ

بدنصیب مسٹر نوئلی کو شاہزادہ چھوڑ دیا اور مسٹر ہاملٹن کو ڈیوک آو پرتھ کی رجمنٹ۔ کہ چند کمپنی دیگر گڑھی کی حکومت پر رکھا۔ اُن سے شہزادہ اقرار کیا کہ چند روز میں تمھاری کمک کی خاطر اُلٹ آتا ہوں۔ حالانکہ یہہ بات عقل کے روسے غیر ممکن نظر آئی کیونکہ انگلنڈ کے تمام نوجاں باہم مل جانے پر تھے اور ہمکو اُنکے روبرو سے بھاگ جانیکی کوشِس کرنا ناگزیر پڑا تھا۔

ہم ان بدنصیب لوگون کو قربانی بکرے بناکر کبارلیلی میں چھوڑ دینے کے واسطے کیا سبب تھا سو ہرگز میرے خیال میں نہیں آتا۔ شہزادے کے ساتھ کچھ لوگ لاک بوجھہ زیادہ نہیں تھا۔ یہہ بھی گمان نہیں کرسکتے کہ ڈیوک آو کمبرلنڈ اور مارشل ویڈ کے باہم ملے ہوئے فوجوں کے ساتھ جنکے پاس بیشمار باروت گولا موجود تھا ایسے بے بچاؤ مقام میں ئے لوگ مقابلہ کرسکینگے۔ یہہ بھی خوب معلوم تھا کہ ہم انگلنڈ میں داخل ہونے کے وقت اُسکو بڑی آسانی سے لے لئے تھے۔ وہ بالکل بے بچاؤ رہنے کے سبب سے اگر چہار گھڑی اُسپر گولے چلیں تو تھام نہیں سکیگا۔ ایک کھلے میدان میں مورچہ بندی کر کر رہنا سو لشکرگاہ اُسکی نسبت کرتے ہزار مرتبہ بہتر تھا۔ سِوا اسکے یہہ بھی گمان نہیں کرسکتے کہ معاً اُسپر محاصرہ کرنے کی خاطر ڈیوک آو کمبرلنڈ کچھ سُستی کریگا۔ چونکہ لارڈ جان ڈرمنڈ ہمارے ساتھہ آکر مل جانے کے لئے نکلا نہیں تھا

اِس واسطے ہمکو لازم پڑا کہ اُس سے جا کر مِل جانے کی خاطر پسپا ہوکر اِسکا ٹلمنتہ کے بیچ
مین چلے جاوین - بعض لوگ ایسا بھی بولتے ہین کہ اُن بدنصیب قلعہ والون کو وہان جو
چھوڑ دئے اُس مین حکمت یہہ تھی کہ ڈیوک آو کمبرلینڈ کی ضیافتِ طبع کے لئے یہہ طعمہ
بنا کر اُسکے خیال کو ہمارا تعاقب کرنے سے باز رکھین تاکہ ہم کو فرصت اِسبات کی
ملے کہ انگریزی فوجون سے کِسی نمط کی مُزاحمت نہین اُٹھا کر آرام کے ساتھہ پسپا
ہوکر چلے جاوین -

پسپا = منہ پھیر کر جانا

۷۵

دسمبر کی بیسوین تاریخ صُبح کے تین گھنٹون کو ہم کبارسلی سے نِکلکر بارہ کے دو
گھنٹون کے وقت ایسک نامی ندی کے کِنارون پر پہنچے یہہ ندی اِسکاٹلنڈ اور
اِنگلنڈ کے درمیان واقع ہوکر ایک کو دوسرے سے جُدا کردی ہی - یہہ ہمیشہ
اُتھل رہتی مگر چند روز سے ہمیشہ برسات ہوکر اُسمین چار قدم کا پانی آگیا تھا غرض
ہمکو اُسمین سے معاً پار ہوجانا لازم پڑا کہ مبادا رات تمام برسات پڑتا ہوا ہمکو
راستے کو بالکل بے عبور نکر ڈالے - اب ہمارا حال بہت ہی نازک بن گیا - ہمکو فقط
انگریزی فوجون کے ساتھہ مقابلہ پڑا تھا سو نہین بلکہ ڈنڈرمانڈی اور تورنے
کے گیارسنون کے پیچھے ہزار دو لیکر انگلنڈ مین اُتر پڑے تھے ہسپانس فودسوس کے

ساتھہ بھی مقابلہ کرنا پڑا۔

ندی کے رستنے کا انتظام بہت ہی درستی کے ساتھہ دئے۔ ہمارے پیدلونکو
جس راستے پر سے کہ گذرنا پڑتا تھا اسکے اُپراتے شمار پچیس قدک کے فاصلے پر طغیانی
آب کا زور توڑنے کے واسطے ہمارے سواراں ندی میں کھڑے رہگئے۔ پھر
بالا گھاتیاں دس دس بارہ بارہ آدمی صفاں باندھے ہوئے اور ایک کے بازو
میں ایک کا بازو لئے ہوئے اس طور پر چلدئے کہ ندی زور کی سو وقت ایک
لگ دوسرے کو ہوسکے اور اپنے صفوں کے مابین پانی جانے کے واسطے مکتفی
فاصلہ بھی چھوڑے تھے۔ سواراں ندی میں رستے کے ملاتے بھی کھڑے ہوے
اس نیت سے کہ اگر کوئی طغیانی کے زور سے بہہ جاوے تو اسکو اٹھا کر بچا
لیویں۔

P. 80

۷۶

یہہ برا موسم جو ہمارے حق میں جنگ کے وقت مناسب ہوکر ہماری فتح ہونیکا
سبب پڑا تھا چلکر ہمارے ہی واسطے ہرگز نہ بن گیا کیونکہ شکست یافتہ دشمنوں کا
تعاقب کرنے سے اور انکی فوج کا نام و نشان اسکا تلنددمیں نہیں رہے سرکھا اسکو
منتشر کر ڈالنے سے ہمکو باز رکھا۔ اگر ہم ایسا کئے ہوتے تو اُس شہر میں بہت دن
تک ہم آرام پاتے کیونکہ اس فوج میں پرانے پرانے رجمنتاں اور انگریزوں کے بہتیرے

پریشان

سپاہی تھے۔ دوسرے دن یعنے اٹھارھویں کو تمام ایسی شدت سے طوفان چلتا رہا اور ایسی کثرت سے برسات اُنڈیلتا رہا کہ کوئی بھی گھر چھوڑ کر باہر نکل نہ سکا۔ شام کے وقت سات گھنٹوں کو شہزادے کے یہاں گیا تو اسکی کوٹھری میں کسیکو نہیں دیکھا مگر میں جب رخصت ہونے پر تھا مستر سلون شہزادے کی خلوت گاہ سے نکلکر مجھے بولا کہ دشمن کے پاس سے چھین لئے تھے سو توپ موسم کی بدی کے سبب سے میدان جنگ میں ہی پڑی ہی اُسپر نہ کوئی پہرہ ہی نہ کوئی نگہبان میں چاہتا ہوں کہ تم ایک سارجن اور بیس آدمی کی گبارد رکھہ لیکر وہاں جاویں اور شب باشی اُن ہی کے ساتھ کریں پھر وہ بولا کہ تمھارے ہمراہ ہونے کی خاطر وہ گارد نیچے تیار ہی۔ میں اُس گروہ کے ساتھ چلدیا سارجن کے ہاتھ میں ایک قندیل تھی مگر اُسکا چراغ جلد بجھ گیا اور بسبب اس حادثے کے ہم معاً اپنا راستہ گم کئے اور اُس پہاڑ کے دامان میں بہت وقت تک مُردوں کے ڈھیکوں پر آوارہ گردی کرتے رہے حالانکہ شب بہت تاریک تھی باوجود اس تاریکی کے وے اپنی سفید رنگی سے معلوم پڑتے تھے کہ مُردے ہیں اِس تماشاگاہ کے ہول وہیبت سے ہماری مزاج جو منغص ہوگئی تھی اُسپر علاوہ یہہ ہوا کہ ہوا اور برسات کا صدمہ پورا ہمارے چہروں پر تھا میرے گھوڑے کے بدن میں ایک رعشہ پڑ گیا بیقراری سے بڑی حرکت کرنے لگا جب اسکو مُردوں کی ڈھیکوں پر پیر ڈالنا اور اُن پر چڑھنا پڑتا تھا۔

ہر وقت لرزنے لگتا تھا۔ غرض بہت وقت تک ہم اِن مردوں میں آوارہ گردی کئے آخرالامر توپ کا سُراغ ہمکو لگا۔ جب میں فِل کرکی کو الٹ آیا تب سمجھا کہ ایک سخت بوجھ سے مجھے سبکباری حاصِل ہوی مگر یہہ ہولناک تماشا جو میں دیکھا تھا مُدت تک میری آنکھوں میں پھرتا اور من میں بستا رہا۔

P. 81

۷۷

ابردین نامی ایک بڑی بستی اِنوَرنِس سے ایک سو چھبیس میل کے لگ بھگ فاصلے پر واقع ہی وہاں کمبرلنڈ کا ڈیوک آتے ہی اپنی فوج کو اُس بستی کے محلوں اور گرد و نواح میں تقسیم کردیا اِس نیت سے کہ بہار کا خوش موسم شُروع ہوئے تک وہاں اقامت کرے۔ اِستراتھ بوجی میں ہی سو کیتھہ کی چھوٹی بستی وہ بلکایا تھا سو مقاموں کے گویا بیچا بیچ میں واقع ہوی تھی وہاں بھی وہ اپنی کچھہ فوج رکھا تھا۔ مستر گلاس گو نامی ایک سردار اَیرلنڈ کا باشندہ فرانس کا نوکر شہزادے سے عرض کیا کہ مقام کیتھہ سے انکو ہٹکانے لگا دوں اور فقط دو سو آدمی کی ٹکڑی میرے ساتھہ کردو تو میں یہہ کام کرتا ہوں کہکے شرط کیا۔ شہزادہ شُروع میں پس و پیش ہوا کیونکہ اِس مُہم کی کامیابی کے بابمیں اسکو بڑا شک تھا آخرالامر راضی ہوگیا۔ گلاس گو کا مُہم جس مرتبے میں کہ بہادرانہ تھا اُسی مرتبے میں پُرخطر بھی تھا۔ غرض دانائی اور ہُنرمندی سے اُسکی ہمراہی لیکر

اطراف

نکلا الوجوہ سرسبز و کامیاب ہوا۔ اپنے کوچ کے واسطے یعنے رستے میں اتنا وقت
لگیگا کرکے جو وہ خیال کیا تھا اُتنا ہی وقت گذرتے ہی کسیکو نہیں معلوم ہوئے سرکیا
رات کو ایک گھنٹے کے وقت وہ کیتھے میں آپہنچا۔ تھانے پر کھڑا تھا سو پہرے
والا پکار کے پوچھا کون جاتا ہی؟ مسٹر گلاس گو جوابدیا۔ دوست۔ پھر پہرے دالے
کے پاس پہنچکر اُسکو اپنی خنجر سے مار ڈالا۔ بالاگھاٹیاں معاً گیارڈ پر یورش کرنے
شروع میں کچھ مقابلہ کئے مگر معاً ہتھیار رست دئے۔ تب ایک لحظے کی بھی فرصت
نہیں لیکر بستی میں تمام ڈوڑ گئے سپاہیاں جو باشندگوں کے گھروں میں
رکھے گئے تھے انکو پکڑکر قیدی بنالئے۔ مسٹر گلاس گو اُس امر کو ایسے سلیقے سے
نبھیڑا کہ ایک گھڑی سے کم عرصے میں اپنا مقصد حاصل کرکر ایک سو اسی قیدی
کو ہمراہ لے اُلٹ آیا دوسرے دن شہزادے کے روبرو انکو حاضر کردیا۔ اس
بہادرانہ مہم کا نتیجہ بہت ہی اچھا ہوا انگریزوں کے دلوں میں اسکا اثر ایسا
کچھ ہوا کہ دسے سمجھے اپنے کو کہیں بھی امن نہیں پھر اس سرد سیر اور پہاڑی ملک
میں عین زمستاں کے وقت انکو لازم پڑا کہ اپنی نوکری دوھری بجالاویں۔
اسکے تعب سے بیماری اسقدر بڑھ گئی کہ ابردین کے اسپتالوں میں اور دیوک آف
کمبلینڈ کے ہیڈکوارٹرس میں بیماراں بھر گئے۔

ایسے موقعہ میں اور فرتھ سے ہم جسطرف کہ تھے اُسطرف کے دوسرے چھوٹے
بندروں میں مچھلیاں پکڑنے کے چھوٹے بڑے تمام بڑ دسے جو مل سکے فندھارن
لانے کے واسطے شہزادہ حکم کیا فرتھ تین میل کے لگ بھگ چوڑی ہی۔ اور تاریخ
انیسویں بیسویں کے مابین رات کے وقت ہم اُن بڑوں میں سمائے اُتنے لوگوں
کو سوار کر دیکر ڈیوک آو پرتھ کے علاقے کر دئے اِس مہم کی حکومت پر وہی مقرر
ہوا تھا۔ ڈیوک اپنے ہمراہ اٹھارہ سو آدمی کو لے لیا صبح کے وقت شب دود جو کثرت
سے گر رہا تھا اُس مہم کے حق میں بہت مفید تہا وہ اپنی ٹکڑی کو لیجا کر دشمن کے بہت
ہی نزدیک اُتار لیا اور نئے ہاتھوں میں تلوار لئے ہوئے جلدی کر کر پچاس ڈگ کے
اندر ہوگئے تک دشمن کے نظر نہیں پڑے۔ بالا گھاتیاں اپنے پر گرنے کے لئے مستعد
ہیں سو دیکھکر دشمن ایسا کچھ گھبرا گئے کہ اکثر اُن میں سے اپنے اپنے ہتھیار ڈال
دیکر ہم جنگ کے قیدی ہیں کر کے کہتے ہوئے علاقے میں آگئے۔ تھوڑے بھاگ کر
بچ گئے لارڈ لوڈن بھی بھاگ گیا۔ ڈیوک آو پرتھ اُسی روز سیکڑوں قیدیوں کو لے
انورنس کو اُلٹ آیا ایک توپ نہیں چلا یا ایک قطرہ لہو نہیں بہتا۔

اُنیسویں کو ڈیوک آو پرتھ کے حوالے ٹکری ہو گئی کے جو بستر مکڈنلڈ اسکات ہوس کا باشندہ
تمام دِن میرے ساتھ رہنے کی نیت سے آیا۔ اُسکی عُمر چالیس برس کی تھی چہرہ خوش ڈیل
ڈول پسندیدہ شکل اُسکی عُمدہ اور حاکمانہ تھی۔ ایک لایق اور بہادر آدمی میں ہمیشہ
رہتے سو خصلتاں اُسمیں موجود تھے شجیع تھا مہذب اور احسان دوست دِل اُسکا
دُرُست رائے اُسکی صایب تھی۔ اگرچہ اُسکی میری دوستی فقط شہزادے کے مُہم میں شروع
ہوئی مگر مجھے اُسکی لیاقت کیسی ہی اور صُحبت کے برکات کیا ہیں سو جلد معلوم ہو گیا اگرچہ
ہماری عُمر میں برا فرق تھا تسپر بھی میری اُسکی گاڑی دوستی ہو گئی۔ وہ میرے ساتھ
سب طور سے محبت پدری کرنے لگا۔ ازبسکہ وہ بالطبع زندہ دِل اور خوشباش تھا ایکبار
جب وہ میرے پاس آیا اُسکے چہرے پر آثار ملالت کے پائے گئے۔ اِسکا سبب میں پوچھا تو وہ

خفگی

مرد معقول آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا کر مجھے جواب دیا آہ شفیق باپ ہونا کیا ہی سو تم نہیں
جانتے۔ آج شام کو ایک ٹکری لارڈ لوڈن پر حملہ کرنے کی خاطر جاتی ہی تمکو معلوم نہیں
مجھے ایک لڑکا ہی جسے میں نہایت عزیز رکھتا ہوں وہ اُسکی رجمنٹ کا عُہدہ دار ہی
اِس نوجوان کو یہہ خدمت جو میں پیدا کر کے دیا میں اپنے کو بہت خوش طالع سمجھا تھا
مگر میرے خیال میں یہہ بات نتھی کہ شہزادہ اِسکا تلند میں اُتر پڑیگا۔ شاید میرے نصیب میں
ایسا لکھا ہی کہ ہماں میرے بچے کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالوں اور جو گولی کہ میں اپنے بچاو کے

واسطے چھوڑ دوں میرے ہی کہیں موت کا سبب ہو جاوے بہر حال اگر میں لڑکی کے ہمراہ جاؤں
تو احتمال ہی کہ اُسکو بچاؤں اگر میں بچاؤں تو شاید وہ دوسرے کسی کے ہاتھ سے مارا پڑے۔
بیچارے اِس کاتہوس کے بیان سے مجھے نہایت رنج ہو گیا میں بھی اُسکے ساتھ رونے لگا اگر
میں اس نوجوان کو جو ایک محبت بھرا باپ کے حق میں تشویش دلی کا سبب پڑا کبھو نہیں دیکھا
تھا۔ تمام دن میرے پاس ہی اسکو روک رکھا تا بامکان اُسکے دلکو اِس غمگین خیال سے
پھیرنے کے لئے سعی کرتا رہا پھر رخصت کے وقت اُس سے اقرار لیا کہ اِس مہم سے اُلٹ آتے
ہی میرے سے ملاقات کرے۔ دوسرے دن شام کے وقت کوئی آکر دروازہ زور سے ٹھوکا
میں سنتے ہی دوڑ کر دیکھا تو یہہ نیک بخت باپ ایک خوب صورت نوجوان کا ہاتھ پکڑا ہوا کھڑا
ہی۔ خوشی سے اُسکے آنکھاں چمک رہے تھے مجھے پکار کے بولا اے مہرباں کل جو اِسقدر میری افسوس
کا سبب پڑا تھا یہی شخص ہی۔ میں اسکو آپ قیدی بنا لیا اور دوسروں کو قید میں لانیے
کے واسطے میں بہت کم تصدیع اُٹھایا۔ اتنا کہکر خوشی سے آنسو بہایا مگر ان آنسوؤں میں
شب گذشتہ کے آنسوؤں کی نسبت کرتے بہت فرق تھا۔ میری کوٹھری میں ہم تینوں ملکر
کھانا کھائے اس باپ بیٹے کی محبت پر نظر کر دیکھنے سے مجھے اِس مرتبے میں خوشی حاصل ہوئی
کہ کبھی نہیں ہوئی تھی۔

ہمارا مہم شروع ہوا تب سے ہماری فوج میں تھے سو بالا گھاتیوں کے عدد سے زیادہ انگریزی
سپاہیاں ہمارے قید میں آگئے پھر انکو کیا کرنا اور کس تھکانے لگانا سو ہمکو بڑی دقت پڑی۔
ہماری چل چلاد کی فوج کو تو ہمیشہ سفر ہی رہا کرتا تھا وے ہر روز بھاگ جانے لگے چنانچہ تھوڑے
ہی ہمارے پاس رہ گئے۔ مگر خرابہ یہہ پڑا کہ وے جا کر پھر اپنے اپنے رجمنٹوں میں مل جاتے تھے چنانچہ ہم
جن لوگوں پر اگلے فتح پا کر انکے جانوں کو امان دیتے ہوئے آئے پھر اُن سے ہمیشہ ہمکو مقابلہ
کرنا پڑتا تھا۔ انگریزوں کے حق میں یہہ امر بہت بڑے فائدہ کا ہوا کہ جن سپاہیوں پر کہ
انکا حق کچھہ نہیں تھا ویسے ہزاروں سے اگر اس طرح انکی فوج میں مل جانے لگے۔ اس قباحت
سے باز آجانے کے واسطے فقط دو صورت تھے یا تو انکو فرانس کو روانہ کردینا یہہ امر آسان
نہیں تھا کیونکہ جہازوں کو پیدا کرنے دقت پڑتی تھی یا تو انکو قید ہی میں نہیں لانا اگر لاویں
تو تہ تیغ کرڈالنا شاید یہہ بات جنگ کے شرطوں میں جانبین برابر ہی پڑتی کہ ہر ایک انگلش
سپاہی جو قیدی بن جاتا تھا بیشک اسکو دلی دینگیلاک کرڈالتے تھے۔ یہہ دوسری صورت حالانکہ
نظر کرتے انصاف کے مناسب تھی مگر ہمارے سریکھے رحم دل اور بالطبع مروت رکھنے والوں کے پاس
نہایت درجے میں کٹھن نظر آتی ہے۔ اب جنگ اور یکی آئین جو ہمکو اختیار کرنا لازم پڑا ہی
رہ گئے تھے کہ دشمنوں کے دلوں میں خوب رعب ڈال دیکر جن اشخاص سے کہ ہم ایکبار جنگ کر چکتے
ہیں بار بار پھر بھی ان ہی کے ساتھہ جنگ کرنے نہ پاویں۔ قطع نظر اسکے انگریزی سپاہ ایک دفعہ

مشکل

منتشر ہو جاویں تو بس پھر اپنے جھنڈوں کے ساتھ جا کر ملنے کی خواہش آگے کے سیکھا
انکو باقی نہیں رہتی اور ہمارے پاس سے بھاگ گئے کے بعد جو وے جانتے کہ پھر انکو
امان نہیں ملیگا تو بالا گھاتیوں کی تلوار کے صدمے سے دوسرے مرتبہ اپنے کو
مبتلا نکرتے مگر انکو معلوم تھا کہ رحم دلی کے سبب سے ہم لوگ سخت گیر نہیں اسواسطے
وے پھر بھی ایکبار اپنے کو قیدیاں بنا ڈالنے کے خطرے میں پڑتے تھے بستر بیتر اسکے
جسکی ذکر میں آگے کر چکا ہوں اور اسکے قیاس ہمیشہ ناور ہی رہتے تھے اس محمسے سے نجات
پانے کے واسطے شہزادے کو ایک تجویز بتلا یا یعنے انکے داہنے ہاتھوں کے انگوٹھے تراش
ڈالنا تا کہ وے بندوق تھامنے نپاویں۔ شہزادے کو قوم انگریز کے ساتھ جو اسکے
خاندان کے قایل بنے تھے نہایت مرتبے میں محبت رہنے کے سبب سے انکو تھوڑی بھی زحمت پہنچنے
کی تجویز کچھ رہی تو اسکو اختیار نہیں کرتا تھا
چار سو یا پانچ سو عہدہ دار تک ہمارے قیدی بنکر تھے اٹھارہ مہینے تک میسر پھر تلوار باندھنے
کی نوکری نہیں کرنا کر کے اُن سے قول لیکر شہزادہ اجازت دیا کہ جہاں چاہتے ہو
وہاں چلے جاؤ۔ فالکر کی میں سپتر سے تھے سو قیدیوں سے شہزادہ قول کے سوائے
زیادہ مضبوطی سے قسم بھی لیا مگر ڈیوک آف کمبرلنڈ نیدن بارہ سے نکلتے تب ہمارے
قیدیاں جنگ کے ہو کر تھے سو تمامی انگریزی عہدہ داروں کو خطوط روانہ کیا کہ اپنے اپنے

دُشمن +

قول اور قسم سے چھٹکارا پالیویں اور یہہ کہا کہ باغیوں کو دیتے سو قول کے موافق
عمل میں لانا انکو لازم نہیں پڑتا ہی اور یہہ بھی کہا کہ معاً اپنے اپنے رجمنٹوں میں آکر داخل
نہو جاویں تو انکی سزا یہی ہی کہ انکے عہدے دوسرے لوگوں کو دیا جاوینگے - ڈیوک آو کمبرلنڈ
کے چھٹکارا دینے کو فقط چار شخص قبول نہیں کئے یعنے سر پیٹر ہالکٹ جو لی کی رجمنٹ کا لفٹن
کرنل تھا اور گلادسمور کے جنگ میں سپر گیا تھا اور مستر راس بیٹا لارڈ راس کا اور دو
آفسران نے جواب دئے کہ تو ہمارے عہدوں کا خاوند ہی مگر ہماری عزت و حرمت کا نہیں
ان کے سواے دوسرے تمام قبول لیکر انگریزی عہدہ داروں کے نام کو دایمی عیب لگائے
انورنس میں ہمکو معلوم ہوا کہ ڈیوک آو کمبرلنڈ اپنی
فوج کو جمع کر لیکر اپریل کی اٹھارھویں کو ابرڈین سے روانہ ہوا اور اولڈ ملڈرم اور
بنف کا رستہ لیا - شہزادہ معاً لارڈ جان ڈرمنڈ کے ساتھہ رایل اسکاتس کی رجمنٹ
ایرش بریگیڈ کے پانچ پکٹ لارڈ ایلکو اور ہمارے سوار فتنر امس کی رجمنٹ کی
پکٹ کر ڈنکریلچن کو روانہ کیا آخر میں مذکور ہوئی سو پکٹ گھوڑوں کے سوالے تھوڑے
ہی دن کے آگے پیشر ہیڈ میں اتری تھی مگر اسکے ہمراہ زین اور لجامان اور دوسرا
اسباب سو ایکا نہیں تھا جو گھوڑا ہاتھہ لگتا اسپر یہہ اسباب کس ڈالتے تھے - لارڈ جان کو
تاکید ہوئی کہ اسپی کے کناروں پر مورچے باندھہ کر رکھے اور ڈیوک آو کمبرلنڈ کے ساتھہ

اُس ندی کے راستے کے واسطے مقابلہ کرے۔ لارڈ جان اِسیطرح اٹک کریگا کہ شہزادہ
بھروسا کیا تھا وہ سمجھا کہ ڈیوک کو ندی کا گھاٹ ہاتھ نہیں لگنے کے واسطے لارڈ جان
تا بامکان حکمت کریگا اور اُس راستے کو اگر وہ بالکل بعبور نکرڈال سکے تو اتنا تو بھی کریگا
کہ مضبوط مورچوں کے سبب سے ڈیوک آو کمبرلنڈ کے آنے میں اٹک پڑجاوے۔ شہزادے
کو اُمید تھی کہ اپنی تمام فوج کو فراہم کرلینے کی فرصت ملیگی کیونکہ اس فوج میں سے آدھے
لوگ تک اپنے اپنے لوگوں کو دیکھنے کی خاطر سرداروں کے ہمراہ گھروں کو گئے تھے اُن
سرداروں کی نیت یہہ تھی کہ رعیت پرجا میں سے ہر ایک شخص کو جو ہتھیار پکڑنے کے قابل
رہے بلا رعایت حکم کرکر باہر لاوے۔ سوائے اسکے انورنس میں غلّے کی گرانی نہایت
رہنے کے سبب سے بھی گھروں کو جانے کی خاطر اُنکو اجازت ملی تھی شہزادے کو یقین
ہوا کہ جس دم اُنکو حکم پہنچیگا اُسی دم آکر خوشی سے اپنی فوج میں ملجاوینگے
ڈیوک آو کمبرلنڈ اسپی ندی کا گھاٹ پار ہوگیا اور اُسکو ذرہ بھی اٹک نہیں ہوا یہہ
کیفیت صدمہ رعد کی مانند ہمارے تک پہنچتے ہی انورنس میں حیرت جو چھاگئی آسانی سے
خیال میں آسکتی ہی۔ فقط لارڈ پیلکو جو ہمیشہ اپنے کو ممتاز کرکے رکھا تھا اپنی ذات کے
نگھبانوں کو ہمراہ لے گھاٹ پر موجود ہوا اور انگریز ندی میں رہے تک چند گولے ادھر سے
اُدھر گئے اور اُدھر سے اِدھر آئے۔ مگر اُسیوقت اُسکو اُلٹ جانا پڑا۔ انگریز بمقدم گرمی

جمع کرنا

اس ٹکری کا پیچھا کیئے اور بڑے بڑی مشکل سے بھاگ گئے ۔ لارڈ جان ڈرمنڈ اپنے علاقے
میں تھے سو پیدلوں کے کوروں کے ساتھ پلٹن میں رہ گیا اور ندی کے رستے کو روکنے
کے واسطے کسی نمط کی حرکت نہیں کیا۔

مستر ہنٹر برنسید کا باشندہ جو ذاتی نگہبانوں میں کا سردار تھا قید میں سیتر ماستر نا
بچ گیا۔ وہ دشمن پر اپنا طپانچہ چلانے کے وقت اپنے گھوڑے کی گردن کو گھایل کر ڈالا
گھوڑا اسے گرا دیا لیکن جس دم انگریز آکر اسے پکڑ لینے گئے یہہ دوسرا ایک ذاتی نگہبان کے
گھوڑے پر اچھل کر سوار ہو گیا پھر وے دونوں بچ گئے ۔ لارڈ جان ڈرمنڈ تو فرانس کی نوکری میں
جنرل آف بنگے تھا مگر جنگ کے ہنر سے وہ ناواقف رہا سو بہت ہی عجیب و غریب نظر آتا ہی

نادر = نادر
P. 85

۸۱

اپریل کی پندرھویں کہ ڈیوک آو کمبرلنڈ کی پیدایش کی تاریخ تھی شہزادہ خیال کیا کہ انگریز
اس روز پی کھا کر مست رہینگے بکایک انپر حملہ کریں تو سبز جانیکا احتمال ہی۔ تیرھویں تاریخ
سے کہا ستل آو کلوڈن کے نزدیک جس مقام میں کہ ہم رہتے تھے وہاں سے دس بارہ میل کے
فاصلے پر مقام نیرن میں ڈیوک کا لشکر تھا وہاں راتکے وقت ڈیوک پر حملہ کرنے کی
تجویز شہزادہ تھانا ۔ اس کام کے واسطے وہ فوج کو معاً آٹھ گھنٹے رات کے وقت
کچھ شور پکار نہیں کر کر نکلوا اور دو صف باندھے ہوئے کوچ کر ڈالنے کا حکم کیا۔ پہلی صف کی

شروع میں معمول کے موافق لارڈ جارج آپ تھا شہزادہ جو دوسری صف کی حکمرانی پر تھا
پہلی صف اسکی رہبری کی۔ اندھیری رات میں ہمکو راستے کا کچھ نشان نہیں لگتا تھا
اس سرزمین میں سے اتر تنگ ہوکر چلے گئے اور راتوں کے وقت تمام کوچ کرنے والوں
کے حق میں جو آفت کہ ہونا لازم ہے ویسی ہی آفت ہم پر بھی ہوئی۔ اس کوچ سے نہایت
درجے میں سب تھک گئے علاوہ سب میں پریشانی اور خلل بھی پڑ گیا۔ بالا گھاٹیاں
راستے کی دقت کے سبب سے سب ایک جا باہم نہیں رہ سکے کرم ویش پھیل گئے اور
ہمارے پاس بہت سے آوارہ گرداں رہگئے۔ سوائے اسکے اور بھی بہت سے بڑے بڑے
مقامات اندھیرے میں پار ہونا پڑا کیسے بھی اچھے بندوبست کے فوجداں رہیں تو ایسے
مقام میں بندوبست کو بحال رکھنا غیر ممکن ہے۔

P. 86

٨٢

لارڈ جارج جو پہلی صف کی حکومت پر تھا انگریزوں کے پاس ٹوٹنے میل کے فاصلے سے جب
پہنچ گیا ان کے لشکرگاہ تک جا کر ملا تھا سو ایک مرغزار میں داخل ہونے کی جگہ اپنی صف
کو ٹھہرا دیکر معاً شہزادے کو اطلاع دیا کہ بالا گھاٹیاں آتے ہی انکو جنگ کے سرشتے پر کھڑے
کرنے کے واسطے یہاں تھوڑا توقف کرنا بہت ضرور ہے تاکہ روبرو سے مقابلہ کریں اور
دشمن پر سب ملکر بغیر کر بری کے یورش کریں۔ لارڈ جارج کی اس تجویز کو مستو میرنا کیھہ کا

باشندہ اور مسٹر کمپرن کوی شل کا باشندہ جو پہلی صف کی حکومت پر اُسکے ہمراہ تھے بہت
پسند کئے اور مجھے بھی ہمیشہ یہہ تجویز معقول اور درست نظر آئی مگر شہزادے کو گڑبڑی
سے اور جدا جدا آگے بڑھکر جانے کے درعوض جنگ کے سرشتے پر کھڑے رہکر اور باہم ملکر
حملہ کرنے کی بات ضرور نہیں نظر آئی اِسواسطے لارڈ جارج کے پاس اپنا خاص ایڈی
کیامپ بھیجکر حکم کیا کہ تیرے ساتھ کتنے لوگ رہے تو بھی پروا نہیں ڈیوک آوکمبرلانڈ کے
لشکرگاہ کو جاتے ہی اُسپر حملہ کر۔ لارڈ جارج کے پاس شہزادے کا جواب پہنچتے ہی وہ معاً
انگریزوں پر بڑھتے جانے کے درعوض بائیں طرف کے راستے سے پلٹ گیا۔ مسٹر ہیبرن اسے
بولا اب وقت نہیں ہی ڈیوک آوکمبرلانڈ کے لشکرگاہ کو پہنچنے کے لگے دن چڑھ جاویگا
اور دشمن ہمارے پہنچنے سے خبردار ہوکر ہماری حالت کو غنیمت جان ہم بے بندوبست
اور منتشر پیش سو عالم میں حملہ کریگا۔ مسٹر ہیبرن جوابدیا چنداں مضایقہ نہیں اگر کچھہ دن
چڑھا تو بالاگھاٹیوں کو اپنے تلواراں اچھے طور سے عمل میں لانیکے واسطے تائید ہوگی
مگر لارڈ جارج اُسکی بات نہیں سُنکر کچھہ بھی کام کرنیکے سوائے معاً کیا۔ تل آوکلودن کو
اُلٹ جانیکے عزم بالجزم پر قایم رہا۔ شہزادے کو لارڈ جارج نکل گیا سو کیفیت معلوم
نہیں تھی وہ گمان کیا کہ پہلی صف بھی اپنے آگے ہی دشمن کے لشکرگاہ کے نزدیک
نزدیک پہنچ گیا مگر اُسکا گمان غلط تھا سو جب اُسکو معلوم ہوا معاً اُلٹ گیا اور

P 87

فوج صبح کو سات گھنٹوں کے لگ بھگ خوب تھک جاکر اور کچھ کام نہیں چلنے سے
برہم ہوکر کلوڈن کو آگئی

۸۳

جبکہ بھوک سے ناتوان ہوکر اور گذشتہ تین رات کے پیہم محنت سے خوب تھک جاکر ہم
کالوڈن کو پہنچتے ہی میں تا بامکان جلدی کرکر اورنس کو چلا گیا یہاں کچھ ڈھلکا
لیکر اپنے توان کو بحال کرنیکی خواہش سے اونگتا اونگتا اپنے کپڑے اُتار اگر جب
اپنا پاؤں بچھونے پر رکھا اور چاہتا تھا کہ چادر تانوں ایسے میں ہتھیار باندھو
کرکے نقارا بجتے اور مونہہ سے ہنوز یہاں کسو کرکے فیتز جیمس کی پلٹن میں تُرتُریاں پھونکے
مجھے حیرت ہوگئی اور یہ آوازے میرے حق میں گویا رعد کے صدمے تھے۔ جلدی کرکر
کپڑے پہن لیا میری آنکھیں اور کھلے تھے گھوڑے پر سوار ہوکر ہماری فوج میں جو تیکری
پر تھی گیا یہاں ہم بہن جن تلک تھے اُس پر سے ہمکو نظر آیا کہ انگریزی فوج ہمارے سے
لگ بھگ دو میل کے فاصلے پر ہی شروع میں ایسا معلوم ہوا کہ وے جس جگہ تھے اُسی
جگہ مقام کیا چاہتے ہیں کیونکہ بہت سے ڈیرے کھڑے کرچکے تھے مگر تمام اُنکے ڈیرے
ایکبارگی گم ہوگئے اور معاً ہم دیکھے کہ ہماری طرف چلے آرہے ہیں۔ ہماری فوج جنگ
کرنے کی تیاریاں کرتی تھی سو دیکھ کر اغلب ہی کہ ڈیوک آو کمبرلنڈ اپنے نقشے کو بدلایا

وہ بیشک بہت اندھا تھا کہ بھوکھ اور پیاس کے سبب سے تھک جا کر ہمارا حال تو تباہ
ہو گیا تھا ایسے حالمیں وہ معاً ہمارے پر حملہ کرنے کے لئے سستی کیا علی الخصوص جب وہ ہماری
حرکتوں سے معلوم کیا کہ ہم اپنے کو کسی طرح سے فایدہ نہیں ہوگا سو جانکر اور اپنے
پیروں سے آپ گو زمیں جاتے ہیں سو خوب سمجھکر جنگ کرنے مستعد ہیں۔ ڈیوک اُو
کمبرلنڈ کو دن چڑھے تک معلوم نہیں ہوا کہ راتکو اُسپر بلا آنے والی تھی اور سبکو معلوم ہوتے
ہی معاً اپنے ڈیرے اُکھڑوا کے ہمارے پیچھے قریب قریب لگا ہوا چلا آیا۔

پاؤں

P 87

۸۴

شہزادہ کلوڈن کو اُلٹ آئے پر لارڈ جارج مرے پر برہم ہوکر تو تھا علانیہ فرمایا کہ اُسکے
بعد میرے سوا کوئی بھی ہو فوج پر حکمرانی نہیں کرتا ہی۔ شہزادہ عاقبت اندیشی نا کرکر ہمیشہ
جنگ کرنے پر مستعد رہتا تھا انگریزی فوج نمود ہونا شروع ہوتے ہی اِس سے بولے کہ [illegible]
مارے تعب کے اِدھر اُدھر چلے جا کر اطرف کے کھیتوں میں اور باتھوں میں منترک سوتے
ہیں بہت لوگ اُنمیں کے جنگ میں حاضر رہنا ممکن نہیں کیونکہ اُنکا کھوج نکالنا دشوار ہی
قطع نظر اسکے انکے عالمیں ہیں سیر کھے لوگوں کے ہاتھ سے کیا ہو سکیگا؟ خواب وخور نہیں
رہنے سے تھک گئے اور اُس رات کے کوچ سے بالکل ناتوان بن گئے ہیں۔ یہہ کوچ اِنگلنڈ
میں کئے تھے سو کسی ایک کوچ کی نسبت کرتے ہزار مرتبہ خراب تھا۔ انکا قوت کچھہ عادت سے

ظاہر

زمعکرنہیں۔ میدان کے پیچھے کئی سو

بلند زمین کی طرف ہٹکر چلے جانے کی خاطر اُسکو تجویز بتلا کر بولے کہ گڑھی کے کھنڈیروں سے اسکے بیسرے کو پشتی ہوگی وہاں بتیریوں پر رکھے پیرکھا اپنے توپوں کو موقع پیر رکھ سکتا ہی پھر انورلس بھی قبضے میں رہیگا اور فوج کو تازہ دم ہونے اور سونے کی رخصت ملیگی۔ انکو چوبیس گھڑی تک آرام دینویں تو بس ہی دے خوب بحال ہوکر بالکل نئے آدمی بن جاوینگے۔ اس فائدہ مند موقع میں انورلس کی پناہ کے واسطے اطراف خندق بناد الیں تو ڈیوک آف کمبرلنڈ اگر ہمارے مقام کو خوب جانچکر دیکھا سو وقت ابھی ہمارے پر وہ حملہ کریگا کرکے ڈرنے کو کچھ سبب نہین ہی اگر باوجود اسکے بھی ڈیوک جرأت کرکر حملہ کریگا تو اُسکو اپنی بے باکی کا ثمرہ دینا پڑیگا۔ پس اس مقام میں ہم چند روز تک آرام سے رہینگے کرکر خیال کر سکتے ہیں اور جو لوگ رضا لیکر غیر حاضر ہوئے ہیں اس بیچ میں آکر فوج میں داخل ہوجاوینگے۔ غرض شہزادہ کرسی کی تجویز نمانا اور جو ہو سو ہو کہکے جنگ کرنے پر عزم بالجزم کرتا تھا۔

٨٠

ہمارے میمنہ سے بہت ہی قریب رہنے کے سبب سے انکی آتشکاری کا صدمۂ عظیم اس قدر تھا کہ تمامی قطاراں ایکبارگی فرداً فرداً چھوڑ دے گئے۔ دلدل کی زمین نابرابر رہنے سے

ہانتھ

بیدرے چل

تن کی طسنیو

ہمارے میمنہ اور قلب کی ٹکریاں دشمن کے ساتھ اول مقابلہ کئے ہماری پہلی صف کچھ
ترچھی ہو کر آگے بڑھی مگر روبرو سے اور بازو سے ہلاکت بخش آتش کاری جو ہوی اس سے عاجز
آگئی پس میمنے کے لوگ ٹک نہیں سکے مجبور ہو کر بھاگ گئے مگر ہمارے قلب کی ٹکری دشمن
کے پہلے صف کو توڑ ڈالکر دوسری پر حملہ کی میسرے کی ٹکری جسمیں میں سکاٹ ہوسں کے ساتھ
تھا دشمن سے بیس قدم کے اندر فاصلے سے کھڑی تھی جب بھاگڑ سب میں ہونے لگی اور بجلی کی مانند
جلدی کے ساتھ ہماری فوج کے میمنے سے میسرے کی طرف پھیل گئی دشمن پر اپنی پہلی سلک
چلای - کیا ہیبتناک تماشا بنگیا تھا! جو بٹالیاں کہ شیروں کی طرح بہادری سے
اور استقلال کے چہرے بنائے ہوئے یورش کرنے کے واسطے آگے بڑھا کرتے تھے بہت
ہی بیطوری کے ساتھ نامردوں کی مانند کانپتے ہوئے بھاگتے نظر آئے - بالاگھاٹ کے
حملے اہل فرانس کے حملوں کے ساتھ بہت مشابہ ہیں کرکے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک شعلہ
ہی جیسے بھڑک سے فقط ڈرنا ہی اسکے قیام کا کچھ ڈر نہیں -

کیسے اچھے سپاہی بھی ہوں وے ہمیشہ زبردست رہ کر رہینگے سو صفت انمیں نہیں -

یہہ بات ظاہر ہوی کہ اہل انگریز حصار کو اپنے تصرف میں لالئے سو وقت ہماری تباہی خواہ
مخواہ ہو جاویگی - بادشاہ آپ جائے بلکہ گرتھا سو بلندی پر سے یہہ بات کا خیال کر کر چھے
سات وقت عرض بیگیوں کو لارڈ جارج کے پاس بھیجا اور اسکو حکم کیا کہ حصار کو لینے

تصرف میں لاویوے بادشاہ دیکھا کہ اپنا حکم بجا نہیں لاتے تو بھی وہ بلندی پر بھی سو
اپنی جانے کو نہیں چھوڑا۔ بہرحال یہہ نازک وقت تھا اِس وقت وہ معاً اپنی فوج کا برا
بننے کے واسطے تقدیم کر کرا اور آپ بجالانا چاہتا تھا سو ویسے جنگی ہنران بجالا کر ایک
گرینڈیر کی سی جوانمردی ظاہر کرنا ضرور تھا۔ اسکے رعیتاں کبھی اُسکی نافرمانی نہیں کرتے
کیونکہ اُسکو اُسکے بزرگوں کے تخت پر قایم کرنیکے واسطے وے اپنا جان و مال دریغ نہیں
رکھے اور اُسکے واسطے اپنے لوہو کا اخیر بوند تک ٹپکا دینے حاضر تھے۔ بعض اتفاقات ایسے ہوتے
ہیں کہ خود سپہ سالار گھس کر جانا اور توپوں کے مارے اپنے کو پرے نہیں رکھنا ضرور پڑتا
ہی حقیقت پوچھو تو چند گولیوں کی پروا نہیں کرنے کا اتفاق ضروری جواب آکر پڑا تھا
ایسا اتفاق کبھی نہیں پڑا کیونکہ جنگ کا جیتنا اور ہارنا اُسپر موقوف رہا۔ ایسے بے باک جنگ
پر وہ آپ کمر باندھکر نکلا تھا تو مناسب یہہ بات تھی کہ خطر سے اپنے کو بچاوے مگر یہہ کام
اسطور سے کرنا تھا کہ آپ جینے اور مرنے کو کچھ چیز نہیں سمجھتا ہی ہیر کھا ظاہر ہووے اور جیسے
دھبے بنے ویسا دلیری اور دانائی کے ساتھ کام کرتے جاوے

P. 89

۸۹

ہمارے لشکر کے سیدھے بازو کی فوج نیرن کی ندی کی طرف ہٹ کر چلی گئی۔ اور رستے میں
انگریزی سواروں کی ایک ٹکڑی کے ساتھ ملی بالا گھاتیان اُنکو دیکھنے سے جیسا برشیا

حال نبے تھے ویسا ہی سے بھی نظر آئے۔ لیکن انگریزی سپہ سالار انکے لئے دانائی کر کے بیچ
میں سے ایک رستہ بنادیا اور طمنچے کی گولی کے مار کے فاصلے سے انکو چلے جانے دیا۔
انکو نہ ایذا دیا نہ قیدی بنایا۔ اُسکی جماعت میں کا ایک سردار ایک بالاگھاتی کو قیدی
بنانا کر کے اُسکو پکڑنے کے لئے چند قدم آگے بڑھا مگر وہ بالاگھاتی اپنی تلوار سے اُسکو گرادیا
اور اُسی جاپر اُسکو قتل کیا۔ اسی پر وہ اکتفا نہیں کیا تھوڑی دیر تک ٹھہر کر اُسکی گھوڑا
نکال لیا اور اُس لوٹ کو لیا ہوا چمپت ہو گیا۔ انگریزی سپہ سالار یہہ تماشا چپکا دیکھ

بھاگ گیا

رہا تھا۔ اپنے لوگ کو تازہ حکم دیا کہ اپنی اپنی صف چھوڑ کر بچادیں اور خود مسکرا رہا
تھا اور بالاگھائی کی دلیری کے سبب آپ آرزومند اسبات کا ہوا کہ وہ بھاگ کر
نکل جاوے۔ اپنا عدول حکم کیا سو عہدہ دار کی قسمت پر کچھہ افسوس نہیں کھایا۔ اگر
سواروں کا رسالا […] ہم انائی کو کام نہیں فرمانا تو وے معاً تمام ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے
شکست ہوئی سو وقت شکست پائے سو لوگ کو بھاگنے کے صورتوں سے محروم کرنے کی
کوشش کرنا بڑے خطرے کا کام ہی۔

P.90

۸۷

اپنی فوج منہہ پھرانا شروع کی سو دیکھتے ہی شہزادہ فریجیمس کی پیکٹ کے چند سوار لیکر بھاگ
گیا۔ جنگ ہوا سو چند ساعت کے بعد لارڈ ڈلہو اسکونیرن کی ندی کے پیچھے ایک کشتی کی کو

نہیں پایا۔ اہل پرتھ اسکو گھیرے ہوئے تھے اسکے پاس ایک اسکاتی بھی نہیں تھا اسوقت
وہ بڑی افسردگی کی حالت میں پڑا تھا۔ آپ پھر اپنے کاموں کا بندوبست کر سکیگا
کرکے اسکو ذری بھی اُمید نہیں رہی۔ وہ شریدن اور دوسرا ایک باشندہ ایرلنڈ کے
بدرایوں کو سنتا چلے گیا وے من مانے سر کھپا اسکو بچانے لگے اور تمام دوسرے تدبیروں
سے ہاتھ دھو حتی الامکان جلد فرانس کو بھاگ جانے کی فقط تدبیر ٹھہراے۔ لارڈ ایلچو
اسکو کہا کہ یہہ صدمہ کچھہ نہیں ہی فی الحقیقت کچھہ نہیں تھا پھر بڑی کوشش سے اسکی فہمایش
کرنے لگا کہ فقط اپنی فوج کو جمع کرنے کا خیال رکھو اور اسکے سرکردہ بنکے اور ایکبار جنگ
اور قسمت آزمائی کرو کیونکہ اس صدمہ کا علاج آسانی سے ہو سکتا ہی۔ مگر لارڈ ایلچو جو کچھہ کہ
بولا اُسپر وہ دل نہیں دیا اور اُسکی نصیحت کی مطلق پروا نہیں کیا

P 90

۸۸

اس صورت سے شاہزادہ چارلز سات آدمی کے ہمراہ مہم شروع کیا۔ اور ایسے وقت میں
اس مہم کو چھوڑا کہ اُتنے ہزار آدمی کا وہ سرکردہ بنا ہوتا۔ جن لوگوں کی وفاداری
اور محبت کے سبب سے وہ ہمیشہ محفوظ رہتا اور وے اسکی بچاؤ کے واسطے اپنا تمام خون
پھینک ڈالتے وہ ایسی جوانمردانہ مستقل لشکری کا سردار بنکر رہنے کے درعوض تن تنہا پہاڑوں کے
نیچے اوپر آوارہ گردی کرتے رہنا اور انگریزی سپاہ کے رسالوں کے ہاتھ میں جنکو اس

تعاقب کے واسطے ڈیوک آف کمبرلنڈ روانہ کیا تھا اسیر ہو کر مارے جانے کی نوبت میں
ہر لحظہ اپنے کو مبتلا کرنا افضل جانا۔ نئے لوگ خوب اُسکے نزدیک ہو جا کر تعاقب کئے۔
اکثر بار اُسکے لگ بھگ پہنچ جاتے وہ گویا کرامت کئے سر کیتا وہاں سے بھاگ جاتا
تھا۔ واقعی سولی سے اپنے کو بچانے اور اپنے لوگ کو سنگدل غصیلے اور بے رحم سپاہ کے
ہاتھ سے قتل ہونے ندینے کی صورت اُنکے حق میں یہی ایک ٹھہری تھی۔ بالا گھاٹیوں کے
اختیار میں بہت سے ٹیکرے اور ایسے پہاڑی رستے ہیں کہ جن برسے ایک وقت میں
ایک ہی شخص گذر سکے اور وہاں ہزار آدمی لاکھ آدمی کے حملے سے اپنے کو برسوں تک بچا
سکتے ہیں۔ اِس جائے میں سینگاں والے چارپائے بھرے ہوئے ہیں۔ اِن جانوروں
میں سے برس کو لاکھ سے زاید بالا گھاٹیاں اہل انگریز کو بیچا کرتے ہیں اِس صورت میں
کھانے پینے کے اسباب کی بھی ان لوگ کو کمی نہیں ہوتی۔ اور کچھ ہاتھ سے نہیں ہو سکنے کے
وقت اِسطور سے مصاحبوں کو رکھ لیکر جنگ کرنا شاید اخیر میں ضرور پڑتا کیونکہ عقل کی روسے
مجھے یقین ہی کہ دس یا بارہ روزکے عرصے میں ہمارا ایسا عالم ہو جاتا کہ انورنس کو مراجعت
کر کر برابری کے ساتھ ڈیوک آف کمبرلنڈ سے مقابلہ کریں۔

P. 91

۸۹

اپریل کی سولھویں تاریخ کو کلوڈن کا جنگ ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا سو سبب اُسکا یہہ ہی کہ

ہماری طرف ایکساں کے خدمات پر گئے مگر ڈیوک آف کمبرلنڈ کے جنگی ہنرمندی سے
کچھ ایسا نہیں ہوا۔ اس جنگ سے شاہ چارلز کا مہم تمام ہو جانے سے اُسکے علاقہ داروں کے
حق میں ایک وحشت ناک تماشا کہ ثانی جسکا نہیں نکلتا نبکر گزرا۔ ہمکو شکست ہوتے
ہی اسکاٹلنڈ میں تھے سو بہت سے نامور خاندانوں کی تباہی ظہور میں آئی۔ ایک مدت
تک ہر روز انگلستان کے سولیوں پر اسکاٹ کے مرد آدمیوں کا اور امیروں کا
خون بہتا تھا۔ ان لوگ کو سولی دینا انگلنڈ کے عوام الناس کے حق میں جو بالذات
سنگدل اور بیرحم تھے ایک دل لگی کا تماشا ٹھہرا۔ انکے ملکاں ضبط ہو جانے سے
انکے خاندان کے لوگ کو بھیکھ لگ گئی۔ جو لوگ کہ اپنی خوش نصیبی سے پردیس کو بھاگ
گئے تھے وے جلادوں کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچے سو غنیمت جان کے اپنے مال کا نقصان
سہہ گئے۔ اور سوا اسکے اپنے کو بہت خوش نصیب جانے کیونکہ جناب عیسوی بادشاہ
ان بدبخت اسکاتیوں کو جو اپنے شرعاً حقدار شہزادے پر اُلفت سے مرتے تھے
فقط امن ہی نہیں دیا بلکہ اُنکے خوراک کے لئے سالانہ چالیس ہزار لیور کا ایک سرمایہ علیحدہ
رکھا دیا۔ یہہ سرمایہ پنشن کے طور سے اُنکو تقسیم ہوتا جاتا تھا۔ ئے پنشناں ہمیشہ ملا
ملا کرتے تھے۔ مگر بادشاہ کے ارادے کے موافق جو یہہ سرمایہ شہزادہ چارلز کی رفاقت میں
تھے سو اسکاتیوں کے واسطے ہی مقرر کیا تھا تقسیم ہونے نپایا۔

دوسرا
آپ ہی
پونجی

رتھوں یں تھے سو بالاگھاتیاں سب کے سب پراگندہ ہو کر نکل جانے سے دسے پھر ہتھیار
باندھکر آنے کا خوف باقی نہیں رہا ہی کر کے ڈیوک آف کمبرلنڈ کو یقین ہوتے ہی وُہ اپنی
فوج کے جُدے جُدے رسالے کیا۔ اُنکو حکم دیا کہ گھروں کو لوتنے اور لوگ کو قیدیاں کرنیکے
واسطے جلد بالاگھات پر جاتے رہو۔ ئے رسالے جو ڈیوک آف کمبرلنڈ کے جلادوں کے سریکھا
کام کرتے تھے بہت سے ہیبت ناک سنگدلی کے کاماں کئے۔ قوم کے امیروں کے گڑھیوں کو جلا
ڈالے۔ اُنکے جورو بیٹی کو خراب کیئے اور اُن کے ہاتھ میں سپتر جاتے تھے سو بدبخت بالاگھاتیوں
کو سولی کے سار کر کے اپنی دل بہلائی کرتے تھے۔ حیوانیت کے کاماں کرنے میں امریکا کے نہایت
وحشی جنگلیوں سے بھی بڑھ گئے۔ بہر حال اِن رسالوں کو روانہ کرنے سے ڈیوک کا بڑا مقصد
یہہ تھا کہ شہزادے کو پکڑ لیوے سپہ سالاروں کو وُہ اِسطور کا حکم دیا کہ اسکو قیدمت
کرو مگر پکڑتے ہی معاً مار ڈالو۔ واقعی اگر وہ قیدی ہوتا تو ولایت کے محکمۂ عدالت کو بڑی
تشویش ہو جاتی۔ تاج کا حق بِلا شک اُسکو پہنچنے کے سبب سے اِنگلنڈ کی پیارلمنٹ والے اُسپر
نمکحرامی کی تقصیر رکھ کے اُسے عدالت گاہ کو کھینچ نہیں سکتے۔

ٹوپی

اِنورنسل فریڈن برہ کے درمیان ہی سو دریا کے دونوں [illegible] واقع ہیں سو شہروں کو

اور کھیتروں کو حکام روانہ ہوئے کہ جو شخص ڈیوک آف کمبرلنڈ کی پایدن برہ کے

مجتمع تیسونکی راہداری نہیں رکھتا ہی اسکو اٹکا دیویں۔ اور گریٹ برٹن کے تمام دریائی

بندروں کو حکم گیا کہ تمام سوداگری کے جہازوں کے مالکوں کو ممانعت ہووے کہ بغیر از

راہداری کے کسی شخص کو جہاز پر سوار نکریں اور کسی طور سے باغیوں کے بھاگ جانیکے

باب میں کمک نکریں (یہہ نام ہمارے تیئں دئے کیونکہ ہمکو شکست ہو گئی تھی اگر ہم فتح پاتے

تو ہمارا نام غازیان ہوتا) اگر کریں تو بری نمک حرامی کے خطا مند ٹھہرینگے اور انگریزی تلوار

باندھے تھے سو لوگوں کے واسطے جو سزا کہ مقرر ہوی ہی اسی سزا کے وسے بھی لایق ہووینگے۔

اسی وقت ڈیوک آو کمبرلنڈ پہاڑوں کے دامن میں اپنی کباولری کو تلگھاٹ روانہ

کیا تا وے ان تمام لوگ کو جو بغیر راہداری کے دریا کا پہلا پھاٹا پار ہونے کے واسطے آتے ہیں

پکڑ لیویں اور انکو حکم کیا کہ ہمیشہ جوانوں کو روانہ کرکے کنارے کے اوپر شب گردی کرتے

رہیں اور دریا کے ہمسائے میں ہیں سو تمام بستیوں اور کھیتروں میں تلاش کریں

سے تمام بندوبستاں ہونیکے سبب اس خونخوار ڈیوک کے غصے سے بچنا غیر ممکن بات تھی

شخص بیحد زیادتیوں اور سنگدل حرکتوں کے سبب جو مہذب قوموں کے کان تک

بھی نہیں پہنچے تھے انگلنڈ کے [illegible] بعزت شخصوں کے پاس مکروہ ٹھہرا تھا حتی کہ ان لوگ

کے پاس بھی جو ستیورٹ کے گھر کے علاقہ داروں سے نہیں تھے اور بعد از ہمیشہ ولایت

منع کرنا

عزت مند

میں قصاب کے نام سے مشہور ہوا - بیچارہ ملڈ نلڈ اسکاٹ ہوس کا باشندہ جو کلودن
کے جنگ میں میرے بازو سے مارا پڑا اُسکی دوستی کے سبب سے اُسکی رجمنٹ کے
ساتھ میں اُس حملے میں گیا تھا - ہم دشمن سے لگ بھگ بیس ڈگ کے فاصلے پر ہماری فوج
کے میسرے میں کھڑے تھے اُسوقت ہم بائیں طرف آتش کاری شروع نہیں کئے تھے کہ اُسکے
آگے سب میں بھاگ پڑ گئی - قریب اُسی لحظے کے جو اسکاٹ ہوس گر پڑا سو مجھے نظر آیا علاوہ اِس

سِوا

ہیبت ناک تماشے کے دیکھتا کیا ہوں کہ میرے آس پاس تھے سو بالا گھاٹیاں پیٹھ پھرا کر بھاگنے
والے ہیں - اسکاٹ ہوس بہت لایق آدمی تھا میں ویسے کو کبھی نہیں دیکھا اِس مُہم کے شروع
سے میرے اُسکے بیچ میں خالص دوستی کا رشتہ پڑا تھا - تھوڑے وقت تک میں کچھ حرکت نہیں کیا
اور حیرت سے سُن بن گیا پھر غصے میں آکر میری قرابین اور طپانچوں کو دشمنوں پر چلایا پھر
دوسروں کے سر کھا میں بھی اپنے کو بچا لینے کے واسطے سعی کیا مگر پیندل رہکر موزے پہنے ہوئے
حملہ کرکر دلدل کی زمین کے سبب سے جسکا پانی پنڈلیوں کے بیچا بیچ تک پہنچ گیا تھا میں
ایسا عاجز بن گیا کہ دوڑ عوض بھاگنے کے فقط چلنے کی طاقت بھی کم رہی - میں اپنے نوکر دا بر تسن
کے حوالے میرے گھوڑے کو کر ہمارے پیچھے چھ سو گز کے فاصلے سے ٹیکرے پر اُسے چھوڑ گیا
تھا اُسی جگہ جنگ کے وقت شاہزادہ بھی تھا میں اپنے نوکر کو تاکید کیا تھا کہ شہزادے کے
نوکروں کے نزدیک سے تا کہ حاجت پڑی سو وقت میرے گھوڑے کہاں ہیں سو آسانی

جان لوں - میں پسپا ہوتے ہی سب کے اول میری نظر را برٹسن کہاں ہی سو جاننے کے واسطے تیکرسے پر دوڑی مگر اُس سے کچھ فایدہ ہونے نپایا - میں نہ شہزادے کو دیکھا نہ اسکے نوکروں کو نہ کوئی گھوڑے کا سوار میری نظر پڑا - وے سب نکل جا کر نظر سے باہر ہو گئے تھے ہیبت ناک تماشے کے سوائے اور کچھ نہیں دسنے لگا میدانِ جنگ میں دیکھے تو ہماری فوج کے میمنے سے لیکر میسرے تک بالا گھاٹیاں بھر گئے تھے اور وے منتشر ہو جا کر اپنے جان بچالینے کے واسطے تا بامکان جلدی سے بھاگ رہے ہیں -

ڈراونا

بکھر جانا

مقدور بھر

P. 93

۹۲

مجھے پیدل کھڑے رہنے کی طاقت زیادہ نہ ہی دشمن اپنے گولے پھرا پھرا کر مارتے ہوئے بہت ہی آہستہ ہر دم بڑھکر چلے آتے تھے میرا خاطر پریشان ہو گیا کچھ نہیں سدھرتی تھی کہ آیا میں اپنا جان دیتا لوں یا انکا قیدی بنکر اپنے کو تفویض کر دوں مگر معرکۂ جنگ میں رہکر قیدی بن جانا جان دینے کی نسبت کرتے ہزار درجے خراب تھا - ناگاہ میرے روبرو تیس قدم کے فاصلے پر ایک گھوڑا مجھے نظر پڑا اُسپر کوئی سوار نہیں تھا - ابھی بھاگ جا سکنے کی فرصت ہی کر کر خیال کرنے سے میرے بدن میں تازہ قوت پیدا ہو گیا اور یہ خیال میرے حق میں گویا ہمیز کا کام کیا - میں دوڑ کر لگام پکڑ لیا ایک آدمی زمین پر پڑا تھا جسکو میں مردہ تصور کیا وہ لگام کو مضبوط اپنے ہاتھ میں پکڑ لیکر تھا - مجھے حیرت ہی کہ وہ

حوالے

ڈپالو

بزدل نامردہ جو مارے ہیبت کے فقط جلا باں کرلے رہا تھا اس ہولناک آتش کاری کے صدمے
میں دشمن سے بیس ڈگ کے فاصلے پر پڑے رہکر گھوڑے کے واسطے میرے سے لڑنے لگا۔
میں بہت سے دھمکیاں دیا پروہ لگام کو ہاتھ سے نچھوڑا۔ جب ہم لڑ لیتے تھے ایک توپ
میں سے گرب کا گولہ آکر ہمارے پاؤں میں گرا ہمارے پر مٹی بھر گئی مگر اس نادر شخص کو کچھ
اثر نہوا وہ گھوڑے کو پکڑا اسو پکڑا ہی رہا۔ میری خوش نصیبی سے ایک نوجوان بیس سال
کی عمر کا چھے قدم کا بلند خوب چاق چوبند لوچل کی رجمنٹ کا سردار فنلے کیمرن نام اتفاقاً
ہماری طرف سے ہوگذرا۔ میں کمک کے واسطے اسکو پکارا اور بولا آہ فنلے یہہ نفر مجھے گھوڑا
نہیں دیتا۔ فنلے معاً بجلی کی مانند دوڑتا آکر اس شخص کے سر پر طمانچہ جھکا دیا اور ڈراکر بولا اگر
لگام چھوڑ دینے کے واسطے ایک لحظہ بھی تامل کرے تو مار کر تیرا بھیجا دانہ دان کر دیتا
ہوں۔ آخر الامر یہہ نفر جسکی شکل ایک نوکر کی تھی حوالے کر دیکر پار ہوگیا۔ گھوڑے کو
اپنے قبضے میں لا لیکر کتنے مرتبہ اسپر سوار ہونیکے لئے میں کوشش کیا مگر میرے کوششاں
تمام خالی گئے کیونکہ میں کم زور اور بالکل ناتواں بن گیا تھا۔ میں پھر بیچارے فنلے کو پکار
کر بولا مجھے گھوڑے پر چڑھنے کے واسطے کمک کر حالانکہ وہ چند ڈگ میرے سے دور چلا
گیا تھا۔ الٹ آیا اگر میں بچہ ہوتا تو کیسا آسانی سے اٹھا لیتے ویساہی سہولت سے اپنے
بغل میں اٹھا لیکر ایک بھرے ہوئے خریطے کی مانند مجھے گھوڑے کی پیٹھ پر ڈال دیا اور اتنے

تھیلی

زور سے ایک ہاتھ لگایا تا مجھے لیکر نکل جاوے - پھر بولا میں چاہتا ہوں کہ تم
اپنی خوش طالعی سے بچ جاویں اتنا کہکر وہ ہرن کی مانند چوکڑی باندھا اور ایک
آن میں نظر سے غایب ہو گیا - وہ میرے سے جدا ہونیکے وقت ہم دشمن سے
پندرہ بیس قدم کے فاصلے پر تھے - ان سے تیس چالیس قدم کے فاصلے پر جب میں
اپنے کو دیکھا گھوڑے پر درستی سے بیٹھنے کے واسطے کوشش کیا رکابوں میں
اپنے پانوں ڈالا اور وہ حیوان جس قدر جلد بھاگ سکا اس قدر جلد اسکی
پیٹھ پر بیٹھا ہوا نکل گیا -

P. 94

۹۳

میں تمام رات سفر میں کاٹا جب دن ہونے لگا ایک نہر کے کناروں پر اپنے
پاؤں کو آرام دینے کی خاطر بیٹھ گیا میرے انگلیاں گھسے جاکر استرے سے
کاٹے سر کیجا ہڈیاں تک کٹ گئے تھے - پاؤں دھونے کی خاطر جب اپنے
جوتیاں نکالا تو خون سے بھرے ہوے پایا - پاؤں دھونے سے درد کی شدت
میں کمی ہوئی مگر سہنا دشوار تھا - میں دو گھڑی تک نہر میں پاؤں پھیلائے
ہوئے بیٹھا رہا پھر سیدن برہ کو جانے کی ترغیب ہوئی تھی سو خواب سے میں چونکا
سو وقت سیمبولی کے یہاں جیسی آسودگی کہ مجھے ہوئی تھی ویسی ہی خوشی اور

آرام

اسودگی میرے تمام بدن میں اسوقت پھیل گئی اور دل کو راحت پہنچی اگرچہ ماندگی تعب سے
میں مضمحل بن گیا تھا اور میرا حال ایسا تھا کہ کیسا بھی سنگدل مجھے دیکھے تو رحم کرنے
میں مرنے پر پورا مستعد ہو گیا اور بڑی تپاک دلی سے درگاہ الٰہی میں مناجات
کیا کہ یا بار الٰہ میری ان مصیبتوں پر رحم کر اور یکبارگی میری اس آفت بھری ہستی کو
نیست کر ڈال۔ موت کی صورت اگرچہ دوسرے وقت میں ہیبت ناک ہوتی ہے پر اسوقت
پر میرے پاس کچھ مہیب نہیں تھی بلکہ برخلاف اسکے میں ایسے عالم میں موت کو اپنے حق
میں نعمت عظمیٰ قرار دیا۔ کلوڈن کے جنگ میں مجھے موت نہ آئی کرکے سخت افسوس ہوا
وہاں میں مرتے مرتے بچ گیا اور معرکۂ جنگ میں میرے ہمراہیاں جو جان بحق تسلیم ہو گئے
تھے ان کے قسمت پر مجھے رشک ہوا۔ ۹۴

گھوڑا ملنے کی بات سے مایوس ہوتے ہی میں وہاں بیٹھا نہیں معاً کپتان کے گھر سے نکلا اور
ویسکل کا رستہ لیا۔ کیا بری حالت تھی! پاؤں کے زخموں میں اتنا درد تھا کہ مجھے دم
لینا مشکل پڑا۔ بالغرض دس میل کا رستہ طے کر کر ویسکل کے کھیتر سے کو جاؤں تو وہاں کسی سے
ملوں اور کس سے بولوں کسیکو بھی نہیں جانتا تھا اگر کھیتر میں پڑا رہکر شب گذاروں
تو سپہ چلنے کا اندیشہ ہے الغرض میں کیا کروں کیوں پہنچوں سو کچھ سدھ بدھ
نہیں تھی اس جہنمی بستی سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک نہر تھی وہاں میں اپنی خوش طالعی سے

ناتوان
بڑی
مر گئے تھے
P. 9 سطر
رعیت
غرض
اجازہ

آپہنچا۔ ایک گڑھے کے پیچھے پر راستے کو چھوڑ کر میں چلا گیا اپنے جوتیاں اور پائتابے نکال کر دیکھا تو پاؤں کے زخماں بہت بڑھ گئے ہیں اُمیں سے لوہو بشدت بہہ رہا ہی۔ آگے کے سر دیکھا اس نہر میں بھی اپنے پاؤوں کو دھویا پھر جوتیوں کو اور موزوں کو جو لوہو سے بھر گئے تھے اس میں ڈبویا مگر میرا لنگ۔ ابدا میری مصیبتوں میں سب سے بڑھکر نہیں تھا۔ میرے بدن کے سیر دیکھا میرا دل بھی چاک اور دردناک بنگیا تھا۔

P. 95

۹۵

بسبب نا اُمیدیوں کے جو ہمیشہ میرے لاحق حال رہتے تھے اپنا جان بچا لیکر بھاگ جانیکے واسطے بڑے بڑے موانعات آگئے تھے علی الخصوص دریا کے دونوں بھانتے جنکو طی کرنیکے لئے میں بڑی تصدیع اور رنج میں پڑگیا تھا ان سب سے پار ہو کر جب میں کنارے آلگا مجھے ایسی کچھ بشاشت حاصل ہوی کہ ما فوق اُسکے کیا دنہیں ہوئی ہوگی۔ میں اب ایسے موقع میں پہنچ گیا کہ یہاں آکر میرے دوستاں میری کمک کر سکیں۔ غرض نے پار ہونیکے واسطے مجھے کچھ کم رنجش اور دقت نہیں پڑی کیونکہ دو تین دن کے آگے میرے پاؤوں جیسا بنگئے تھے ویساہی حال میرے ہاتھاں کا بھی بنگیا بہت سا خون بہہ رہا تھا خوب سوج آگئی میں تھوڑے روز تک اپنے ہاتھوں کے معذوری کی چنداں پروا نہیں کیا کیونکہ مجھے اُنسے ویسی غرض نہیں تھی اب میرے پاؤوں ایک طورسے

مُدِر

خوبی - زیادہ

جنگے ہو گئے تھے - کلاؤس میو رسے شمار ایک گولے کے ٹپّے کے فاصلے پر ہیں کنارے لگا تھا ہم انگریز پر ایک فتح نمایاں پائے تھے لیڈن برہ کو اندھیرا ہوئے تک جانیکی جرات نہیں کرکے اپنے دلکو راحت بخشنے اور گذشتہ کیفیتوں کو یاد کر کر ہمارے قسمتوں کے سختیوں کو کچھ نرم کرنیکے واسطے سارا دن میدانِ جنگ میں گذار نا کر کے میں ٹھہرایا۔

بہلانا

۹۶

P. 95

میرے قبلہ گاہ میری ملاقات کو تشریف لائے مگر یہہ بزرگ مجھے لعن وطعن کرنے کے درعوض مجھے دیکھتے ہی اِسقدر غمگین ہو گئے کہ آنکھو نمیں انکے آنسو بھر آئے پھر مجھے اپنے گلے سے لگالئے تھوڑے وقت تک انکے منہہ سے ایک بات نکل نہیں سکی - طرفین کی محبت نمایاں ہو چکے بعد جب ہم کچھ بحال ہوئے میں لیڈن برہ سے نکلکر انگلنڈ کو جانیکے واسطے رخصت ہوا تب سے ہمارے مہم کے سب کیفیتاں اور کلوڈن کے جنگ کے بعد میری ذات پر بیتے تھے سو حقیقتاں تمام بیان کر کر انکی دل لگی کیا - نو گھنٹے رات تک وہ میرے ساتھ ہی رہے اور دن بجلی کی مانند جلد گذر گیا - میری ماسخت بیمار ہی اور بہت دنوں سے اسکو لازم بتراہی کہ کوٹھری میں ہی پڑے رہتے یہہ سنکر مجھے بڑا غم ہوا جب مسس بلتھہ میرے سے کہی کہ میرے واسطے وہ تشویش کر کر بیمار پڑ گئی ہی حکیماں اسکی جان کو اندیشہ ہی کر کے بولتے ہیں یہہ سُننے سے اور بھی میرا غم بڑھگیا - میرا غم کھانا تقاضائے عادت سے تھا

دونوں طرف

اور اُسکے واسطے سبب بھی معقول ہی۔ وہ ہمیشہ مہرِ مادری کے ساتھ مجھے عزیز رکھتی
تھی۔ میں جاکر اُسے دیکھنے کے واسطے اپنے باپ سے بہت تجویزاں بتلایا مگر وہ نمانا۔ اور
بولا تو ظاہر ہوجانے کا اندیشہ ہی اگر کم بختی سے تو سپڑ جاوے تو ہم دونوں کی موت
ہوجاوینگی۔ پھر میں اُسکو دیکھنے کے واسطے بجد ہونا چھوڑ دیا۔ کیا بُری حالت ہی۔!
جس ماں کے ساتھ کہ محبتِ دلی رکھنے کے لئے ایسا سبب رہے اِتنا نزدیک رہکر بھی اُسکے
گلے لگنا نہیں ہوتا۔

ہٹانا
ہٹ کرنا

P. 96

۹۰

مُغلائی فوج پہاڑوں کے دامن میں جیناگڑھ کے جنوب اور شمال طرف پھیل گئی مگر بے
احتیاطی اُس فوج والوں میں اِسقدر رہی کہ سیواجی کے ٹکڑیاں اُنمیں سے گھسکر بیجاپور
کے دروازوں تک بھی چلے جاتے اور وہاں سے بھاری بھاری چیزاں لوٹ لیکر اور
کُچھ سزا نہیں پاکر اُلٹ آتے تھے کنکان کا ساحل حکومت میں لالینے کے واسطے اُن کو
اِتنی بھی اٹک نہوئی۔ مُغلائی سپاہ حسد سے کُڑکُڑانے اور اپنے سرداروں پر لعن وطعن
کرنے لگے اور سرداراں شہزادے پر تقصیر رکھے۔ اورنگ زیب کو فوج کسطور رہی سو
اُسکے کیفیتاں بہت لوگوں کے پاس سے آکر پُہنچے وہ اپنے فرزند پر بدگمان ہوکر اُنکو جواب دیا
اور بولا کچھ بھی ہو تُم سب صورت میں اُسکی فرمانبرداری کرتے رہو تاکہ میں اُسکا ارادہ حقیقتاً

کیا ہی سو جان لوں اگر کچھ خطا امیز ہی تو اسکو سزا دینے کی بات میں اپنے پر دکھہ چھوڑا ہوں پھر اُسی وقت اپنے بیٹے کو تعلیم کیا کہ تو وہی چھوڑ کر جا نیکے آگے تیرے میرے مصلحتًا قرار پائی تھی سو بغاوت کرنے کے باب میں ایسا عذر بیان کر کہ تیرا باپ غصے میں اگر تیرے سے بدلہ لیا چاہتا ہی اسواسطے تو بغاوت کیا شہنشاہ کی بے اعتباری کے دلیلاں لشکر میں اتنے بہت تھے کہ بہت تھوڑے لوگ ریاکاری کا گمان کئے۔ اب یہر کا باشندہ جے سنگھہ راجاپوں کے کمکی فوجوں کا حاکم تھا اور دلیر خاں سلطان معظم کے ماتحت مغلای فوجوں پر حکومت رکھتا تھا۔ جے سنگھہ شہزادے کے ساتھہ اُسکی ولادت پر لحاظ کر کر بڑی محبت رکھتا تھا کیونکہ بہت قدیم دنوں سے راج کرتے ہوے چلے آئے تھے سو راجاپوں میں سے ایک راجا کی بیٹی اُسکی ماں تھی۔ وہ بغاوت میں شریک نہ گیا پھر اپنی دستخط اور فوج میں تھے سو دوسرے راجاپوں کی دستخط لیکر فقط اُسکو دیا سو نہیں بلکہ جودپور کے راجا جسونت سنگھہ سے بھی اقرار اِس بات کا لیا کہ سلطان معظم اُسکی بستی کی طرف بڑھکر جاتے ہی یہہ اسکے جھنڈوں کے ساتھہ ملجاوے۔ دلیر خاں اورنگ زیب کی طرف رہکر تخت کے واسطے ہوئے تھے سو جنگوں میں جو خدمات کہ بجا لایا تھا انکی شکرگذاریوں کے درعوض بدگمانیوں میں پڑگیا۔ اِسکی بو پاس اُسکی ناک تک پہنچی اب اِسکے بدلے میں آپ بھی بدگمان ہوا کہ اورنگ زیب سے اُسکا بیٹا جو بغاوت

اختیار کیا اِس میں کچھ نا کچھ فی ہی اِس واسطے وہ اپنے حکم میں تھی سو فوج کو لیکر اپنی
دیانت داری کی دلعا بتلا سے سرکھا دہلی کو چلا گیا اِس بات سے اورنگ زیب
کو فقط نا اُمیدی ہوی مگر اُسکی راے میں کچھ تبدل نہ آیا ایسا ہوتے پر بھی
وہ سلطان معظم بہی اسوقت بطور ہراول کے نوکری بجالانیکے واسطے
مالوا میں مقام کروکرکے حکم کیا اور آپ آگرے کی طرف جانیکے واسطے تیاریاں
کرنے لگا۔

۹۸

سلطان معظم دو سال تنگ قیدمیں رہکر نجات پاتے ہی دکھن کی بڑی حکومت پر آ کے
سپرد ہوی اِس وقت وہ اورنگ آباد کی طرف اُلٹ گیا تھا قید میں پڑنے کا سبب کچھ
مذکور نہیں مگر سیواجی کو جب دعوت کیا تھا وہ آگرے سنہ ۱۶۶۶ عیسوی میں اُسکے ساتھ
ملجانے کی بات ظاہر ہونے سے اغلب ہی کہ وہ عمداً و قصداً بغاوت اختیار کیا ہی کرکے
شک ہوا ہوگا۔ سلطان معظم اُلٹ آے کے بعد بھی دلیر خاں جو اُسکی حکومت میں ہی
رہا اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ خیال آیا ہووے۔ سلطان معظم کا پھر بحال ہونا اِس
امر کا نقیض نہیں ہو سکتا کیونکہ اورنگ زیب کے گہرے اور بیباکانہ بندوبست کے
موافق یہہ بات تھی کہ جس شخص پر اُسکو گمان ہوتا اُسکے حولے ایسے کام کرتا کہ جن سے

اسکو جرات کر بیٹھنے کی ترغیب ہو وے - بستی میں یہہ بات پھیل گئی کہ سیواجی اتنے

ہی سلطان اُسکے ساتھ جواب وسوال میں لگ گیا ہی -

بادشاہ کے جہاز جو سِدّی کے جہازاں اور گرھی کی پناہ میں رہکر پانی پر تھے

اُنکو جلا ڈالنے کی نیت مور اپندت جو رکھا تھا بر آنے نپای مگر وہ بستی کو خوب

تہ و بالا کر دینکر تمام رستے بند کر ڈالا تجارت کی جنس وہاں آنے دیتا تھا نہ رسد

وہاں کا نوا گوورنر سلطان معظم کا علاقہ دار تھا ہندوستان میں صاحب اور

نوکر کا علاقہ آپس میں جیسے تک رہتا ہی بشرطیکہ بسبب اجازت کے یا حکم امی کے ٹوٹا نہ

مور اپندت بستی والوں سے بیحد فدیہ طلب کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ اسقدر

زیادہ طلبی گوورنر کے آنکھ دینے سے ہوی تھی وہ اس امر کو حیلہ کر انکو بہت سا پیسا

جتنی کہ جبر سے وصول کر لیا اس کام سے اور باہر وار دشمن کی طرف سے ہو رہے تو سو

تصدیعوں سے مقصود یہہ تھا کہ باشندگاں نا اُمید ہو جا کر سیواجی آجانے کے واسطے

اپنے دروازے کھول دیں لوگ بولتے ہیں کہ سلطان معظم کی رضا سے یہہ عمل

چلا تھا - غرض جب جہازوں کی جماعت دریا پر جانیکا موسم آیا مور اپندت اپنی

فوج کو نکال لیکر چلے جانیکے واسطے بہ نسبت آگے کے بہت کم فدیہ طلب کر کر صلح کر

لیا پھر بھی یہہ پیسا بہت تھا اور گوورنر جو پیسا کہ وصول کر چکا تھا اسمیں سے

جاننگ

تک یہاں

پایمالی

اپنے خاص مصرف کے واسطے زیادہ تر داب رکھا۔

پیچ

P. 97

۹۹

پیدری کے جہازوں کی جمعیت نمود ہونے سے پریشانی زیادہ ہوگئی۔ اگرا پریل کی
چوبیسویں کو لنگرگاہ کے شروع میں لنگر دئے۔ اُسی شام کو شدت سے باڑ کا جھپکا چلا
اس سبب سے جزیرے میں جا کر انکی نیت نہیں رہی تو بھی پناہ لینا ضرور پڑا۔ جب شدت
ہوا کی کم ہوگئی معاً انکو وہاں سے رخصت ہونا ہوئے درعوض رخصت ہونیکے بہت سے
پروؤں کو ایک نالے میں دھکیل کر لیگئے جسکے سبب سے وہ جزیرہ دریا سے جدا ہوگیا
اور رہے لوگ ایسان کے کونے پر سین کی بستی میں اُتر پڑے پھر وہاں کے باشندوں کو
نکال دیکر آپ انکے گھروں کے متصرف بنگئے نیت یہہ تھی کہ برسات کے موسم میں اپنا
ٹھکانا اُسی جگہہ ٹھہراویں مگر ایک جہاز اور قلعے کے چند سپاہ آکر انکو باہر نکال دئے
بعد اسکے تھوڑے ہی عرصے میں پانچ سو آدمی جنگ کے سررشتے پر پروؤں کو تیار کر لیکر
ناریگانگ میں اُتر پڑنے کو شش کئے مگر کنارے پر سے توپوں کے گولے آکر انکو پیچھے ہٹا
دئے۔ برخلاف کے ساتھ ہی سو ڈیچ کے جہازوں کی جماعت وِنگورلا میں جدا ہو جا کر
تھوڑے سورت کو چلے گئے تھوڑے فارس کو باقی کے اُلٹ کر پھر سلون کو جا رہے
سو کیفیت سنکر وے کوشش کرنے کی جرات کئے۔ اسوقت یہہ بات قرار دیکر کہ پیدری کے

حبشی

ارادہ

فقط تین سو آدمی ایک وقت میں کنارے پر رہتا اُنکے پاس تلواروں کے سوا دوسرے ہتھیار نہیں رہتا اور قلعے والوں کے گیارہ کا پہرہ اُنپر رہیگا اور اگر وے کور لایو کو ایذا دویں تو یہہ اجازت بھی اُٹھ جاویگی۔ سیواجی کا وکیل اُس وقت جزیرے میں رہکر عہدنامے کی بات چیت کر رہا تھا اور جو کچھ دیکھا تھا دیانت کے ساتھ بیان کرنے سے سیواجی اُسکے پیام کو قبول کرنے راضی ہوا۔

اِس عرصے میں اورنگزیب چتور کے رانا اور مارواڑ کے راجہ کے ساتھ جنگ کر رہا تھا۔ اورنگزیب کی فوج سالِ گذشتہ یعنے ۱۶۷۹ عیسوی کے آخر میں پہنچتے ہی یہہ قابل دخل تھی سو بستی کو چھوڑ دیکر وے اپنے جانوروں کے مندوں کو اور باشندگوں کو پہاڑ کے وادیوں میں لیچلے گئے۔ بہت سخت محنت اُٹھا کر تنگ راہوں میں سے فوج کا گذر ہوا مگر اُس فوج میں بیخبری اِس مرتبے میں تھی کہ خود اورنگزیب کے ہمراہ جاتی تھی سو تنگی میں چلتے چلتے یکایک اٹک گئی کیونکہ اُنکے روبرو پار نہیں ہو سکے سر کچھے سد اور شکوے آگئے پھر راجپوت عقب میں تھے سو تنگ رستوں میں جھاڑاں کاٹ کاٹ کے ڈالکر بند کر ڈالے اور آپ بلندیوں پر بیٹھے ہوے اندر اور باہر تھی سو فوجوں کی سعی وہ سد اُٹھا دینے کے باعث چلنے نہیں دئے۔ اورنگزیب کی محبوبہ اوّدی پوری نام اِس سخت جنگ میں اُسکے ہمراہ تھی اُسکی جلو اور بدرقہ کے لوگ پہاڑ دیکھتی

دوسری ایک طرف مقید ہو گئے اور اسکو لئے جاتے تھے سو لوگ کے دلونمیں اندیشہ
آگیا کہ مبادا وہ خطرے میں پڑ جاوے یا آنکہ اسکا گوشت اُٹھ جاوے پھر اسکو حوالے کر دیئے
رانا کے پاس اسے لیگئے وہ بہت فرمانبرداری اور دلداری کے ساتھ اس سے ملا۔
اس عرصے میں بادشاہ خود دو روز تک مقید رہکر مارے فاقے کے ہلاک ہو جانے
پر آگیا اور اس مصیبت میں خود رانا اسکو مبتلا کیا تھا تب اپنے راجپوتوں کو
حکم کیا کہ اپنے اپنے ٹھکانوں سے چلے جاو اور رستے کو صاف ہو جانے دو۔ اورنگزیب
مخاطرے سے پار ہوتے ہی رانا اسکی جورو کے ساتھ منتخب بدرقہ کر دیکر اسکے پاس
روانہ کیا اور اسکے بدلے میں فقط اس بات کی التجا کیا کہ اپنے مذہب کے رو سے پاک
ہیں سو جانوروں کو جو اب تک بھی میدانوں میں پڑے ہوئے ہونگے مار ڈالنے سے
باز آوے۔ مگر اورنگزیب خود غرض ہونیکے سبب سے کسی کی صلاحیت پر اسکو اعتقاد نہیں
آتا تھا رانا کی اس جوانمردی اور شکیبائی کی حرکت کو سمجھا کہ آیندہ کے بدلے سے
ڈر کر ایسا کیا ہے پھر جنگ کرنے لگا۔ تھوڑے ہی عرصے میں پھر بھی وہ پہاڑوں میں
بند ہو جانیکے بہت قریب پہنچ گیا۔ اسکی عمر اور توپ کے مقتضی نہیں تھے سو مشکلوں
میں دوسرے مرتبہ بھی پڑ جانے سے اور اسکے فرزندان اعظم اور اکبر وہاں آجانے سے
اپنے دلمیں مضبوط ٹھہرالیا کہ پھر کبھی معرکۂ جنگ میں اپنے کو مبتلا نکروں اور آپ

صبر

طاقت۔

اجمیر سے احکام روانہ کر کر جنگ کے کاروبار اپنے فرزندوں کے ہاتھ سے کرایا کرو

چنانچہ اِس شہر کو اپنے محل کے لوگ لاگ دربار کے اہلکار اور اپنی ذات کے نگہبان

چار ہزار آدمی کو ساتھ لے چلا گیا اور اپنی فوج کو اپنے فرزندوں میں تقسیم کر کے دیدیا

انہوں نے بھی اپنی اپنی حکومت گاہ سے بہت سی فوج لائے تھے۔ ہر ایک بستی میں ایک ایک

طرف سے جنگ کرنے لگے غرض وہ سال آخر ہوئے تک بھی پہاڑوں کے راستے نہ اسکے

ہاتھ سے جبراً کھل سکے نہ اُسکے

۱۰۰

P. 99

اکبر تنتل ماری فتنہ انگیز مغرور اور مفسد مزاج تھا اپنے بھایاں اعظم اور معظم کے ساتھ

وے اپنے سے بڑے ہیں کر کے عداوت رکھتا تھا اور باپ سے تو اُسکو بہت ہی عداوت

تھی کیونکہ وہ باپ اپنی مہربانی کے باب میں اُنکے بہتر دعوں پر اِسکے دعوے کو ترجیح نہیں

دیا تھا۔ اِسکی فوج جودپور پر جنگ کرنے مامور ہو کر بہ نسبت اُن دونوں فوجوں کے

اجمیر سے زیادہ تر نزدیک تھی اور یہاں اورنگزیب اپنی ذات کے نگہبان فقط چار

ہزار آدمی کو جو اُسکی فوج میں اچھے سپاہی تھے ڈال رکھا تھا۔ جودپور کی بیوہ

رانی اکبر کی چال چلن سے واقف ہو کر اُسکو بول بھیجی کہ تیس ہزار راجپوت تیری

کمک کے واسطے روانہ کرتی ہوں بادشاہ کو پکڑ لیکر اپنے کو بادشاہ اشتہار دے۔ یہہ پیام

قبول ہوا اور بیوہ سب کو ایسا معلوم کرائی کہ میرے بچاؤ سے افزود ہیں سو میری
بستی کے لوگوں کو رانا کی کمک کرنیکے واسطے جمع کرتی ہوں۔ اِس کام کے واسطے اکبر اپنے
نجومی سے ایک مبارک دِن ٹھہراو کرکے اِس عہد و پیمان کی ذِکر کئے تک وہ معاملہ سب سے
پوشیدہ تھا۔ نجومی اِس کیفیت سے سلطان معظم کو آگاہ کیا وہ سنتے ہی حیرانی میں
پڑ گیا شاید اپنا باپ اسکی دیانت و درستی زمانے کی خاطر یہہ حکمت کیا ہی یا آنکہ وہ
حقیقتاً اِس بغاوت کی نیت رکھکر ظہور میں لا نہ سکے (اور میں اِس امر کی اطلاع
کردوں تو) اپنے بھائی کا بدخواہ ہوں کرکے گمان میں پڑ جاؤنگا۔ بہر حال وہ یہہ خبر بول
بھیجا مگر اورنگ زیب اسکا اعتبار نہیں کیا جب تک کہ نجومی بھی جاکر اُس سے نہ بولا۔
دیر کرنے کا وقت نہیں رہا کیونکہ راجپوتاں جمع ہو چکے تھے۔ مطلب نکالنے کے واسطے اورنگ
زیب اطاعت فرزندی کے باب میں اکبر کو ایک نصیحانہ خط لکھا وہ اُسکے جواب میں حقارت
سے بد زبانی کیا سلطان معظم اور اعظم کے فوجاں اُسکی کمک کے واسطے جلد اجلدی
کرا رہے تھے مگر اکبر ان سے دو منزل آگے بڑھکر ایک منزل کے فاصلے پر اجمیر سے تھا اُس
روز جنوری کی گیارھویں سنہ ۱۶۸۱ عیسوی تھی۔ اورنگزیب وہ دِن ٹھہرانے کے واسطے نجومی
کو رشوت دیا اور حکمت کرکر راجپوتوں کے سردار کے پاس ایک خط بھیج گئے سر لکھا
تھا اس میں اکبر کو نصیحت کی طور پر لکھا ہوا تھا کہ تھہرائے ہیں سو تجویز کو استقلال سے ساتھ

مشہور ہے

عمل میں لاؤ یعنے اورنگزیب کے لشکر پر نیت کئے ہیں سو حملہ کرنے کے وقت انکو ور بر کے
جنگ میں پھسا کر تم انکے پیچھے کی فوج پر گرو - جنگ کے واسطے اخیر میں ہوا تھا سو شورے
میں جو تجویز کہ قرار پائی تھی اُس کے ساتھ یہہ بات موافق پڑی اور اُس تجویز سے
اورنگزیب کو آگاہی ہو چکی تھی یعنے راجپوتاں حملہ شروع کرنا اور اکبر معلائی فوج سے
انکی حمایت کرنا سیواجی کو فریب دینے کے واسطے دکھن میں اورنگزیب اور اُسکے بیٹے
سلطان معظم کے درمیان آگے ہوئے تھے سو سازش کا یاد اور اُس بات کا موافق پڑنا
دونوں ملکر بڑی بدگمانی کا چھاپہ ڈالدئے رات راجپوتاں کوچ کر کر اپنی بستی کو
چلے گئے اِس کام سے اکبر کی فوج میں تمام رعشہ پڑ گیا وے سکو چھوڑ کر بھاگ جانیکا بد لہی
اسکے ہاتھ سے ہو نہ سکا وہ اپنے شورے کے تمام سرداروں کو سرزنش کیا اور علی الخصوص
نجومی پر تقصیر رکھا وہ اسکے ہاتھ لگنے نہ پایا - اسکا ایک امیر تیور خان نام آپ شوق سے
ٹھہرایا تھا سو منصوبے میں کامیابی نہیں ہونے سے اپنی عزت و وقار پر حرف آگیا بچکر کے
طیش کھا کر ٹھان تو تھا اپنی قوم کی جبلی سنگدلی سے عرض کیا کہ صبح کو دو پہر کے آگے
اورنگزیب کا کام تمام کر ڈالتا ہوں - موت کو یقین کر لیکر تھوڑے نوکروں کے ساتھ
شورے سے نکل پڑا اور آفتاب طلوع ہونیکے آگے بلکہ راجپوتاں بھاگ گئے سو خبر پہنچنے
کے آگے لشکر گاہ میں پہنچ گیا وہاں بولا کہ میں اکبر کے پاس سے بھاگ کر چلا آیا ہوں

پردہ

بلاپ

جھڑلی

یعنے ٹھوکر

میرے بادشاہ کے پاس اپنی نوکری میں پھر داخل ہونے جاتا ہوں اور کچھ
ضروری مقدمہ معانزدیک جہاں کا عرض کرتا ہوں۔ اسکو سب لوگ خوب
جانتے تھے اورنگزیب کے ڈیروں میں سے گذرنے دئے وہ تب سوتا تھا دن
ٹھنڈ کا لگے رہنے سے اس روز بہت ٹھنڈکی پہرے والے اورنگزیب کی
کوٹھری کے دروازے پر فقط ایک جوان کو چھوڑکر اپنی کوٹھری میں چلے گئے
تھے یہہ جوان تیور خاں کو حجرے کا نگہبان آئے تک اٹکا رکھا اور نگہبان اس
سے بولا تو بادشاہ کی حضور میں جانیکے آگے اپنی تلوار اور کٹار حوالے کر دئے
وہ انکار کیا پھر آپس میں بات بڑھ گئی تیور خاں اپنے جامے کے اندر بکتر پہنا ہوا
رہکر اس نگہبان پر حملہ کیا۔ پکارا شروع ہوتے ہی پہرے والے پہنچ گئے ان کے ساتھ
وہ بہادری سے لڑا اور بہت سے زخماں کھا کر گر پڑا۔

P. 100

۱۰۱

اکبر کے لشکریاں آگے ہوئی تھی سو دہشت سے ہنوز سدھرے نہیں تھے کہ اسکی
موت کی کیفیت اور کس واسطے موا سو خبر سنکر سب کے دلوں میں بے ہمتی آگئی
سب ٹکڑیاں ٹکڑیاں ہوکر دو طرف چلے گئے کیا کرنا سو کسیکو کچھ نہیں سدھری
تھی مگر سب کے پاس یہہ بات قرار پائی کہ بغاوت کے کفارے میں پھر الٹ جاکر بادشاہ کے

تحفہ کے ساتھ ملجانا افضل ہے۔ اکبر اپنے خزانے کو اور شیر خوار بیٹے اور بیٹی
کو اور اپنے گھر کے عورتوں کو ہاتھیوں پر اونٹوں پر سوار کر دیا اور آپ گھوڑے
پر بیٹھا ہوا اپنے نوکر چاکر کے ساتھ مہاراجہ کے پہاڑوں طرف چل دیا یہاں اسکو عزت
و حرمت کے ساتھ اندر آنے دئے۔ راجپوتوں کا سردار آکے اسکو سمجھایا کہ اورنگزیب
فن کر کر مجھے دلوا دیدالا پھر عذر خواہی کیا اور بیوہ بولی اگر تو الٹ کر گیا چاہتا ہے تو جاو
بادشاہ طلب کرتا ہے تو کر تیرا اختیار۔ اکبر فقط پانچ سو راجپوت اپنے نزدیک خدمت کرنے
رہنے پر راضی ہوا اپنے بچے اور گھر کے لوگوں کو نوجود پور میں چھوڑ آیا تھا بولا کہ یہاں
وغیرہ جتنی نوکر انکو پہنچ جاتا ہے پھر آپ گجرات کے کھنڈے سے لگی ہوی ہے سو بستی
جنرداری
کو نکلکر چلا گیا یہہ بستی بھی راجپوتوں کی ہو کر چھوٹے چھوٹے چند راجاؤں کی
حکومت میں ہی مگر اسکے مواقع بہت مضبوط ہیں۔
متقابان

سلطان معظم کو حکم ہوا کہ اکبر کا پیچھا کرتا ہوا چلا جاوے اور اسکو پکڑ لئے تک اسکا
پیچھا نہ چھوڑے سلطان معظم اپنی عزت و وقار پر اور اپنے باپ کے وہ زندگی
پنے پر نظر کر کر سمجھا کہ یہہ کام خالی از خطر نہیں کیونکہ اکبر اگر جنگ میں مارا پڑے
تو میں تہمت میں مبتلا ہو جاونگا کہ عمدا و قصدا ایک اپنے دشمن کو سرکا دیا ہوں۔
یہہ حیص و بیص اپنا جرات کر کر بیان کیا اورنگزیب کے دل میں اس بات سے کچھ بدی نہیں آی
کردن بانکو

ہوا کہ نتیجہ اسکا کچھ بھی ہو تیرے پر حرف نہیں ۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد اکبر کو ایسے
مقام میں گھیر لئے کہ وہاں رہکر وہ پورا مقابلہ کر سکے لیکن اگر درستی سے دیکھتے رہتے تو
وہاں سے بھاگ نہ سکتا چنانچہ اس امر کے فیصلے کے لئے قحط حاکم بنا مگر اکبر اسکا بھی تہیہ کر
رکھا تھا ۔ معظم وقت نہیں کھونا کر کے اسکو یوں بھیجا کہ آئیں تجھے پورا معاف کر دیا
ہوں باپ سے بھی ملا دیتا ہوں وہ تیرے پاؤوں میں ڈالنے کے واسطے روپے کے بتڑیاں
بھیجا ہی ۔ اکبر حیلہ کرکے جواب دیا کہ راجپوتوں کے درماہے کا بقایہ نہیں چکا سے تک وے
مجھے نکلنے نہیں دینگے ۔ کہتے ہیں کہ سلطان معظم چالیس ہزار اشرفی اسکے پاس روانہ کیا اگر
یہہ سچ ہی تو راجپوتوں کے حق میں بڑی عزت و وقار کی بات ہی کیونکہ ظاہر میں یہہ پیسا
انکے واسطے روانہ ہوا تھا کہ بطور رشوت کے لیکر اپنی نگہبانی سے شاید ہٹا دیں
معظم چو طرف سے مورچہ بندی کرکر رکھا تھا سو اسمیں سے ڈھکیل کر باہر ہو نیکے وقت وے
اکبر کی کمک کئے معلوم ہوتا ہی کہ اس امر میں عمداً غفلت ہوی اور وہ مہی ندی پر ہی سو
کولیس کو بھاگ گیا یہہ ندی کیمبی میں جاکر دریا میں گرتی ہی وہاں سے وہ سمباجی کے پاس
رانا اور جودپوری کے سفارشاں روانہ کیا ئے معاً اسکو اپنی بستی میں بلا لئے ۔ بہادر خاں
کی فوج تھنڈ کالے میں جاکر رہتے سو مقام کو جب گئی تھی اکبر سفر کرتا ہوا جون کے غرّے کو
بالی گڑھہ میں آیا یہہ ایک قلعہ ہی گھاٹوں کے دامان میں اور بمبی کے مقابلے میں ہی سو

بزرگی +

کنارے سے ایک منزل دور۔ اُسکی جلو میں چار سو راجپوت سوار گھوڑے سے خوب مسلّح

پیدل اور اُسکا سامان عورتاں اور خزانہ لیچلنے کے واسطے دو سو پچاس اونٹ تھے

P: 151

۱۰۲

اِس عرصے میں سُلطان اکبر بکولن میں رہکر گوا میں تھا سو ایک جہاز خرید کیا تھا وہ

ڈنگورلا کو آیا اکبر تب وہاں تھی سو قوم ڈچ کی کوٹھی کو جاکر وہاں سے جہاز سوار ہوا۔ اُسکے

نیناں سمباجی سے پوشیدہ تھے سو بات غیر ممکن ہی کیونکہ اورنگ آباد میں اورنگ زیب

کو معلوم ہو گئے تھے مگر اُسکی شاہزادگی اور خصلت پر نظر کرکر دبا اُسکی خلاف مرضی کرنے

سے باز رہا سمباجی تصوّر کیا کہ اکبر چلے جانے کا جو قصد کیا ہی فقط اِسواسطے ہوگا کہ

اُسکی حمایت کے واسطے اپنے خاص کوشش اں عمل میں آویں چنانچہ اِس باب میں دو سال

سے اقرار تھا مگر کچھ عمل میں نہ آیا۔ جب وہ جہاز سوار ہوا سمباجی اپنے لفٹن جنرل

کو اور کالبلیس خاں نامی اپنی خوشی کے خاص وزیر کو اُسکے پاس روانہ کیا وے جاکر اُس سے

خوب قول و قرار کرکر پھر کنارے پر لائے۔

بستی میں پکارا تھا کہ سمباجی کو لینے پر ہی اِس بات کو اورنگ زیب غیر ممکن نہیں سمجھا

اگرچہ وہ ہمیشہ ولایتیوں کے قرارگاہوں سے متنفر تھا مگر یہہ ملک سمباجی کے ہاتھ

آجاوے تو اُسکی قدرت کس مرتبے میں بڑھ جاویگی اور سلطان اکبر کے نیناں کیا

ہوجاوینگے سو پیش اندیشہ کرکے دیکھا اس واسطے آپ اورنگ آباد سے نکلکر احمدنگر
کو آیا تا کہ گوا کی پناہ کے واسطے اور وجیہ پور کے جنگ کے لئے جسے تجدید کرنے کی خاطر
عزم کیا تھا نزدیک ہو رہے۔ اسی وقت سورت میں تھی سو اپنی خاص جہازوں کی
جماعت کو جسمیں اس وقت بارہ جہاز تھے اور سیدی کے جہازوں کی جماعت کو جو بمبی میں
تھی آپ گھاٹوں پر سے روانہ کیا چاہتا تھا سو فوج کے ساتھ ملکر کام کرنے کی خاطر ساحل
پر جانیکا حکم کیا۔ سیدی سپتمبر کے اوایل میں لنگر اٹھایا ہوتا مگر سورت سے پیسا اونگا
کرکے اکتوبر کے اواخر تک منتظر رہا کیونکہ اس پیسے کے سوا اسکا سفر کرنا ممکن نہیں
تھا اور اس وقت تک بھی مغلائی کی جماعت جہازوں کے سفر کے واسطے تیار نہیں ہوی

شروع

P.142

۱۰۳

سنہ ۱۶۸۴ عیسوی کے اوایل میں سمباجی کے ساتھ گوا کی طرف اورنگ زیب کے جنگ
شروع ہوگئے اسوقت سلطان معظم بھاری فوج لیکر جسمیں چالیس ہزار سوار تھے
گھاٹوں کو زور کرکے لے لیا اسکو تھوڑی اٹک ہوی اور صاف سرزمین میں تو اتنی
بھی ہونے نپائی کیونکہ سمباجی سمجھا کہ اپنا لشکر میدان میں ٹک سکے۔ وبر وہ ٹک نہیں سکیگا
اسواسطے اپنے مضبوط قلعوں میں سپاہیوں کو چھوڑکر آپ اپنی فوج کی بڑی ٹکڑی کو
ہمراہ لے راجاپور کو چلا گیا اس مقام کے اور گوا کے مابین چھ ندیاں تھے۔ بغداد؟

فوج گوا کے اور کیری ندی کے بیچا بیچ دریا تک پھیل گئی یہہ ندی اب ہی سو مولندی کی بستی کا حد بنی ہی۔ وے جانوروں کو اور کھیتوں کے کٹا و کو چٹ کئے اور اناج تمام جمع کر لیکر کھیڑوں کو آگ دے دئے سلطان معظم اپنے باپ کی اور بھی خوشی ہونا کرکے دیولوں کو ناپاک کرکر ڈہا دیا اور سلطان اکبر کو پناہ دیا کرکے غصے میں آکر ڈنگو رلا کو غارت کیا مگر قوچ کی کوٹھی والے اپنے اپنے دریچوں میں سے مقابلہ کئے حتی کہ اِن لوگوں کو اپنی پرورش کے واسطے بڑی قیمت دیکر مول لینا پڑا (یعنی بہت تصدیع پہنچی)

اس مصرف جماعت کو سنبھالنے کے واسطے اس بستی کا ذخیرہ کھانے پینے کے چیزوں کا بس نہیں آیا۔ سورت سے مغلای جہازوں کی جماعت اناج بھرے ہوئے بہت سے جہازوں کی نگہبانی کرتی ہوی جنوری کے آخر آخر ساحل گوا کے پرے آ پہنچی اور آدمرل اہل پورتگیس کو کمک کرنے کی ظاہر انیت معلوم ہوتی ہی سو سبات کا ٹیکا کر لنگرگاہ میں داخل ہونیکے لئے پردے چڑھایا مگر وہاں کے ناظم کو معلوم ہو چکا تھا کہ خفیہ اسکو تاکید ہو کر ہی کہ بستی کو ہاتھ کر لیکر مغلائی بادشاہ کے واسطے رکھ چھوڑے پھر جن بتیریوں پر سے کہ ادھر گولے مار سکتے تھے وہاں سے گولے مار کر داخل ہونے نہیں دیا۔ جہازوں کی جماعت اسطرح پسپا ہو کر بردیز ندی کے دہانے کو الٹ کر چلے گئی

کنارہ ٹکے گئے
دہا دیا
کنارہ

یہاں جہازوں کا ذخیرہ اتار لئے ایسے ایک لشکر کے اسطے یہہ رسد بہت تھوڑی تھی
پہاڑوں پر سے باربرداری مشکل پڑ جانے کے سبب سے خشکی سے آتا تھا سو بدرفتہ میں
ہمیشہ گھٹاؤ شروع ہو گیا۔ اس روز افزوں حاجت کے سبب سے سلطان معظم کو مارچ کے
اوایل میں وہاں سے نکل جانا لازم پڑا مگر وہ تیلنے سے بیس میل کے اندر مقام کر کر باپ کے
حکموں کا منتظر بیٹھا رہا کہ آیا اپنا بھائی سلطان اعظم جو دوسری فوج لیکر بیجاپور پر جنگ
کر رہا ہی اس سے جا کر آپ ملے یا یہہ کہ سمباجی پھر گوے کا قصد کرے تو کنکان کو الٹ کر
جاوے۔ اسوقت مغلائی جہازوں کی جماعت سورت کی طرف الٹ کر گئی تھی اور
سمباجی رایری کو چلا گیا تھا مغلائیوں کے واسطے چھوڑ دیا تھا سو بستی کو پھر اپنے تصرف
میں لانیکی خاطر سمباجی اپنے فوجوں کو آگے روانہ کیا اور ان فوجوں کو اس کام میں
کچھ اٹک نہیں ہوا مگر سلطان معظم نزدیک رہنے کے سبب سے گوا پر جنگ کی تجدید کرنے کو ہمت
نہیں کئے۔ مگر وہانکی گورنمنٹ اورنگ زیب کے ساتھ کسی نمط سے ہیں منہ افتخت کرنے میں
خطرا ہی کر کر یقین جانکر سمباجی سے صلح کا پیام کئے اور اس بات کے واسطے وہ پچاس لاکھ
روپیہ درخواست کیا

نزدیک

ملکت کے اندر ان دنوں میں جو ہنگامے اور فسادات کہ بچ گئے تھے ان کہ طرف اب

خیال کرنا پڑا۔ آگرے کی بستی میں اور اُسکو جانیکے تمام رستوں میں چوروں کے طایفے
برسوں سے جو ایذا دے رہے تھے آخر میں چلکر ایک مجمع بن گئے اورنگزیب دکھن میں رہنے
کے بعد مملکت میں رکھے تھے سو فوج کی نسبت کرتے اُنکے لوگ لاک اور لشکری کاروبار کہیں بڑھ گئے
تھے۔ جودپور اور چتور کے راجپوتاں گذشتہ دو سال میں مالوے اور گجرات کے رستوں کو گھیر
لیکر بڑے دُشمن کے سیر کھا ڈرانے لگے۔ مگر اورنگزیب دکھن پر فتح پانے کے واسطے کرتا تھا
سو کوششوں میں نہ اِن دشمنوں کے سبب کچھ قصور آنے دیا نہ ملک آگرے میں آن پڑے تھے
سو تصدیعات کے سبب سلطان معظم اپنے باپ کے حکموں کا انتظار کرتا ہوا مارچ کے مہینے
میں گوا کے گھاتاں پار ہوکر اُن کے نزدیک اپنے لشکر کو لیا ہوا پڑا تھا اور سپتمبر کے مہینے میں
برسات تمام ہوتے ہی اُسکے لشکر میں [illegible] ون چلا ایک دن پانچ سو آدمی مر گئے باوجود اسکے
نادانی سے توکل کرکر اور تقدیر پر تیکا کرکر زیادہ کھلے میدان کو نہیں گیا اور اُسکا علاج
نہیں کیا۔

سال [illegible] ستی کے شمال طرف پرتگیس کی بستی کو سمباجی جہاز ڈالکر بیاسن کے روبرو مقام کیا اور
اُسکو دریا کے سوائے اطراف سے گھیر لیا مگر دریا کی طرف اُسکی کچھ چل نہ سکی۔ اُسکو خبر
پہنچی کہ مغلائی فوجوں کی ایک بڑی ٹکڑی گھاتوں پر زبردستی سے پار ہوکر گلیان پر اُتر
پڑنے کی نیت سے چلے آرہی ہے نومبر کی چوبیسویں کو وہ اپنے ڈیرے اکھیڑ کر سو سے چالیس میل کے

اندر لوٹ لپاٹ کرتا ہوا شمال کی طرف کوچ کیا سورت میں چپکا چپ بڑی دہشت پڑ گئی کیونکہ بہاڑاں جو اسطرف بہت کُشادے ہیں اُنمیں سے پھر کر رایری کی طرف وُہ چلا گیا۔ رستے میں اُسکا ایک جنرل جسکے حکم میں دو ہزار سوار تھے اپنی ٹکڑی کے ساتھ تا سر تر مرک میں گنگا نہانے جاتا ہوں کر کے رخصت حاصل کیا۔ اُسکے دوسرے روز سیماجی کو معلوم ہوا کہ نہا دن ہوے کے بعد اپنے کو چھوڑ دینگر مغلائی فوج میں جا کر مل جانیکے واسطے وے ارادہ کئے ہیں معاً چھے ہزار سوار کو روانہ کیا کہ وے بھی اسی تیرت کا حیلہ کر کر جاویں اور اس حیلے کو لوگ یقین کر لینگے کیونکہ ہر ایک مرہٹے کو لازم ہے سال میں ایکبار تو بھی گنگا میں نہاوے اگر یہہ امر تر مرک میں چلے تو زیادہ افضل ہے۔ نئے فراریاں اپنے تعاقب کرنے والوں سے اپنے رفیقاں سمجھ کے ملے مگر وے اُنپر حملہ کئے بستی میں بولتے ہیں کہ ہر ہر شخص کو کاٹ کا تے

بعد از کی جنوری کے آخر آخر میں ۱۶۶۵ عیسوی میں رایری سے دس ہزار گھوڑے چہار جنرلوں کی حکومت سے نکلکر بڑی جلدی اور پامالی کے ساتھ برام پور تک لوٹ لپاٹ کرتے ہوئے چلے گئے۔ دران گانوں میں تھے سوداگر بڑی کوٹھی والے جنکو کہا گیا جانیکے واسطے فقط دو گھڑی کی فرصت ملی تھی ہاے سے بولے کہ بستی کے ہر ایک گھر میں یا تو لوٹ ہوتی تھی یا جلا ڈالتے تھے۔ تمام بستی میں آگ لگ گئی تھی اور نگزیب احمد نگر سے

چھے ہزار سوار بہادر خاں کی حکومت میں دیگر روانہ کیا وے تعاقب شروع کئے سو چھے
دن سکے اندر نہیں آئے ۔ بعد اسکے وہ جلدی کرکر اپنے بیٹے خان بخش کے علاقے بارہ
ہزار سوار اور بھی کرکر برام پور کی حکومت پر روانہ کیا سرکاری کام پر خان بخش پہلے
مرتبہ اسی جگہہ مقرر رہا ہوا

۱۰۵

P. 105

دسمبر کے مہینے میں اورنگ زیب اپنی خاص فوج کے ساتھ احمد نگر سے نکلکر شولا پور میں
اپنے فرزند سلطان اعظم سے ملا اور سلطان معظم کو اسکی فوج کے ساتھ کٹک سے
بلا لیا ۔ وجبیہ پور کی تمام فوج کی نسبت کرتے ان تینوں فوج میں سے ہر ہر فوج شمار
میں کچھہ کم تھی ۔ اگرچہ اورنگ زیب کو اپنی ذات سے خطرے میں پرنے کے واسطے کچھہ
فکر نہیں تھی مگر دوسرے حیلوں سے مقصد یاب ہو سکنے کے وقت وہ ہمیشہ ہتھیاروں
کے ھدے کو ترک کرنا لوگوں کو انکے بادشاہوں کے طرف سے پھیر نیکے واسطے ہمت
سے اقرار کرنا اور پیسا رو لٹا اگرچہ یہہ کام بتدریج چلتا تھا مگر اخیر میں اپنے کو
کامیابی ہووےگی کرکے اسکو یقین ہوتا اور اس کامیابی کی بزرگی سلطان اعظم کو
دینے کے واسطے اپنے دلمیں ٹھہرایا مگر اسکا برا بھائی سلطان معظم جن مقدمات میں
کہ اپنی حکومت چلانے اسکو حکم نہیں تھا ویسے مقدمات تک رسائی رکھہ لیکر برا ہوا

خرچ کرنا
پیچ

رہنے سے جانبداری ظاہر ہوں جا کر لشکر کے اچھے لوگ کو کراہت آجاویگی کر کے وہ کہا کیا کہ اُسکو گوُلکنڈے کے بادشاہ پر یورش کرنے کے واسطے روانہ کر کے اِس جیش و بیش کو دور کر دیا۔ یہہ بادشاہ وِجیہ پور اور سمباجی کے ساتھ موافقت کر لیا تھا سو کیفیت اُسکو پہنچی ہوی تھی۔

گولکنڈے کا بادشاہ ضعیف العقل اور عیاش تھا۔ انکونہ اور مدّویہ نام والے دو برہمنوں کے کہے میں بالکل آجا کر انکو سندِ شاہی دے ریاست کے بڑے وزیر از بنا رکھا۔ اُنکی حکومت غرور اور سفلگی اور حرص سے بھری ہوی تھی وے اکثر دربار کے دیوانی خدمات پر اپنی ہی ذات والے یا مذہب والے لوگ کو مقرر کئے تھے۔ یہہ بات مسلمانوں کو نہایت زبون لگی مسلمانان لشکر میں اکثر بڑے بڑے خدمتاں پر رہکر سواروں کے تمام رسالے میں بھر کر تھے لوگ کا تصور یہہ تھا کہ ئے سواراں دار السلطنت کے حصار میں جسقدر رکھیتان جنرل ابراہیم خاں کو اِن دو برہمنوں کا نازیبا رشد نالغ گذرا اُسقدر دوسرے کِسی کو نہیں گذرا۔ یہہ شخص سلطان معظم پر فوج کشی کر کر مالکرھ نکال لیا یہہ گڑھی دار السلطنت کی پناہ بنکر تھی۔ اُس گڑھی کو لیتے سو وقت بہت تعداد مقابلہ ہوا۔ اُسکی مضبوطی پر دیکھتے ہوے اور معرکے میں تھی سو فوج پر نظر کرتے

ہوسے ہونا تھا سو ویسا مقابلہ نہیں ہوا۔ اِس آسان فتح کے سبب سے سلطان معظم کے
دِلمیں یہہ بات آئی کہ اِبراہیم خاں کو لالچ بتلائے تو وُہ خواہ مخواہ اپنے خاوند
کو دغا دیکر آجاویگا۔ اِمتحان کر کے دیکھنے میں اُنکا مقصود بر آیا۔ اُسکے ساتھہ بہت
سے سپاہیاں بھی آگئے۔ تب حکمرانی کا کام رُستم راے کے سپرد ہوا۔ یہہ شخص
جلدباز نے سپاہیاں لشکر میں داخل کر کر نقصان سے زاید بھرتی کر ڈالا مگر نئے
سپاہیاں بہت نکمے تھے۔ اور وے پاے تخت یعنے حیدر آباد کے رو برو ہٹ کر
گئے تک جنگ نہیں ہونے دیکر معرکے کو رکھا ہوا تھا۔ اِس پاے تخت کو سلطان معظم
اکتوبر کی نویں تاریخ بغیر مقابلے کے اپنے تصرّف میں لا لیا۔ اُسکے آنے کے آگے ہی
بادشاہ گولکنڈے کی گڑھی میں جاکر پناہ لیا اور ایسی پریشانی میں تھا کہ اگر اُسکو
سختی میں لا کر روک ڈالتے تو وُہ ہمارے حوالے کر ڈالتا۔ سلطان معظم گڑھی کو محاصرہ
کیا مگر اُسکو تسخیر کر کر اپنی ناموری بڑھانے کے واسطے جُرأت نہیں کیا کیونکہ اُسکا باپ
ایکبار اُسکو تسخیر کرنے کے لئے کوشش کر کر کچھہ فایدہ نہیں اُٹھایا تھا اِس سبب سے بادشاہ
کے سوالوں کو مان لیا اور وُہ اپنا تاج قایم رکھنے کے واسطے بڑی عاجزی کے پیام
کیا اور بہت سا سونا اور اپنے معدنوں کے بہتر بہتر قیمتی الماس دیتا ہوں کہا۔
اِن شرطوں پر سلطان معظم اِبراہیم خاں کی رائے کے موافق اُن دو برہمن کو قتل کرنے کی

بات زاید کیا اور روے شروط اورنگ زیب کے پاس روانہ ہوئے۔ اسوقت اورنگ زیب

دیجیپور پر جنگ کرنے کے کام میں پورا مشغول تھا اُسکو اجازت دیا کہ اُن شرطوں کو

تمام کرے

P. 105

۱۰۶

سُلطان اکبر کے رُخصت ہونے سے سمبھاجی کے ساتھ جنگ کرنے کی ضرورت اور بیقراری

جو تھی سو آدھی جاتی رہی۔ اورنگ زیب آپ گولکنڈے کے بادشاہ کے ساتھ کیا

سو شرطوں پر پچتانے لگا۔ تِسپر بھی اِن شرطوں کو توڑنے کا ارادہ کیا۔ اور اِس امر میں

سُلطان معظم کی رائے لینے کی اسکو خواہش ہوئی حالانکہ اُسکو اُمید نہیں تھی کہ وہ رائے

دیگا کیونکہ وہ اُسکے حکم سے عہدنامے پر دستخط کیا ہوا تھا۔ اِس سبب سے اپنے مقصود سے

اپنی بے پروائی ظاہر کئے سر یکھا یکر اہلِ شورہ سے کہا کہ کون سے دُشمن پر جنگ کرنا

ہی سو مقدمے میں تم تجویز کر کر بولو۔ سُلطان معظم کہا کہ جو نقصان ہوتا سو ہو لیوے

مگر سمبھاجی کو اور اُسکی بستی کو بالکل تباہ کردینا۔ سُلطان اعظم جو کم محرم راز تھا

اور سدا اپنے بھای معظم پر حسد کرتا رہتا تھا یہہ تجویز بتلایا کہ اورنگ زیب آپ خود

یہہ جنگ کرنا ہی۔ مگر خان بخش اپنی ما اودی پری کی تعلیم کے موافق راے دیا کہ گولکنڈے

کو ہاتھ کرنیوسے۔ سُلطان معظم یہہ تیر کدھر سے چلی ہی سو پہچان لیکر غصے سے جوابدیا کہ

شاہنشاہ اپنی طمع کے اوپر پشتے کی آبرو کو جو بادشاہ کے پاس مرہون ہوی ہی قربان نہیں کرتا ہی

کہتے ہیں کہ اورنگ زیب کی مزاج ہاتھہ سے جاتی رہی اور ہمیشہ کے قید کا ڈر بتلا کے اپنے گالیوں

کو تمام کیا معظم کا بڑا بیٹا سلطان مجد الدین اب معاملہ ہاتھہ سے جا رہا ہی کر کے تلوار ہاتھہ میں

پکڑا مگر اسکا باپ اسکا بازو پکڑ کر روک ڈالا اور یہہ کہا کہ ہم اولاد کے واسطے ایک خراب کام

کی دلیل نہیں چھوڑ کر جاتا ہی۔ ان بزرگ باتوں سے اورنگ زیب اپنے میں آیا۔ مروت بتلایا

اور غصے کو تھاما۔

۱۰۷

اورنگ زیب گولکنڈے پر فوج کشی کرتے ہی سمباجی اپنی خاص جنجی کی بستی پر آفت آکر گری ہی

سو دیکھکر آپ مغل کے ساتھہ حال میں کیا ہوا تھا سو عہد و پیمان کو توڑ ڈالا مغل اس شوخی کی

حرکت کا گمان نہیں رکھکر گولکنڈے پر اپنی بڑی مضبوطی کرنے کی نیت سے ویجیہ پور کے قلعوں اور

قلعوں میں تھے سو کافی فوجاں منگا لیکر انکو خالی کر دیا تھا۔ گولکنڈے کو محاصرہ کیا کیا تک

(چنانچہ ہم جنوری کے مہینے میں کرکے ذکر کر چکے ہیں) سمباجی سنتا رہے۔ باخلا اور باندے سے آکر ویجیہ پور کے

مغربی سرحدوں پر حملہ کیا اور بلے مزاحمت فتح پایا۔ یہہ یورش جون کے مہینے کی بارش تک بحال ہی

تب وہ بارہ ہزار سوار دو سردار کے ساتھہ ایک کا نام کیسو اپنتلو دوسرے کا سنتوجی راو تھا

جنجی کو روانہ کیا۔ مگر ہارجی راجہ جو سیواجی کی فتح کے وقت سے اس بستی پر حکومت کر رہا تھا سو

وہ شخص معہ شہر مغل کی خریدی میں چلا جاویگا کرکے گمان کرکر وہ کیسو اپنتلو کو

نحفی حکم کیا کہ ہرجی کو اسیر کر کر جنجی کی گڑھی کو اپنے قبضے میں لالے۔ سے سپاہیاں
جولائی میں کرناٹک داخل ہوے۔ یہاں اِس موسم میں بارش نہیں رہتی حالانکہ بستی کے
مغرب طرف خوب برتی رہتی۔ انکی کوچ سے اورنگ زیب کو ڈر پیدا ہوا کہ مبادا
میسور کی بستی میں انکو فتوح ہو جاوے جس شہر کو زیادہ ضروری جنگ سے فراغت
حاصل کر کر آپ تسخیر کرنے کا عزم رکھا تھا۔ ایسا گمان کر کر وہ گولکنڈے کے محاصرے
سے ایک فوج روانہ کیا جو کرناٹک کے پہاڑوں کی مغرب طرف کوچ کرتی ہوی جا کر مرہٹے
کے سپہسالاراں حملے کی تجویز کرنے کے آگے بنگلور کو محاصرہ کر لی مرہٹے مباجیے مباجیے
ہم ہمی ہے کہ نئے لوگ اگر ندراں لیکر جمع کرنے لگے۔ مگر ہرجی راجہ سمبھاجی کا عزم اپنے
بریں سوبات کی اطلاع پاکر جنجی کو اچھے طور سے اپنے خاص علاقے اور حفاظت میں
رکھا۔ کیسو اپنگلوا بی تجویز سے نا امید ہو کر ظاہرا بڑے ادب سے اُسکے ساتھ پیش
آیا گویا کہ اُسکے دل میں کبھی کچھ تجویز ہی نہیں تھی۔

P. 107

۱۰۸

علیخاں کے زیر حکم چھے ہزار سوار روانہ ہوئے کہ مچھلی بندر سے گنجام تک ہئیں سو
دریائی قصبوں کو تسخیر کر لیویں۔ مچھلی بندر کے لوگ مقابلہ نہیں کئے کیونکہ ان دنوں
سخت طاعون چل کے شہر تباہ ہو گیا تھا اور اُسکا حاکم اپنے خزانے لیکر اُسکو چھوڑ کے

چلا گیا اِس سبب سے لوگ کو اُس سے نفرت ہو گئی تھی - مگر گو دادری کے پرے تھے سو
بستیونکو درستی سے اطاعت میں لانیکے آگے بہت کام کرنا باقی رہا - گولکنڈے سے علاقہ
رکھتا تھا سو کرناٹک کا قطعہ ایک نواب کی حکومت میں تھا جسکا دربار کرپے میں اور
نام اُسکا علی عسکر خاں تھا - وُہ سدا مدراس میں تھے سو اہل انگریز کے ساتھ خیر
خواہی سے رہتا اور اُس منصب پر اپنے کو مغل بحال رکھا ہی کر کے اہل انگریز کو اطلاع
دیا سو پہلا شخص ہی تھا - ایک ہی مضمون کے تجویزاں ہمسایہ میں تھے سو کپنی اور
پھولمری کے حاکموں کے پاس سے جو دونوں تلنگے تھے آئے - پھولمری کا حاکم کہا کہ دنیا
چرخ کے مثال گردش کھا رہی ہے میرے قدیم خاوند پر زبردست عالمگیر فتح پانے کے
سبب سے میں نقارہ بجایا ہوں اور توپاں چھوڑا ہوں - پس مغل کی حکومت کو جھگ
کے واسطے اِس شہر کی بڑی وسعت میں کہیں کوئی چیز نظر نہیں آئی - یہہ شہر تین
ہفتے کے آگے ایک دوسرے بادشاہ کے زیر حکم تھا - مگر یہہ آرام چند روز ہی رہا

۱۰۹

P. 107

اورنگ زیب کا انتقال - فیبروری کے مہینے سنہ ۱۷۰۷ عیسوی میں اورنگ زیب دکھن
میں ہی سو احمد نگر کے اندر جو دہلی سے تین سو چالیس میل کے فاصلے پر ہے رحلت
کیا - اُسکے وصیت نامے کو باہر نکالے اس سے یہہ باہم مبہم معلوم ہوئی کہ کابل میں

تھا سو اسکا بیٹا محمد معظم دہلی اور شمالی قصبات کا متصرف ہووے اور اپنے ساتھ
دکھن میں تھا سو بیٹا اعظم نام اگرا اور جنوب طرف کے بستیوں کا متصرف ہووے
سئے دونوں فرزند پوری سلطنت کا دعویٰ کئے - یہہ جھگڑا چند مہینوں کے بعد آگرہ
کے نزدیک دونوں طرف بہت سے لوگ رکھہ لیکر جنگ کرنے سے فیصلہ پایا۔
دونوں فوج چمبل کی ندی میں باہم ملے جس ندی
کو معظم اپنے پچہاڑی رکھا۔ ایسے زور اور دو لشکر کبھی ایک دوسرے کے مقابل
نمود نہیں ہوے تھے معظم کی فوج کی فہرست مشتہر ہوی - اس فہرست میں
ایک لاکھہ ستر ہزار سوار اور ایک لاکھہ ستر ہزار پیدل تین ہزار ہاتھی اور دو
ہزار توپ داخل تھے - کہتے ہیں کہ اعظم کی فوج کچھہ کم تھی- فوج کی ایسی کثرت
رہنا خلاف قیاس بات نظر آتی ہی - مگر دونوں شاہزادے اورنگ زیب
دکھن میں داخل ہوتا سو وقت جہاں تک کہ دارالسلطنت میں وسعت تھی وہاں
سے تمام جمع کر رکھی سو فوج کو آپس میں دو حصے کرکے بانٹ لئے تھے باہر والے اور
دوسرے ساتھیاں ملنے سے جمعیت لاکھہ کے اوپر ہونا ہی ہی۔
جون کی ۹ ویں تاریخ ۱۷۰۷ء میں جنگ ہوا اور جس مرتبے میں کہ یہہ جنگ ضروری
تھا اسی مرتبے میں سخت کر دونوں طرف سے مقابلہ ہوتا رہا۔ کیونکہ جب دونوں

شہزادے سلطنت کے لئے جنگ کرتے تھے اُنکے لوگ اپنے اپنے خاص مال و
متاع کے واسطے جھگڑتے تھے۔ اورنگ زیب کے زیرِ حکم نوکری کئے تھے سو تمام
بڑے بڑے اُمرا محمد اعظم کی صف میں نشاناں لیکر کھڑے رہے۔ اکثر انمیں کے
گر گئے چنانچہ اُنمیں گولندازوں کے سپہ سالار اور بخش یعنے پے ماستر جنرل اور
دوسرے سات آدمیوں کے نام مذکور ہوئے ہیں۔ محمد اعظم کے دو بڑے بیٹے قتل ہوئے
دو اور لڑکوں کو اسیر کر لیگئے۔ تو بھی اعظم اپنے مقام کو سنبھالا ہوا رہا تا آنکہ
اُسکے پاس فقط چھ ہزار سوار رہگئے اور اُن کے عدو سے دس اُستنے بڑھکر اُن کو آگر
گھیر لئے۔ تب اسیری کا دُکھ اور اِس مُہلک روز کا خیال اپنے سے دور کرنے کے واسطے
خنجر سے بھونک لیکر دل تک پار کر دیا۔

اِس سے بڑھکر کوئی کامل فتح نہیں ہوئی ہوگی۔ محمد معظم معاً تخت پر بیٹھا اور منادی
کروایا کہ اپنا نام بہادر شاہ (یعنے فتحمند پادشاہ) ہی کابل چھوڑ کر جانے کے آگے
بھی نام اپنا رکھ لیا تھا۔ بعد اسکے کوئی کام ظلم کا یا انتقام کا کرکے اپنی فتحمندی کو
بتا لگایا سو نظر نہیں آتا۔

سے نزدیک گھسکر شہر کو محاصرہ کئے اور کسی طور کی رسد اور نئی فوج کا دخل نہیں ہونے

K. 10 ?

نینے کے واسطے احتیاط کئے۔ تسپر بھی چنداصاحب کے بھایاں وہاں کمک پہنچانے کے واسطے کوشش کئے بڑے صاحب مدھر سے سے ذخیرے کا بڑا بدرقہ جو تین ہزار سوار اور سات ہزار پیدل کی حفاظت میں تھا لیا ہوا آگے بڑھکے آیا۔ اسی کمک کو انکا دینے کے واسطے مرہٹے بیس ہزار جوان روانہ کئے مگر وہ جمعیت بہادر کے ساتھ بڑے صاحب گر گئے تک اپنے کو بچائی ہوی جنگ کی تب سرکردہ مرجانے سے تمام میں بھاگ پڑگئی۔ ہندوستان کے جنگوں میں ہمیشہ ایساہی ہوا کرتاہی بڑے صاحب کا سرکات کر چنداصاحب کے پاس روانہ کئے تا اُسکے بھائی کی شکست کی بات اُسکے پاس ثابت ہووے۔ صادق صاحب پانچ ہزار سوار اور تین ہزار پیدل ساتھ لیا ہوا دندیگل سے نکلکر قریب آرہا تھا سو اُسپر دوسرا ایک رسالہ حملہ کیا۔ ایک سخت جنگ ہوکر اُسکو بھی شکست ہوگئی اور صادق صاحب ڈھل جانے سے جنگ تمام ہوا باوجود ان آفتوں کے چنداصاحب بڑی جوانمردی سے بستی کو بچا رکھا اور اپنا ذخیرہ بہت ساخرچ ہوگیے تک اور اپنے اکثر جوان اور چند اچھے اچھے عہدہ دار کٹ گئے تک محاصرے کو چپ لڑتی میں ڈال رکھا قحط کے اندیشے سے بہت لوگ بھاگ کر چلے گئے۔ باقی رہگئے سو لوگ ماندگی سے بے تاب ہوکر سب ایکبارگی پکار اٹھے کہ اپنے کو حوالے کردے۔ تین مہینوں کا محاصرہ کیا

۱۷۴۱ عیسوی میں مارچ کی ۲۶ ویں تاریخ کو اپنے تئیں معہ شہر حوالے کر دیا۔ مرتضے
اُسکو اور اُسکے بیٹے کو اور عمدہ منصب داروں کو سخت قید میں رکھے اِس ارادے سے کہ
انکو اول میں پکڑ کر خوب پیسا حاصل کریں تھوڑے روز میں ترچناپلی میں تھے سو
بیش قیمتی تمام چیزاں نکال لیکر اُسکو خالی کر دئے بعد مورار ری راؤ کو جو اُن کے سپاہ
سالاروں میں کا ایک سپاہ سالار تھا اِس ریاست گاہ کا ناظم مقرر کئے اور اپنے
اچھے سپاہ میں سے چودہ ہزار جوان اُسکے زیر حکم چھوڑ کر اپنے خاص شہر کو پلٹے جہاں
وے ستارے کے نزدیک جو اُنکی دارالخلافت تھی ایک مضبوط قلعے میں اپنے قیدیوں
کو قید کئے۔

۱۱۱

P. 109

مرتضے علی سنگدل تھا اور خاین۔ حرص سے یا طمع سے یا بدلہ لینے کے واسطے کسی نمط کی ہو
خطا کر بیٹھنے سے اپنے ہاتھ کو روکنا اُسکی مزاج میں نہیں تھا۔ واقعی اکثر لوگ گمان
کرتے تھے کہ اُسکی ذات میں بالکل بہادری نہیں ہے۔ یہہ گمان اُٹھنے کا سبب یہہ ہے کہ
خانگی زندگی میں اُسکو تراد وسواس رہتا تھا بغیر جوانوں کے پہرے کے وہ کبھی اپنے
خاص محل میں بھی نہیں نکلتا اور اپنی جورو کی مہر نہیں پرکر کسی پاسن میں اُسکے
پاس کوئی چیز آئی تو وہ اُسکو ذائقہ کرنے کی جرات نہیں کرتا۔ نواب اپنے سالے کی ہامرا

چال دیکھکر نہایت حقارت سے اُسکے ساتھ پیش آتا تھا۔ یہہ جو اپنے خاص اہلِ خاندان
اور خانہ زادوں سے زہر دیوینگے کرکے سدا ڈر ڈر کے رہا کرتا تھا سو اُس سے کچھ خطر کا
اندیشہ نواب اپنے دلمیں نہیں رکھتا۔ مرتضی علی پیشکش کے باقیات پہنچانے میں ڈھیل
دیتا چلا نواب اُسکے نکمے عذروں سے بیزار آکر ایک روز سب کے روبرو بُرے طور سے دھمکا کر
ڈرایا کہ اگر اِسکے بعد میرے حکموں کو بجالانے میں قصور کیا تو تیری ریاست نکال لونگا۔ یہہ غضب
اُسپر ہونے سے بزدل ہو کر تھے سو دوسرے ناظموں کے ساتھ وہ جلد گر بڑھ ہو کر سازش کرلیا
وے اُسکو بھڑکا دئے کہ صفدر علی نکل جاتے ہی ہم تلوار کاٹ کے نواب بناسکیں ان
باتوں سے اُسکی طمع بڑھائے۔

نواب کی فوج شہر کے اطراف اور ویلور کے دیواروں کے اندر وغیرہ دیگر تھی ہمیشہ ہتھیار
والوں کی جماعت اور بہت سے نوکر چاکر قلعے کے اندر اُسکے پاس حاضر رہنے سے اُسکو نہ علانیہ
حملے کا ڈر تھا نہ خفیہ غدر کا اندیشہ۔ سازش کی کچھ حرکت ظاہر نہیں ہوئی۔ دھمکی کے بعد
نہایت عاجزی کا رویہ مرتضی علی اختیار کیا ہوا تھا سو اُسپر نظر کرتے اُس بیچارے کو یقین
ہوا کہ اب اپنے کو کسی نمط کا اندیشہ نہیں۔

P. 110

۱۲ ا

جس عید میں کہ ہندوستان کے مسلمان لوگ بڑی عبادت کیا کرتے ہیں ویسی عید آنے سے

نواب کے تمام نوکراں اپنے اپنے گھروں میں جاکر عید کرنے کے واسطے دو تین دن کی رضا مانگی
ہندستان کے درباروں میں جاری ہی سو عادت مقرری کے برخلاف نواب چار شخص کو رکھ
لیکر اپنے تمام نوکر چاکر کو اور نگاہبانوں کو رخصت کر دیا۔ اس بے احتیاطی کی مروت کے سبب
وارد ہوگی سو آفت کا گمان اسکے دلمیں کچھ نہیں آیا بلکہ وہ مرتضیٰ علی کے بعض عہدہ داروں
کو اور خدمتگاروں کو کہا کہ میر گو آنے تک میرے پاس رہو۔ مرتضیٰ علی تجویز کیا کہ آپ ٹھان
کر رکھا ہی جو تیر چلانے کے واسطے اس قابو کو نہیں کھو دینا کیونکہ پھر ایسا اتفاق نہیں ملیگا۔
اکتوبر کی دوسری تاریخ کو یعنے نواب کے نوکر چاکر رخصت ہوئے سو اسکے دوسرے روز اسکے
دسترخوان پر چننے کی نیت سے تیار ہوا سو کھانے میں زہر ملایا۔ نواب کھانے سے ابھی
فراغت نہیں پایا کہ ایسے میں مزاج کی بیطوری شروع ہوگئی۔ اگرچہ قوت کے بل سے اور
بروقت علاج کی تائید ہونے سے زہر کے مہلک اثروں کو قی کرکے رد کر دیا تھا مگر اسکے
بدن میں برا ضعف آگیا۔ اگرچہ ایسا صدمہ کھینچا مگر اسکے دلمیں پورا گمان نہیں آیا کیونکہ
مرتضیٰ علی کی عورت جو اسکے پاس حاضر تھی اس گمان کو دور کرنے کے واسطے کہی سبب
اس بیماری کا غلیان صفرا ہی جو ہند کی بستی میں اکثر ہوا کرتا مرتضیٰ علی جانا کہ اب
وقت کھونے کا نہیں ہی۔ اپنے برے معتمد چند عہدہ داروں کو کہا کہ تم جاکر نواب کا
کام تمام کرو۔ کہتے ہیں کہ تمام لوگ کہے کہ ہمارے ہاتھ سے ایسی سنگدلی کا کام نہیں ہوگا

مگر ایک شخص کہ جسکی جورو کو صفدر علی نے آگے خراب کیا تھا راضی ہوا۔ یہہ شخص پٹھان تھا تھوڑے حبشی غلاموں کو رکھہ لیکر دو پہر رات کے وقت نواب کی کوٹھری میں داخل ہوا وہاں نواب کے پاس تھے سو بعض نوکر چاکر نواب کے بچھونے کے اطراف پر کر سوتے رہے تھے۔ انکو معاً جکڑ ڈالا کہ کشمکش کرنے نہیں دئے۔ خود نواب ہتھیار ہاتھہ میں پکڑنیکے در عوض دریچے میں سے بھاگ جانے کے واسطے کوشش کیا۔ دریچے میں سے نکل کر گیا نہیں تک قاتلوں کا سرخیل اُسکو پکڑ لیا۔ زنا کی حرکت کر کر جو ایذا کہ پہنچایا تھا اُس واسطے رجز کر کر اور اُسکا بدلہ آپ لیتا ہی سو اُسپر بہت خوش ہو کر پیش قبض کے چند واروں سے اُسکا کام تمام کر ڈالا۔

P. 11

۱ ۱۳

شادی کے واسطے مقرر ہوا اسو روز بارہ پٹھان اپنی جماعت کے سردار کے ساتھہ جا کر شاہزادے کے روبرو حاضر ہوے اور نہایت شوخی سے جو کبھی آگے اُن سے ظاہر نہیں ہوی تھی اپنا بقایہ طلب کئے۔ سپاہی کو نفرت سے چلے جاؤ کر کے حکم کرنا اُسکے حق میں نہایت ذلت کی بات ہی اگر اُسکو چلانے کے واسطے زور زبردستی عمل میں آوے تو وہ اکثر اوقات معاً خون ریزی کر بیٹھتا ہی۔ نے پٹھاں اپنے شہزادے کو دئے سو خفت کے سبب سے سید محمد کے نوکروں کو جو حدت کہ آگئی تھی وہ حدت اِن خیالوں سے نہیں رکی۔ بابت حیثیت

کچھ نہیں مانتے ہیں سو دیکھکر وے پٹھانوں کو پکڑا کر جبراً اس جا سے نکال دئے اور پٹھانان
نکلکر چلے گئے ویسا کچھ کشمکش نہیں کئے جو اس طور کا سلوک ہوا سو وقت اُن سے ہونیکی
اُمید تھی کیونکہ ایسے سلوک سے ان مغرور سپاہی لوگ کے گھمنڈ کو جو اپنے خاص عمدگی
کے باب میں رکھتے ہیں سخت تنگ لگتا ہی۔ اُسی روز دے پھر سید محمد خان کے حضور
میں جاکر اپنی بے ادبی کی معافی چاہے۔ انکی عاجزی سے اُس روز باقی کا تمام دن
پھر کچھ حرکت اُنکے ہاتھ سے نہیں ہوئی بلکہ سب گمان جاتے رہے۔
شام کے وقت سید محمد خان اور مرتضیٰ علی اور بہت سے دوسرے مہمانان جمع ہوکر
بیٹھے تھے۔ انورالدین قریب آ گیا ہی سو کیفیت شہزادے کو پہنچتے ہی وہ اپنے جا سے
اُٹھکر دالان کے نزدیک تک گیا اس نیت سے کہ اپنے محافظ کے ساتھ محل کے سیڑھیوں کے
نیچے اتفاق سے ملاقات کرے۔ اُسکے ساتھ دوسرے مہمانان اور بہت سے عہدہ داران
اور رنگی مہمانان حاضر تھے۔ تیرہ پٹھان جو صبح کو عاجز ہوگئے تھے سو وے تماشہ بینوں کے
درمیان صحن کے اندر سب کے آگے نظر آئے اور سید محمد خان نزدیک میں آتے ہی سلام
کئے جس سلام میں وے ظاہراً بڑا آداب ظاہر کئے۔ سلام ہونے کے بعد انکا کپتان
اپنا ایسا چہرہ بنا لیا کہ گویا کوئی شخص آپ اپنے خاوند کو خفا کیا ہی کرکے اُسکے قدموں
پر گرنے جاتا ہی۔ وہ سیڑھیاں چڑھکر آیا اُسکو حکم ہوا کہ حضور تک آوے اُسوقت

[illegible]

یہہ قاتل خنجر کھینچ لیکر پہلے ہی مار میں دل تک آتا۔ دیا۔

معاً ہزاروں شمشیر اور خنجر نیام سے باہر ہوئے اُس جاے پر قاتل کو ٹکڑے ٹکڑے کیئے
نیچے بھی سو جماعت کے لوگ غضب میں آ جا کر اُسکے دس رفیق کا بھی ویساہی حال کیئے۔ اِس
خونریزی کے تماشے میں انورالدین خان آپہنچا اور سازشی لوگ کا سُراغ پانے کے واسطے
ضروری حکماں جاری کر کر سب لوگ کی ہیبت کو دفع کیا کیونکہ جماعت کے لوگ کے
دلومیں یہہ بات بیٹھہ گئی تھی کہ کوئی بڑا حاکم پٹھانوں کو مقرر کیا تھا۔

۱۱۴

اکتوبر کی دوسری کو ہوا تمام دن اچھے طور سے چلتی رہی اور اعتدال پر تھی دوپہر رات
کے قریب سخت طوفان شروع ہوا اور دوسرے روز کی دوپہر تک بڑے زور سے چلتا
رہا۔ طوفان شروع ہوا اُس وقت لنگرواڑی میں چھے فرانسیسی جہاز تھے۔ پو پھٹنے کے
وقت دیکھے تو ایک بھی نظر نہ آیا۔ ایک جہاز کو چلانے کے واسطے ہولکے روبرو لٹکائے گئے
ہوا کے زور سے وہ جنوب طرف اِسقدر آگیا کہ پھر کنارے جا نہ سکا۔ ستر توپ والے
جہاز کے تمام کھامان اُتر گئے۔ جنگی رسالوں کے تین دوسرے جہاز بھی بےکھام ہو گئے
اور ہیندے میں اِسقدر پانی آگیا کہ جہاز میں تھے سو لوگ فنا ہونے کی بات ہر لحظہ
اٹکا گئی حالانکہ وے نیچے کے تہ میں تھے سو تمام توپیاں اُٹھا کر جہاز پر سے پھینک دیئے تھے

طوفان کی شدت کے وقت چند لحظے تک چلا سو گردباد کے سبب دوسرا جہاز موجوں کے
بیچ میں آجا کر ایک لحظے میں ڈوب گیا۔ جہاز میں نہ سو لوگ ہیں فقط چھ آدمی جان سے
بچے ہیں دوسرے جہازاں مختلف قوموں کے یا تو کنارے پر آکر لگ گئے یا دریا میں ڈوب گئے
مدراس کا تھوڑا سامان لادھ لیکر تھے سو دو دوسرے
جہاز اور دریولا ولایت سے آئے سو تین جہاز پھولچیری کی لنگرواڑی میں لنگر دیکر تھے ایک
مدراس میں چلتا تھا سو طوفان کا صدمہ نہیں پہنچا۔ کہتے ہیں کہ ان طوفانوں کا صدمہ
اکثر ۶۰ یا ۸۰ میل تک عرض میں پہنچتا ہی۔ اگرچہ ترقی کے وقت خلیج بنگالہ کے ازوار
بارا اکثر چلتا رہتا۔ طوفان چلنے کے ایک روز آگے فدیہ کے باب میں ہونے والا
تھا سو عہد و پیمان کے قلمان ٹھہرے۔ قرار و مدار ایسا ہوا کہ اہل فرانس اکتوبر کی
چوتھی تک شہر خالی کر دیتا۔ ایک قلم میں یہہ بات تھی کہ شہر میں باقی رہگیا سو بارود
گولہ اور جنگی سامان اہل فرانس اور اہل انگریز برابر بانٹ کر لیتا۔

۱۱۵

اکتوبر کی چوتھی تاریخ کو نور کے تڑکے فرانسیسی رسالہ ندی کے کنارے ٹیلا پونچھے رو برا کر پہنچی
دیکھے کہ نواب کے سپاہ سوار اور پیدل انکے رستے کو روکنے کی نیت سے ندی کے دوسری طرف
صف کشی کر کر کھڑے ہوئے ہیں۔ تجویز یہہ ٹھہری کہ پھولچیری سے آیا سو رسالہ جنوب کے طرف سے

یہہ شخص سب کے آگے فراری ہوگیا۔ وے شہر سے بھاگ کر گنتے گئے نہیں تک مدراس کے رسالہ
اگر دشمن کے سامان کو لوٹنے میں کمک کیا۔ اس اسباب میں بعض بعض بھاری جیراں بھی تھے
بہت سے گھوڑے بیلاں اور تھوڑے اونٹاں بھی ملے۔ کہتے ہیں کہ فراسیسی سپاہ
آپ لوٹتے تھے سو گھروں میں بعض مسلمانوں کو چھپے ہوئے دیکھکر انکو تہ تیغ کئے۔ اس
شکست سے ایسا کچھ خوف نواب کے لشکریوں کو ہوگیا کہ وے بھاگ گئے میل مدراس سے
پسپا ہوکر چلے گئے اور بعد اسکے جلد آرکات کو پلٹ گئے۔

P. 183

۱۱۶

فراسیسی فوج بنا کی ندی پار ہوی اور کمپنی کے ملک میں بغیر کچھ مزاحمت کے داخل ہوی
مگر بعض پیادے جھاڑیوں کے اور دوسرا اسروں کے پیچھے سے گولی چلاکر تھوڑا ستائے
ولیکن دشمن کے جنگی توپ چلتے ہی بھاگ گئے۔ فورٹ سینٹ ڈیوڈ کے مقام سے بائیں طرف
ڈیڑھ میل کے فاصلے پر گورنر کے رہنے کے واسطے کھیڑے میں ایک مکان مقرر ہوکر
تھا جسکے پیچھے شمال کے جانب ایک بڑا باغ تھا اسکے اطراف اینٹوں کی دیوار تھی اور
گھر کے روبرو جنوب کی طرف صحن تھا جسکے ہر طرف عمارتاں تھے۔ اہل فرانس ندی پار ہوئے
سو بایاب مقام سے پاؤ میل کے فاصلے پر باغ واقع تھا۔ وہاں تھوڑے پیادے تھے
دشمن ان پیادوں کو جلد باغ سے نکال دئے۔ نواب ۱۵۰۰ سو جوان انگریزوں کو

کمک کے واسطے روانہ کیا ہی کہ کے بستر و پلی کو خبر پہنچنے سے یہہ سردار سیتہ بڑی کو
حکم کیا کہ کمپنی کے ملک میں سے ہوتے ہوئے کوچ کر کر گتہ اور کی بستی پر یورش کرتے
اہل فرانسیس کو دوسرا کوئی مقابلہ نہیں پر اگر پاؤں کے بے قاعدہ ہلکے مقابلوں سے
کچھ مزاحمت ہوئی اور دوسرے بیلے ہونیکا گمان انکے دل میں نہیں آیا اور اس گھمنڈ
پر رہکر بارا میل کوچ کر کر آنے سے ماندے ہو گئے تھے سو سپاہیوں کو دے باغ
میں آتے ہی اپنے اپنے ہتھیار اُتار دو کرکے اجازت دئے۔ سرداراں پہرے
لکھا کرنے اور اچانک گر کر پکڑ نہ لیویں کرکے اکثر ضرور پڑتے ہیں سو عادت کے احتیاط
کرنے کے باب میں غفلت سے کئے۔ چند لحظوں میں تمام لشکریاں اپنے ہتھیار رکھدے
اور ہر شخص من مانے سیر کیا آوارہ گردی کرتا ہوا نظر آیا۔ بعض اپنا کھانا پکانے کے واسطے
لکڑیاں کاٹتے بعض کھانا پکاتے بعض کھاتے۔ اور بعض سونے کی نیت سے لیٹتے تھے
مزدوراں اور بھنڈیاں اسباب لادھ لیکر تھے سو اونٹوں کو چھکڑوں کو اور
بیلوں کو لیجا کر باغ کی حویلی کے روبرو صحن میں اسباب بیٹھوری سے اُتار دیکر چلے
گئے تمام میں ایسی بیٹھوری ہو رہی تھی تب مغرب طرف سے بڑے ضبط و نسق کے
ساتھ سوار اور پیدل کی ایک بڑی جماعت آتی ہوئی نظر پڑی یہہ فوج نواب کی تھی
جسمیں ۲۰۰۰ سوار اور ۳۰۰۰ پیدل داخل تھے یہہ فوج نواب کے فرزندان محمود

کمک کے واسطے روانہ کیا ہی کہ کے مسٹر ڈویلی کو خبر پہنچنے سے یہہ سردار ستہ بڑی کو
حکم کیا کہ کمپنی کے ملک میں سے ہوتے ہوئے کوچ کر کر گنڈاور کی بستی پر یورش کرے
اہل فرانس کو دوسرا کوئی مقابلہ نہیں پر اگر پیادگوں کے بے قاعدہ ہلکے مقابلوں سے
کچھ مزاحمت ہوئی اور دوستے ملے ہونگا گمان انکے دل میں نہیں آیا اور اسی کی ہمت
پر ہو کر بارا میل کوچ کر کر آنے سے ماندے ہو گئے تھے سو سپاہیوں کو وے باغ
میں آتے ہی اپنے اپنے ہتھیار اتار دھر کر کے اجازت دئے۔ سرداران پہرے
کھڑا کرنے اور اچانک گر کر پکڑ نہ لیویں کر کے اکثر ضرور پڑتے ہیں سو عادت کے احتیاط
کرنے کے باب میں غفلت سے گئے۔ چند لحظوں میں تمام لشکریاں اپنے ہتھیار رکھدے
اور ہر شخص من مانے سر کھیا آوارہ گردی کرتا ہوا نظر آیا۔ بعض اپنا کھانا پکانے کے واسطے
لکڑیاں کاٹتے بعض کھانا پکاتے بعض کھاتے۔ اور بعض سونے کی نیت سے لیٹتے تھے
مزدوراں اور ہندیاں اسباب لادھہ لیکر تھے سو اونٹوں کو چھکڑوں کو اور
بیلوں کو لیجا کر باغ کی حویلی کے روبرو صحن میں اسباب ہیٹھوری سے اتار دیکر چلے
گئے تمام میں ایسی بیٹھوری ہو رہی تھی تب مغرب طرف سے بڑے ضبط و نسق کے
ساتھہ سوار اور پیدل کی ایک بڑی جماعت آتی ہوی نظر پڑی یہہ فوج نواب کی تھی
جسمیں ۶۰۰۰ سوار اور ۴۰۰۰ پیدل داخل تھے یہہ فوج نواب کے فرزندان محفوظ

اور محمد علی کے زیرِ حکم تھی سُئے سرداراں اپنے اپنے زیر حکم تھے سو جُدے جدے فوجوں
کو بُلا لیکر ایک دِن کے آگے چمن ڈالم کے میدان میں جو سینت ڈیوڈ کی مغرب طرف
چار میل پر واقع ہی اگر اُترے تھے۔

ہر شخص گڑبڑا کر اپنی اپنی ہتھیار اُٹھا لیا اور ہیبت میں اُنکو اِس بات کا خیال نہیں آیا کہ
باغ میں رہنے سے اُنکو فایدہ ہی کیونکہ باغ کے دیواروں کے سبب سے اُنپر سواروں کا
حملہ نہیں ہوسکتا تھا مگر اُنکو اِس بات کا خیال آیا کہ حملہ ہونے کے آگے ندی پھر پار ہو کر جاؤں
تو موجب امن کا ہی۔ وے بڑی جلدی کے ساتھ باغ سے نکل کر کُھلے میدان میں چلے گئے۔
گولندازوں کے سواے دوسرے تمام بڑی بیٹوڑی سے نکل گئے وے ندی کو پہنچنے کے
آگے ہی دشمن آگئے۔ نواب کے لشکر کے پیادے انگریزوں کے پیادوں کے ساتھ (جو
سواروں میں گڑبڑ ہو کر تھے) مل جا کر ایکساں کی آتش کاری کرنے لگے مگر وہ بیٹوڑی سے
ہو رہی تھی اُسوقت سواراں متفرق حملوں میں شمشیر ہاتھ میں لئے ہوئے آگے بڑھکر جاتے
مگر گولندازوں کی آتش کاری کے سامھنے ٹِک نہیں سک کر ہر وقت اُلٹ جاتے تھے۔

فرانسیسی سپاہ کنارے آتے ہی ندی میں کود پڑے
جہاں پانی چار قدم کا گہرا تھا اور بہت سے لوگ دوسرا کنارہ پار ہونے کے آگے ہی اپنے
ہتھیار پھینک دئے۔ مگر گولنداز اں اپنی بہادری کو سنبھالے ہوئے تھے جنگی توپوں کو بچا لئے

جنکو ایک کے بعد ایک ندی پر سے پار گئے اور دوسرے کنارے طرف لاتے ہی پھر اگر
دشمن پر لگائے۔

P. 115

۱۱۷

دریائی ہوا چلتی سو وقت پر کوئی جہاز بھی جنوب طرف نہیں جا سکتا کیونکہ تب دریا
زور میں رہتی اور بہارے کا رخ نادر اگنی کی مشرق طرف ہوتا۔ مگر زمینی یعنے قبلے کا بارا
اکثر مغربی سمت پھرتا رہتا اور کنارے کے سامنے دریا کو سم رکھتا جنوب طرف جانے
جہازاں اس بارے میں تھوڑا جا سکتے اور زمینی یعنے قبلے کا بارہ موقوف ہوا اسو
وقت جہازاں کنارے کے نزدیک رہے تو اپنا مقام بچار کھنے کے واسطے یا تو لنگر چھوڑ
دیتے یا کچھ فاصلے پر رہیں تو وے چلتے ہی رہکر دریائی بارے کی کمک سے کنارے
کے نزدیک آتے وہاں قبلے کا بارہ شروع ہوتے ہی پھر چلدینے کے واسطے تیار رہتے۔
ان تدبیروں سے ایک اچھا جانے والا جہاز بعض وقت ایک دن میں وہاں پندرا
میل جنوب طرف چلا جاتا۔ یہہ بھی ہے کہ ایک مہینے میں دوسرے کشتیاں فقط سو
میل ہی جنوب طرف جاتے سو اکثر ادھر آتے ہیں۔
جون کی دسویں تاریخ کو دوپہر ہوکر ڈیڑھ گھڑی کا عمل تھا سو وقت فرانسیسی جہازا
اگنی کے طرف سے نظر ترے۔ دریائی ہوا شروع ہوئے جہازاں سیدھا ہوا کے رخ پر

سینٹ ڈیوڈ کے قلعے طرف چلے آتے تھے۔ ہوا کے مقابل زمین کے قریب انگریزی
جہازاں لنگر دیکر رہنے سے وے دریائی ہوا میں اِن سے زیادہ بڑھکر دشمن کے پاس
آ نہیں سکے کیونکہ اگر وے معاً لنگر اُٹھاتے تو اُنکو جانے کے واسطے قریب کا رستہ ایسا نکے
طرف حاصل ہوتا اور اِس راستے سے وے جلد پھولچیری میں مقابل ہوا کے مقام کو جاکر
پہنچ جاتے۔ اِس سبب سے مسٹر گریفن رات ہوی تک لنگر نہیں اُٹھانا کرکے ارادہ کیا
کیونکہ دریائی بار اُسوقت ہی شروع ہوتا۔ اِس اثنا میں کنارے پر تھے سو لوگ
کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے جہازوں کو چلے جاویں۔ دوپہر کے بعد چار گھنٹوں کے عمل میں
فرانسیسی جہازاں لنگرواری سے نومبل کے اندر رہنے کے وقت جہازوں کا رستہ
بدلا دیکر نیرت طرف چلا سے اس حرکت سے انگریزاں سمجھے کہ بار کے طرف چلے جانے سے
انکا ارادہ یہی ہی کہ ہر صورت سے پھولچیری کو چلے جاویں۔ دوپہر رات کے وقت
قبلے کا بار اشروع ہوتے ہی انگریزاں جہاز کی لنگر اُٹھائے اور قلعہ سینٹ ڈیوڈ کے
عرصے کے اندر ہی رہنے کے لئے کوشش کئے۔ دشمن کو جنوب طرف دیکھنے کی اُمید میں
جو ہر لحظہ اُنکو تھی وے صبح کو پردے اُتار دئے۔ مگر شام کے آگے ہی وے پھولچیری
میں مقابل ہوا کے مقام کو چلے گئے۔ تب مسٹر گریفن اپنی اُمید جاتی رہنے سے مدراس
کے طرف جہاز پھرایا اور دوسری شام کو وہاں آپہنچا اور لنگرواری میں فرانسیسی

P. 116

عمارتوں کو نہیں دیکھنا۔

۱۱۸

اس روز بہت سی باروت کو آگ لگ کر دشمن کی بتیری اُڑ گئی اور آواز کے صدمے
سے سو آدمیوں کے شمار تھوڑے مر گئے اور تھوڑے معذور ہو گئے۔ قلعے میں رہتے
سو لوگ کو اس آفت سے ایسی وحشت ہو گئی کہ چند گھڑی کے بعد وے کوٹھریوں کو
کہ جن میں سے عمارتوں کو سرنگ لگائے تھے آگ دے دیئے اور بہت سے دیواروں
کو اور بتیریوں کو اُڑا دیکر بڑی شتابی سے پھولچیری کو چلے گئے۔ انگریزاں باروت
اُڑ گئی سو دیکھتے ہی کوچ کر کر وہاں چلے گئے اور کھنڈیروں کے متصرف ہو گئے۔ اس طور
سے اپنی خوش نصیبی سے رہائی پا کر فوج معاً پھولچیری کو نہیں گئی مگر پانچ دن تک اری کوپا
کے مقام میں رہکر وہاں قلعے کی مرمت میں مشغول ہوئی۔ اس قلعے میں سپاہیوں کی
ایک گارسن رکھا کرنے کے تجویز ٹھہری۔ کیونکہ خوف اس بات کا تھا کہ محاصرے کے وقت
پر دشمن کے سپاہیوں کا کوئی رسالہ پھر اسکا متصرف ہو کر بدرقوں کو اٹکا دینے اور
فوج کو ایذا پہنچانے کے باب میں طاقت پاویگا۔

پھولچیری کی بستی دریا کنارے سے ستر گز کے فاصلے پر واقع ہے۔ شہر پناہ کی دیوار کے اندر
کی وسعت شمال سے جنوب تک ایک میل سے کچھ زیادہ اور مشرق سے مغرب تک

شمار گیارہ سو گز تھی۔ اسکے تین جانب میں ایک مضبوط دیوار اور فصیل اٹھی ہوی
جسپر گیارہ برج تھے۔ اور دو آدھے برج شمالی اور جنوبی انتہا میں دریا کے لگ بھگ
واقع تھے انکے اطراف ایک خندق تھی اور ایک ناقص ڈھالو پشتہ بھی تھا۔ مشرقی سمت پر
چند پست ٹیکریاں رہنے سے اچھی پناہ ہوگئی تھی انپر سو توپ چڑھا سکتے تھے ان ٹیکریوں
کا گولہ برابر لنگرواری پر تب کھاتا تھا۔ شہر کے اندر ایک گڑھی بنائے تھے جو بہت
چھوٹی رہنے سے دیر تک اپنے کو قائم ہوی رہنے کے قابل نہیں تھی۔ بستی کے
آسپاس تھی سو بہت سی زمین کے اطراف شہر پناہ کی دیواروں سے ایک میل کے
فاصلے پر بڑے بڑے کبوترے کے بن اور دوسرے کانٹوں کے جھاڑاں جو مخصوص
اس بستی میں ہوا کرتے ہیں گھیر لئے تھے انکے ساتھ بہت سے ناریل اور تاڑ کے جھاڑاں
مل جانے سے سب ایسی کچھ پناہ کردئے تھے کہ سواراں گھس کر جا نہیں سکتے اور
پیدل کو بڑی دشواری سے رستہ ملتا۔ یہہ حصار شمال کی طرف لب دریا کے لگ بھگ
شروع ہوکر ساڑھے پانچ میل تک آدھے دایرے کی شکل کا قطعہ بنتی ہوی جاکر جنوب
طرف اٹیان کو چم کی ندی تک لب دریا سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر پہنچ گئی تھی
اس مقام میں ندی گویا اسکے پناہ کے واسطے پوری صف بنکر تھی۔ قریب لگی
ہوی تھی سو بستی میں جانے کے واسطے پانچ رستے ہیں اور بازار میں ہی سو ہر شکاف

میں ایک حصار باندھکر اُسپر توپ چڑھادئے ہیں۔ یہہ بات ہمراہ اچانک حملوں کو روکنے
کے واسطے فقط پناہ ہی نہیں ہوئی تھی بلکہ اول اول پھولچیری میں سے سو وقت اہل فرانس
کو وہاں کا شاہزادہ دیا تھا سو بستی کا حد بھی بنی تھی۔ اِسی سبب سے اُسکو حد کی بات
کرکے بولتے تھے۔

۱۱۹

۱۶۸۰ عیسوی میں تنجاور کے راجہ پر ترچناپلی کا بادشاہ حملہ کیا اور قریب تھا کہ مغلوب
کر ڈالے تب تنجاور کا راجہ مرہٹوں کو کمک کے واسطے بلایا۔ اُس وقت میں تمام مرہٹے
کے قوموں پر سلطنت کرتا تھا سو نامور سیواجی اپنے بھائی کے ساتھ قوی فوج دیکر
روانہ کیا یہہ فوج تنجاور کے راجہ کو دشمن کا خوف کچھ نہیں رہنے سے بیکھا کردی مگر ہر طور کا
خوف اِن چوروں کی ذات سے رہگیا کیونکہ وے اخراجات کا ایسا بڑا حساب تیار
کیئے کہ دعوی کیئے سو زر کی سبیل ممالکت کے تمام مال و متاع سے بھی ہونا دشوار ہوتا۔ اِس
پیسے کو جمع کرنے کے حیلے سے وے ریاست کو اپنے قبضے میں لالیئے۔ اور چند روز کے بعد
سیواجی کا بھائی آپ تنجاور کا راجہ ہوں کرکے ظاہر کیا۔ وہ چھے برس تک راج کیا اور
تین لڑکے چھوڑ گیا۔ بڑا لڑکا سیواجی موا بعد اُسکے پیچھے اُسکا دوسرا بھائی شرفوجی تخت پر
بیٹھا یہہ موا بعد تیسرا بھائی تکوجی نامی مسند نشین ہوا۔ یہہ تینوں بھائیاں اپنے بعد اولاد

چھوڑ گئے۔ سات برس کے عرصے کے اندر ان چھ بے بھائیوں کے درمیان تین بے سرشتہ
ریاستاں ہو چکنے کے بعد ساجو جی کو جو اب سینٹ ڈیوڈ کے قلعے کے اندر نظر آیا تھا بے
تخت کر دینا اُسکے بھائی پرتاب سنگھ کو جو شر فوجی کے ادنی جوروؤں میں سے ایک کا بیٹا
تھا ارکان دولت سب اتفاق کر کے تخت پر بٹھلائے کیونکہ ساجو جی کی بے طوریات
سے مملکت کے کاموں میں بڑا خلل پڑ گیا تھا۔ اس شخص کے مقدمے میں دخل دینے کے
واسطے اگرچہ اہل انگریز کو کچھ حق نہیں پہنچتا تھا مگر اہل کمپنی کو تنجاور کی بستی میں عطیات
دینے کا پیام کرنے سے اور اسکو پریسیڈنسی میں لا کر ملائے سو مترجموں کی زبانی اسکی
اچھی کیفیت ظاہر ہونے سے اور اسکی بدبختی کے باب میں ہوا سو جھوٹھ بیان کو جلد
اعتبار کر لینے سے اہل انگر کو یہہ خیال آیا کہ اس شخص کو پھر تخت دلانے کے واسطے کوشش
کریں تو جسقدر کہ عزت حاصل ہوگی اُسقدر فایدہ بھی ہوگا۔ قرار و مدار اسبات کا
ہوا کہ ساجو جی کمپنی کو قلعہ اور دیلوی کوٹے کا ملک دینا اور جنگ میں فتح ہوئی تو
اُسکا خرچہ بھی ادا کرنا۔

۱۲۰

P. 117

نقش کلاب منیجر لارنس سے پیام لیا کہ اپنے کو اس حملے کا سرکردہ بنا دے منیجر اس سردار
کی لشکری فراست سے واقف تھا بموجب خواہش وہ درخواست کیا سو عزت کا کام اسکو عنایت

کیا۔ اِس کام کے واسطے ۴۳ ولایتی بندوقچیوں کی جماعت اور ۲۰۰ سپاہیاں مقرر ہوئے۔ مورچہ بندی ہوتے ہی تمام فوج اس ٹکڑی کی کمک پر آجانا کر کے قرار پایا۔ سپاہیوں کے آگے آگے ولایتیاں چلوئے اور وقت سے نالا پار ہوئے۔ اسطرف کے کنارے پر پہنچنے کے آگے قلعے کے اندر سے گولے آکر چار شخص کو گرادئے۔ سپاہیوں کی ایک ٹکڑی پار ہو جاتے ہی لفٹن کلیبو ولایتیونکو ساتھ رکھ لیکر چالاکی سے آگے بڑھکر گیا اس نیت سے کہ جس طرف کہ مزدور لوگ کام کرنا چھوڑ دئے تھے اُس طرف پہلو میں جاکر مورچے پر حملہ کرے۔ نالا پار ہو چکے تھے سو سپاہیاں حکم کے موافق قریب لگے ہوئے پیچھا کر جانیکے درعوض کنارے پر ہی رہگئے اس انتظار میں کہ بڑی جماعت جمع ہوئی سو تب ملکر نکلینگے۔ دشمن اِس غفلت سے آگاہ ہوئے چنانچہ اس غفلت کے سبب سے ولایتیوں کے چند اول پر بلا آکر کھڑی رہی۔ گنبذوں کی بلندیوں کے درمیان قلعے کی جنوب طرف بہت سے سوار چھپے ہوئے تھے۔ لفٹن کلیبو مورچہ بندی کے ایک مقام پر حملہ کرنے کی تیاری کرتا تھا سو اُس مقام سے نزدیک تر تھی سو گنبد چالیس گز کے فاصلے سے زیادہ نہیں تھی۔ اُسکے جواناں شلک کرنے کے واسطے بندوقاں جھکائے سو وقت گنبذ کے پیچھے سے سواروں کی ایک ٹکڑی تلوار ہاتھ میں لئی ہوئی گھس کر آئی اور ایک شتابی کی حرکت کے ساتھ کہ جس سے گھوڑوں کی اور سواروں کی خوبی ظاہر ہوئی

ایسے غلبے سے بندوقچیوں کی چندا ول پر آکر پڑے کہ لوگ کو اُلٹ کر مقابلہ کرنے وقت
نہیں مِلا اور آنِ واحد میں ۲۶ بندوقچی کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ ایک سوار یعنی کلیو
کو مارنے کے واسطے تیغ اُٹھایا مگر یہہ سردار گھوڑا اپنے طرف سے گذرتے وقت ایک
طرف قدم کاٹ کر مار سے بچا۔ وہ تب سپاہیوں کے طرف دوڑ کر چلا گیا اور اپنی
خوش نصیبی سے اُنکے ساتھ مِل گیا۔ یہہ اُن چار میں کا ایک تھا جو قتل سے بچے۔ دیکھا
کہ سپاہیاں صف کشی کئے ہوئے کھڑے ہیں مگر بندوقچیوں کی جماعت کو پشتی دینے
کے واسطے ایک قدم بھی آگے بڑھکر نہیں گئے۔ تنجاوری سواراں اپنی فتح سے خوش
ہو جا کر سپاہیوں پر حملہ کرنے جا کر فایدہ حاصِل نہیں کئے اور جس مقام سے کہ یورش کئے
تھے وہاں پلٹ کر چلے گئے۔

۱۲۱

چنداصاحب تلوار کے بل سے ریاست میں بڑے بڑے خدمتاں حاصِل کیا ہوا تھا۔
اور اُسکو بڑا جوانمرد سپاہی سمجھتے تھے جو مُلک کرناٹک کے اندر چند سال سے نمود ہوا
تھا ہند کے اکثر بادشاہاں بڑے بڑے کام کر کر مال و متع جو جمع کرتے ہیں سو اُس سے
آپ نفرت رکھکر تمام مُلک کے لوگ کو اپنے محبّت کے دام میں لا لیا۔ اُسکی عقل اچھی رہنے سے
اُسکی چال تمام کے دِل کو بھائی ہر کوئی اُسکی عزت کرتا ہوا تھا۔ اس سبب سے باقی کے سرداراں

اسباب پر متفق ہونے کر انور الدین نوابی کا دعویٰ کرتا ہی سر لکھا یہہ بھی مقابلے میں اسکے
دعوی کرنے کے واسطے نہایت لایق ہی مگر اس عزت بخشی کا نتیجہ یہی ہوا کہ چند روز تک
اُسکے پانوں میں اور بھی گھٹ بیڑیاں پڑ گئے کیونکہ جیوں جیوں اپنے قیدی کا آن و بان
بڑھتا تھا تیوں تیوں مرہٹے اپنے درخواستاں زاید کرتے جاتے تھے۔

مرہٹے چنداصاحب کو پکڑ کر لے گئے تھے سو وقت سے اُسکی جورو اور بیٹا پھولچیری میں
رہتے تھے۔ یہہ معاملہ چل کر ایک سال ہوا بعد مستر دو پلی ہند میں تھی سو فرانسیسی قوم کا
بڑا حاکم بنکر وہاں آیا۔ یہہ سردار چنداصاحب کے خاندان کو اپنے زیر سایہ رکھکر بڑے
ادب کے ساتھ اُنسے پیش آیا اور عورت کے پاس اکثر آمد و رفت کی چال رکھکر اُسکے مرد کے
کاروبار کی حقیقت سے اور قصبے میں تھے سو اُسکے سگوں کی مزاج کی آئین سے جلد
وقفیت حاصل کر لیا۔ اور آیندہ برپا ہونے ہارے ہیں سو الٹ پلٹ کے خفیہ سببوں
پر نظر کر کر سمجھا کہ اپنی قوم کا عُروج ہند میں کرانے کے واسطے امکان کی صورت ہو رہیگی
مگر بہت سے سبباں رو دیتے سے اُسکی طمع کے موافق اُس قوم کا وہاں جمنا فایدہ
بخشی کے ساتھ عمل میں آنے نہیں پایا۔

برا مُغل محمد شاہ جو سنہ ۱۷۳۹ عیسوی میں عاجز آجا کر طاماسپ قلی خان کے قدموں پر اپنا تاج

دھر دیا تھا اور طہماسپ قلی خاں اُسکو ہندستان کی ریاست پر پھر بحال کیا تھا سو
وہ بادشاہ سلطنت پرانی ایسے تھرتھرے ہاتھ سے کرتا ہوا تھا کہ اُسکے دربار کے بڑے
ارکانِ دولت خودمختاری سے اپنے کام کرتے جاتے تھے۔ مگر وزیر قمر الدین جو محمد شاہ کی
تخت نشینی کے وقت سے اِس خدمت پر مامور تھا سو وہی ایک شخص بادشاہ کے ساتھ اچھی
وفاداری سے چلتا ہوا آیا — دہلی کی ریاست میں چلے سو بعد ازاں کے واقعوں میں سے
کوئی واقعہ ایسا نہیں ہے کہ ہم معاً اُسکی ذکر کریں مگر ۱۷۴۸ء عیسوی میں قندھار سے افغانوں
کا لشکر احمد ابدالی کے زیر حکم رہکر جسکے قوم کا نام یہی تھا شمالی قصبوں پر اُتر پڑا۔ یہہ
شخص نادر شاہ کا خزانچی تھا جس وقت کہ وہ جون کی ۸ دیں کو ۱۷۴۷ء عیسوی میں فارس کے
اندر قتل ہوا۔ اُس حادثے کے بعد یہہ شخص اپنے ذمے میں تھا سو تمام خزانہ لیکر چلا گیا اور
چھ مہینوں کے اندر ہی ۱۷۳۹ء عیسوی میں اہل فارس کے حوالے ہوئے تھے سو ہندستان کے
تمام قصبات کی اور پہاڑوں کے دوسری طرف تھی سو بڑی بستی کی بادشاہت اپنے
ہاتھ میں لے لیا۔ محمد شاہ کا بڑا بیٹا احمد شاہ وزیر کو ساتھ لیکر ابدالی کے اوپر کوچ کیا
اقسام کے مقابلے طرح طرح کی فتح کے ساتھ ہوئے تو توپوں کے عرابے میں وزیر کو جو ڈیرے کے
اندر نماز پڑھ رہا تھا گولہ لگ کر مر گیا۔ اُسکی موت سے شاہنشاہ کو ایسا بڑا داغ ہوا
کہ وہ ایک ساری رات درد و غم میں کاٹا۔ دوسرے روز تخت پر بیٹھا بیٹھا غم کی جان کندنی

سبب سے غش کھا کر مر گیا۔ احمد شاہ لشکر کی حکمرانی کا کام مرحوم وزیر کے بیٹے منعم کو دیکر
ساتھ لشکرگاہ سے دہلی کو آیا اور اپریل کے مہینے ۱۷۴۸ء عیسوی میں بغیر کسی اٹک کے
شاہنشاہ بن گیا۔

محمد شاہ کا انتقال ہوا اسکو چند مہینوں کے بعد اور ایک موت کا بڑا صدمہ ہندستان میں
ہوا یعنے دکھن کے صوبہ نظام الملک کی رحلت ہوئی حالانکہ اسکی تمام زندگی سازشوں میں
ترددوں میں اور اہل شرقیہ کے حرص بے انصافیوں میں کٹی مگر ۱۰۴ برس کا نادر عمر تک
جیکر مر گیا۔ اسکے پانچ لڑکے رہے بڑا لڑکا غازی الدین نام باپ سے زیادہ جرأت والا
اور دلیر ہوکر طمعکاری اور بدکاری میں باپکے ہاتھ پر ہاتھ مارا تھا۔ نادر شاہ الٹ
کر چلا گئے کے بعد نظام الملک دکھن کو الٹ آتے وقت وہ بجد ہوکر اس لڑکے کو فوج کے
سپہ سالاری اور خزانچی گری کا کام ضعیف العقل محمد شاہ سے دلوایا۔
دوسرے خدمتاں دیکھتا ہوا وہ دربار میں رہا اور اپنے آگے اپنا باپ کرتا ہوا تھا سو سیکھا
بادشاہ کی حکومت میں خلل لانے والے کاماں کرتا جاتا تھا۔ اور جلد سلطنت میں تھے سو
تمام فتنہ انگیز یعنے بدخواہ امرا کا مربی بنا۔ اپنا باپ موا سو بعد یہ شخص احمد شاہ سے دکھن کی
صوبہ داری کا کام لیا مگر دہلی کے اندر دوسرے کاموں میں لگ جانے کے سبب سے اس پایہ تخت گاہ
کو جا نہ سکا۔ دوسرا بیٹا ناصر جنگ ایکبار اپنے باپ کے پاس سے بھاگ جاکر اس پر تلوار باندھ کر آیا تھا

باپ بھی جنگ کے واسطے میدان جڑ ھا۔ جب دونوں فوج باہم ہوئے اسوقت ڈیرہ
چھوڑ کر باپ قدم باہر نہیں رکھا اور پہلے اپنی فوج کو معلوم کرایا کہ بیماری کے سبب سے
آپ قریب المرگ ہو گیا ہے۔ یہہ کیفیت ناصر جنگ کو اور ناصر جنگ کے فوج والوں کو بیچ
گذری ناصر جنگ کے پاس ایلچیاں باپ کے در و انگیز پیاماں لیکر آتے سو آتے تھے کہ قبض
روح کے لگے ہی آکر گلے لگ کے جا۔ یہہ حکمت ایسے بند و بست سے عمل میں آئی کہ آخر کا
ناصر جنگ ملاقات کرنے کا قصد کیا وہ نظام الملک کے ڈیرے میں داخل ہوتے ہی اسکو
قید کر کر بیڑیاں ڈال دئے۔ کئے مہینوں تک اسی قید سے باپ کے ساتھ رہا
آخر میں نظام الملک وہ ندامت کھینچ رہا ہے سوچا نکر اسکی تقصیر معاف کیا اور قید سے
خلاص کیا اسکے بعد وہ پھر کبھی ایسی نافرمانی نہیں کیا۔
دو دوسرے لڑکوں کا نام نہ بھلے سے نہ برے سے مشہور ہوا مگر وے اپنے باپ کے دربار
میں ہمیشہ حاضر رہتے ہوئے تھے۔

P. 120

۱۲۳

اس اثنا میں مظفر جنگ اور چندا صاحب اپنی نئی ریاست کے کاموں کا بند و بست
ارکاٹ میں کر رہے تھے۔ وہ قصبوں کے سرداروں سے اور قلعوں کے حاکموں سے
کیا دوست کیا دشمن تمام سے چندا طلب کئے اور بہت لوگ کے پاس سے وصول کئے ویلور کا

حاکم مرتضیٰ علی سات لاکھ روپی دیا۔ بطور سے اپنی شاہانہ حکومت کا شہرہ کراکر بہت

سی فوج ساتھ لئے ہوئے فرانسیسی پلٹن کے ہمراہ پھولچیری کو گئے اور بڑے تجمل کے ساتھ

شہر میں داخل ہوئے مسٹر ڈوپلی انکی ملاقات کے وقت بڑا تکلف ظاہر کیا اور انکے

اعلیٰ مرتبے کے موافق جو جو ادب کہ اہل مشرق کے رواج کے موافق کرنا ضرور تھا

وہ سب ادا کیا۔ اور مظفر جنگ کی ضیافت کے وقت خرچنے میں قصور نہیں کرکر

اُسکے ذہن میں یہہ بات ڈالا کہ فرانسیسی قوم میں بھی بڑا کروفر رہتا ہے۔ اپنے آیندہ

کرنے کے کاموں کی تجویز وے یہاں کر لئے۔ چنداصاحب پھولچیری کے ہمسائے میں ۸۱

قریوں کی حکومت مسٹر ڈوپلی کو دیا۔ بعد اُسکے مظفر جنگ کے ساتھ ہو کر جنگ کرنے

گیا اور شہر کے مغرب طرف بیس میل کے قریب ڈیرے دیکے لشکر اتارا۔

محمد علی نورالدین خاں کا دوسرا بیٹا انبور کے جنگ میں بھاگ کر سیدھا ترچناپلی کو چلا

گیا۔ چنداصاحب کرناٹک کو آتا ہی کرکے جب پہلے خبر اُٹھی تب محمد علی کی ماکو امن

کے دسطے محمد علی کے باپ کا بہت سامال ساتھ دیکر وہاں (یعنے ترچناپلی کو)

روانہ کردئے تھے۔ انورالدین خاں کی ریاست سے علاقہ رکھنے والا کوئی

مقام بھی اس شہر کے مانند قلعجات سے استوار ہو کر نہیں تھا۔ ایسا ہوتے پر بھی

فرانسیسی سپاہیوں کی کمک تھی اس بستی کو بچانے کی اُمید کم رہی مگر اُس صورت میں

کہ انگریزی ایک رسالہ اگر قلعے کے سپاہیوں کی بھرتی کرے۔ محمد علی کے دلیش بلا
شک یہہ بات آئی کہ اہل انگریز اہل فرانس کی سرسبزی کو روکنے کی بات ضرور جانینگے
اور اِس لحاظ سے ترچناپلی میں پہنچتے ہی اُن سے کمک طلب کیا۔ وہ کہا کہ مظفر جنگ
اور چندا صاحب دونوں سلطنت کے باغبان ہیں اور ناصر جنگ حقیقت میں صوبہ دار
ہی کہ جسکو بڑا مغل مقرر کیا تھا۔ اور آپ کرناٹک کا حقیقی نواب ہی اور یہہ نوابی اپنے
کو نظام الملک سے پہنچی ہی۔ اور ناصر جنگ کے پاس سے بحالی کے آنے کا ہر روز انتظار
ہی۔ چند روز کے بعد وہ کہا کہ خدمت کی سند آچکی۔

۱۲۴

توپوں کا عرابہ ہونیکے آگے چند روز تک ایلچیاں دونوں لشکر کے درمیان صلح کا پیام
لئے ہوئے آتے جاتے رہے۔ اور ناصر جنگ کے لشکر کے اکثر سردار مظفر جنگ کو بھروسا
دئے کہ اگر تم اطاعت کر لیتے ہو تو ہم تمھارے ذات کی حفاظت کرتے ہیں اور تم اپنے
چچا کے ساتھ کروگے سو عہد و پیمان کے موافق عمل چلانے کے باب میں ہم ضامن ہوتے
ہیں۔ مگر مظفر جنگ فرانسیسی سپاہ پر اور مسٹر دوپلی پر اعتماد رکھکر ہتھیار چھوڑ دینے
کی بات سے باز رہا۔ اب تجویزاں تجویزاں میں دیر کرنے کا وقت نہیں رہا کیونکہ
ہر ایک کو خوب یقین گذر چکا کہ فرانسیسی عالم پست ہو جانے کے سبب سے دوسری شام تک

اگے تمامی فوج کے لوگ بھاگ جاکر یا تو اپنی جان بچا لیونگے یا ناصر جنگ سے مل جاوینگے۔
چندا صاحب کے دل میں ناصر جنگ کے بغض و عداوت سے سب طرح کا ڈر بیٹھ گیا تھا۔ مگر
ارادہ کیا کہ فرانسیسی فوجوں کے ساتھ پھولچیری کو چلے جاوے۔ مظفر جنگ ہنوز لیس و پیش
کرتا ہوا رہا۔ اسکے عمدہ عہدہ داراں عرض کئے کہ سلطنت کے نشان کو جو وہ ظہور
میں لایا ہی پسپائی کا کلنگ لگے تو پھر مٹنا ممکن نہیں کیونکہ سب کا خیال ایسا ہی کہ
یہہ علم کبھی پسپا نہیں ہوتا ایسا دن بولکر اسکی مزاج کو ٹھیک کئے۔ اسواسطے وہ
چندا صاحب کے ہمراہ ہونے انکار کیا اور ناصر جنگ کے لشکر سے جو یہاں کہ اپنے کو یقین
ہوئے تھے اُنپر تکیہ کرکے وکیلوں کے ہاتھ سے اپنے کو حوالے کر دینے کا پیام وہاں بول
بھیجنے کا ارادہ کیا۔ اس ملامت بخش مباحثے کے بعد دونوں دوستاں مظلوم بنگے اگر چہ
اپنے آفتوں کے سبب انکو اتنا غم نہیں ہوا لیکن پھر ایک دوسرے کی ملاقات کوئی
بہتر ساعت ہوتی ہی یا نہیں کرکے وسے دلگیر ہو گئے پھر ایک دوسرے کے گلے لگ کر
بڑی محبت و یگانگت بتلاتے ہوئے جدا ہوئے ہندستان میں اسطور سے محبت بتلانا
گو کہ شاہزادوں سے ہونا صادق رہتا ہی۔ فرانسیس کی پلٹن اور چندا صاحب کے زیر حکم تھی
سو سواروں کی ٹکڑی کے ساتھ خاموش آدھی رات کو نکل گئی مگر وے اسقدر پریشان
حال تھے کہ چالیس گولندازاں اور گیارہ توپ اپنے پیچھے چھوڑ دئے۔ مظفر جنگ کے وکیلاں

ت نواب رحال کے ڈیرے کو جاتے ہی وہ معاً دربار کے عمدگوں کے ساتھ ہو کر انکو
ناصر جنگ کے روبرو کردیا۔ یہ شاہزادہ پھر اپنا بھتیجا اپنے اختیار میں آ جاتا ہی کر کے
نہایت خوش ہوا چنانچہ کہتے ہیں کہ وہ بلا تامل قرآن مجید پر قسم کھا بیٹھا کہ میں اسکو
نہ قید میں ڈالونگا نہ اسکی حکومتوں کو چھین لونگا جو وہ اپنے دادا کے زمانہ سے
اپنے قبض و تصرف میں رکھتا ہی۔

P/99

۱۲۵

اس فتح کے سبب سے جو چند صاحب اور مظفر جنگ کی فوج کو بالکل بکھراوی اور اپنا
دشمن قید میں آگیا کہ کہ ناصر جنگ کو یقین گذرا کہ صوبہ داری بغیر جنگ بھنگری کے
اپنے قبضے میں آجاتی ہی مگر اسکی بیشت قابل اس بات کے نہیں تھی کہ اپنے بڑے
کام کو نبھا سکے چنانچہ اسکے مشیروں نے دلاں غدر و مکر ایسے سے داغدار ہونے لگے۔ کڑپے۔
کرنول۔ اور ساونور کے نواباں جو جاگیرداروں میں سب سے عمدہ تھے کرناٹک میں اسکی
رفاقت کرتے رہے تینوں ذات کے پٹھان ہو کر اپنے قوم کی بہادرانہ ہمت و جرأت
رکھتے تھے۔ ناصر جنگ کے بلاوے کو قبول جا کر میدان میں آکر سے انکو یقین تھا کہ لشکری
خدمت بجالاویں تو مغل کے خزانے میں بہت سا پیدا ہوا جو ایب دیتا تھا اس میں تخفیف
ہو گی اور لینے اپنے ریاستگاہوں میں سے دنیا سو خراج دمحصول میں بھی بہت سی

معافی ہو جائیگی۔ مگر ناصر جنگ نے اپنے کو نیو ۔ اصوبہ قرار دیا تھا اُنکے وعدوں پر خیال نہیں کیا اور مغل کے جھنڈے کے ساتھ اگر اُنکو ملنا لازم تھا سو ویسا ملے ہیں کر کے جاگیرداروں کے ساتھ پیش آنے سے رکھا اُن کے ساتھ پیش آیا۔ وے اپنے اُمیدوں سے مایوس ہو کر جنگ کرنے سے بیزار آ گئے کیونکہ یہہ جنگ اُن کے غرضوں کو کچھ مفید نہ تھا پھر اُسکو خاتمہ کو پہنچا دینا کرکے اور مظفر جنگ کو اطاعت کر لینے کی تجویز بتلائے۔ مصالحت کرا دینے کے باب میں اُنکے جو منصوبے تھے اُن میں شاہنواز خاں وزیر اعظم اور ناصر جنگ کے دربار کے تھوڑے عہدہ داراں انکی تائید کئے کیونکہ وے لوگ نظام الملک سے سرفرازی کو پہنچے تھے اُسکی شکر گذاری اُنپر لازم تھی اور اُس خاندان کے ساتھ بدل محبت رکھتے تھے اس سبب اُسکے بیٹے اور پوتے کے مابین خانہ جنگی ہوتی سو دیکھنے رہنے کے واسطے اُنکو رنج اور غم تھا۔ اِن نوابوں نے اور وزیروں سے اور مظفر جنگ کے وکیلوں سے ناصر جنگ اپنے بھتیجے کو ایذا نہیں دینے کے باب میں اُسطرح سے مضبوط اقراراں کر کر وہ اپنے قبضے میں آنے ہی شکستِ عہد کر ڈالا۔ اپنے کو تفویض کر دینے کے واسطے نوجوان شہزادے کو ترغیب دینے کے باب میں جو جو لوگ کہ دخل دئے تھے اِس عہد شکنی کے سبب سے اُن سب کے دلوں کو رنج پہنچا۔ وزیراں اپنے آقا کی خدمت میں فقط نرمی سے اُس باب میں عرض کر کر چپ رہ گئے مگر افغانی نواباں علانیہ پکارتے ہوئے بولے جن شرط و عہد کے ادا کرنے کے باب میں

ہم آپس میں کفل میں کرکے اقرار کئے تھے اُن شرط و عہد کو توڑ ڈالنے سے ہماری تب بڑی
ہتک اور سبکی ہوئی۔ اِس گھڑی سے وے فتور و سازش میں پڑے اور بدی کا خیال کرنے
لگے لیکن یہہ بات آپس میں ٹھہرائے کہ اپنے ارادے ظہور میں نہیں لائے تک کچھ آثار غصے
اور ناخوشی کے پھر ظاہر نہیں کرنا۔

۱۲۶

وے الگ ہو کر چلے جاتے ہی ولد وریں تھی سو بڑی ٹکری کو مستر ڈوپلی حکم دیا کہ کوچ کر کر
ترواڈی کے نزدیک لشکر سے جا کر مل جاویں تمام لشکر یکٹھا ہوا اسوقت اُسمیں ایک ہزار
آٹھ سو ولایتی دو ہزار پانچ سو سپاہی ایک ہزار سوار جو چندا صاحب کھڑا کیا تھا اور بارہ
توپ تھے۔ محمد علی کی فوج میں پانچ ہزار پیدل پندرہ ہزار سوار طرح طرح کے ہتھیار باندھے
ہوئے موجود تھے۔ اُسکا لشکر دو کھیتڑوں کے مابین پھیل کر تھا جو اُسکے سامنے اور تیسری
کو پناہ دے رہے تھے۔ اُسکی چندا اول کو ایک ندی سے پناہ تھی۔ سامنے وار تھوڑے
مورچے بنا کر پیدلوں کے علاقے دئے تھے۔ جہاں جہاں کہ مورچے نہیں باندھ کر جگہہ
چھوٹ گئی تھی وہاں وہاں توپاں کھڑا کر دئے تھے۔ سواراں میدان لئے ہوئے
رہنے کے در کو عمل لشکرگاہ کے اندر ایک لین بنا کر تھے۔ اگست کی ایکیسویں کو
ابل فرانسیس ہتھودی جگہہ پر حملا کرنے کے لئے آگے بڑھے اپنے توپاں سامنے وار بانٹ کر

پیچھے سامان کے بندیوں کو درست قطار بنا کر پچھاڑی رکھے سواروں کو ہر ہر بار دو میں
گھیرا کئے چلتے چلتے تھوڑا ٹھہر جاتے جب ٹھہرتے اُسوقت سب ملکر توپونکی شلک
جھاڑتے دشمن بھی انکے جواب میں اگر اپنے توپ اور بندوق چلاتے ایک گولہ بھی نہیں
لگتا مگر ایک بان جو مسلمانان سواروں کو ڈرانے کے واسطے چھوڑا کرتے تھے ایک
گھیرے کی بندی کو لگ کر اُسے اڑا دی اور اِس سببسے تھوڑے سپاہی زخمی ہوئے
اہل فرانس کا لشکر اُس لشکرگاہ سے دو سو میل کے فاصلے پر پہنچتے ہی جلدی کرکر مورچوں
کی طرف چل دئے معاً نواب کے سپاہی اُسکو چھوڑ کر بھاگ گئے اور توپوں کو بھی اُسی جگہہ
ڈال دئے۔ اہل فرانس لشکرگاہ میں داخل ہوکر صف باندھے توپوں کو لاسے سولدوں
پرخالی کرنے لگے اور سواراں نُرت گزبراسے۔ سب کو شکست ہوگئی سوار پیدل
سراسیمہ ہوکر اپنی جلدی سے بھاگنے لگے کہ اکثر سیدھا ندی میں ڈھکیل کر چلے گئے اور اُسمیں
ڈوب کر مرگئے۔ بھگوڑوں پر گولیاں ڈچلا رہے تھے لشکرگاہ میں جو نظر آتا اُسکو مار ڈالتے
قریب ہزار آدمی کے مار ڈالے۔ نواب خود بڑی مشکل سے بچا جلد اجلدی کرکر ارکات کو
بھاگ گیا وہاں اُسکے ساتھ فقط دو تین رہگئے تھے۔ اہل فرانس کو یہ فتح حاصل ہوگئی انکا
ایک آدمی نہیں موا بلکہ زخمی نہیں ہوا سوا اُن لوگوں کے جو گھیرے کی بندی اڑجانیکے
سببسے کچھ تصدیع اُٹھائے تھے۔

ناصر جنگ ایک دن آگے مسٹر دوپلی کے ساتھ عہد نامہ ٹھہرا کر پھولچری کو روانہ کیا تھا اُسسے
اگر لوگ بولے کہ فرانس کے فوجاں تیرے لشکر گاہ پر حملہ کئے ہیں پہلے اُنکا اعتبار نہیں کیا
پھر جب اُسکو حملے کی بات یقین گذری اپنی عالی دماغی سے جو بسبب حُسنِ تربیت کے اُسکو
حاصل تھی اور کچھ اپنی جبلی ہمت سے اِن مُٹھی بھر جوانوں کے ہاتھ سے کچھ نقصان پہنچیگا کرکے
اندیشہ نہیں کیا اس حملے کا نام رکھا کہ یہ بی خودے چند دلاتیوں کا کام ہی تب اپنے نزدیک
کے سو عہدہ داروں کو حکم کیا جاؤ اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالو اور مع مظفر جنگ کا سر بھی
کاٹ کر میرے پاس لے آؤ۔ ہرکارے دمبدم آکر بولنا شروع کئے کہ فرانس کے فوجاں بڑھکر
چلے آرہے ہیں دریافت کیا میرے جھنڈے کے ہمراہ ہیں سو نواباں اور سردار
کیا کر رہے ہیں اور کس خیال میں ہیں عرض کئے کہ کڑپے کرنول اور کنبیا نور اور میسور کے فوجاں
اور مرہٹوں کے بیس ہزار سپاہ صفِ جنگ پر تیار ہو کھڑے ہیں مگر اہل فرانس کو ہٹادینے
کی خاطر کوئی آگے بڑھکر اب تک نہیں گیا۔ اپنی اتنی بڑی فوج رہکر سستی کرتی ہے کرکے
ناصر جنگ برہم ہوگیا خود ہاتھی پر سوار ہو اپنی خاص باڈی گارڈ کو ہمراہ لے اِن
فوجوں کی طرف چل دیا پہلے کڑپے کے فوجاں طرف آیا وہاں کا نواب اُنکا سرکردہ بنکر
تھا اُسکو بولا تو برادر دیکھو کیا نامردی ہے مثلاً جھنڈے کی نا امید کرکر نہایت محقر دشمنوں سے

مقابلہ نہیں کیا۔ وہ نمکحرام جواب دیا کہ میں ناصر جنگ کے سواے اور کسیکو دشمن نہیں
پاتا ہوں معاً اپنے ساتھہ بیٹھا تھا سو بندوقچی کو حکم کیا کہ مار۔ گولی چوک گئی تب
کرپے کا نواب اپنی قرابین چلایا اُسمیں کے دونوں گولیاں بدنصیب ناصر جنگ کے دلکو پھوڑ
کر پار ہوگئے وہ میدان میں مُردہ ہوکر پڑگیا۔ ایکبارگی ایسا خون ہوجاتے ہی اسکے
نگہبانان نہایت خوفناک ہوگئے اُمیں سے تھوڑے اِسکا بدلہ لینے کی ہمت کئے اور
سنے تھوڑے یا تو بھاگ گئے یا کٹ گئے۔ کرپے کا نواب اُسکے سرکو دھڑ سے
جدا کرا کر جلدا جلدی مظفر جنگ کے ڈیرے کو لیگیا مظفر جنگ کی سلامتی کے باب میں
اِسکو کچھہ تشویش نہیں تھی کیونکہ وہ شاہزادہ قیدمیں جس امیر کے حوالے کہ ہوکر تھا اُسکے
ساتھہ یہہ سازش کرلیا تھا۔ اُسکے بیڑیاں نکلوا ڈالا جو سات مہینوں سے اسکے پانوں میں
پڑے ہوئے تھے باواز بلند پکار کے بولا کہ توہی دکھن کا صوبہ ہے اور یہہ لقب اُسپر قایم رہنے
کی دلیل بتلانے کے واسطے اُسکے چچا کا سر اُسکے نذر کیا۔ مظفر جنگ حکم کیا کہ اُسکو ایک
لکڑی میں بڑا کر سازشیوں کے فوجاں طرف لے چلو اُس نواب کے ساتھہ اودھر
آپ بھی گیا۔

چھوٹے چھوٹے سپید جھنڈے کھڑے کرنے سے سازشیوں کی فوج میں یہہ خبر جلد
پھیل گئی مسنردی لا توا اپنی فوج کو ٹھہرجاو کرکے حکم کیا سو تھوڑے وقت میں ان جھنڈوں

دیکھکر اُن سے مُراد کیا تھی سو سمجھہ گیا۔ چند لحظوں کے بعد مظفر جنگ کے پاس سے ایک سوار گھوڑے
کو کڑک نکالا ہوا آ پہنچا معاملہ مستر لبتی مبارکباد دینے اور اُس کے احکام سُننے کے لئے روانہ
ہوا۔ ناصر جنگ کے وفات کی خبر جب اُسکے فوجوں کو معلوم ہوی اکثر اُن میں کے اژدہام کرکر
قطار باندھے ہوئے اُسکے قایم مقام کے جھنڈے کے نیچے چلے آئے اور صبح کے نو گھنٹے تک سب
تلوراں نیام میں پڑ گئے حالانکہ اُس مقتول کے تین بھائی لشکر میں تھے۔ نیا صوبہ دار خیمہ
دولت کی طرف گیا اکثر بڑے بڑے امیراں جو کل کے روز اُسکے چچا کے روبرو مجرا بجالائے
تھے آج اُس کے سامھنے اداب بجالائے۔ مگر وزیر اعظم شہنواز خاں نہیں آیا اُسکو مظفر جنگ
کی عداوت سے خوف ہو گیا کیونکہ آپ اِتنے بہت دن تک اُسے قید خانے میں ڈال رکھا
تھا وہاں سے بھاگ کر چینت پیٹ کے قلعے کو چلا گیا۔ چندا صاحب کا علانیہ دشمن محمد علی نام
اِس انقلاب کو دیکھہ کر سمجھہ گیا کہ سب طرح سے اپنے کو جان کا اندیشہ ہی اتفاقاً اُس آفت
بھرے تماشہ گاہ سے اُسکی فوج بہت دور پڑی ہوی تھی جب یہہ خبر اُسکے گوش گذار ہوئی
اُسی دم ایک نہایت جلد گھوڑے پر سوار ہوا اور فقط دو تین نوکروں کو اپنے ہمراہ لے
بڑی جلدی کرتا ہوا ترچناپلی کے قلعے کو چلا گیا۔

کپتان کلیو اِس خوف ناگہانی کے سبب سے ہشیار ہو کر کیا دیکھتا ہی کہ آپ جس ترتیب سے کہ کھڑے

کیا تھا اسی ترتیب سے قلعے کے سپاہیاں اپنے اپنے جگہوں پر کھڑے ہوئے ہیں۔ دروازوں پر یورش
کرنے آئے تھے سو لوگ اُن کے روبرو چند ہاتھیوں کو ہولتے ہوئے لائے اُن کی پیشانیوں سے لوہے
کے ورق جڑے ہوئے تھے اس نیت سے کہ دروازوں کو ٹکروں سے توڑ ڈالیں مگر ہاتھیاں بندوقوں کے
ضرب سے زخمی ہو کر معاً الٹ گئے اور اُن کے ہمراہ آئے تھے سو اُنکو کھدلتے ہوئے چلے گئے۔ خندق تاب
کہ دراز طرف پایاب ہو کر تھی اُس میں دراز میں سما اُتنے لوگ دیوانوں کی مانند دھڑک چڑھ گئے اور
فصیل کے اطراف رہتی سو مٹی کی ٹیک پر برج کے اندر بہت سے آکر خاطر جمعی سے بیٹھ گئے یہاں جنگی توپ
دھری تھی اور سپاہی منتظر اسباب کے تھے کہ یورش کرنیوالوں کی تائید کریں۔ سپاہی دراز پار ہو چکے
تھے اور تھوڑے لوگ ہنوز خندق پار بھی نہیں ہوئے تھے کہ قلعے کے محافظین توپوں کو آگ دئے وہ آتشکاری
ہوئی کوئی گولہ بغیر کام کئے کے نہیں گیا معاً بہت سے بندوقاں بار کر پیچھے تھے سو لوگ آگے کے صف والوں کے
حوالے کئے کہ جلدی کر کر چھوڑیں۔ گھر پر سے بھی دو توپ کے گولے حملہ کرنے والوں پر چلنے لگے سپاہی چند لحظوں میں
حملے سے باز آگئے پھر دوسری ٹکڑی آئی اُس کے بعد اور ایک آئی سپاہی دونوں بھی اسی طرح ہٹ گئے۔ آتشی
پھوٹتے سو گولوں کو چھوٹے چھوٹے بتیاں لگا کر جو بارود کے فصیل پر تیار کر رکھے تھے اس مٹی کی ٹیک پر
آگ لگا کر پھینک دئے اور سپاہی پھوٹنے سے جو بھیڑ کہ وہاں جمع ہو کر بیٹھی تھی خندق پر پھر چلے گئی۔ نیز سپاہی کے
دراز طرف دشمن ایک بیڑا لکڑی مرم کی شکل کا لیکر آئے خندق پار ہونے کے واسطے اسپر ستر آدمی سوار
ہوئے خندق کے بازوؤں میں دو توپیں تھے یعنے ایک ایک برج میں ایک ایک توپ تھی بیڑا فصیل کے

اطراف رہتی سونمتی کی تیک کے قریب پہنچ گیا تھا اسوقت کپتان کلیو دیکھا کہ گولندازان
برابر نشان تک گر گولہ نہیں مارتے ہیں تب ایک توپ کا کام لینے پر اٹھا لیکن تین چار گولوں میں ہی انکو
ایسا پریشان کر ڈالا کہ وے بیڑے کو الٹ پلٹ کر ڈالکر خندق میں گر پڑے تھوڑے انمیں سے ڈوب گئے باقی فقط
اپنے جان بچانیکی نیت سے تیر کر کنارے کو الٹ گئے اور بیڑے کو پیچھے چھوڑ دے۔ ۱۲۹ پھانداسکے
توپوں سے انکے حق میں آڑ ہو کر تھی سونمبند کی بلندی میں گھراں بنا کر جیسے توپ جوڑ رکھے ہوئے تھے ان توپونکا
عرابہ دوسری صبح یعنے پندرھویں کو طلوع آفتاب کے وقت لشکرگاہ پر ہونے لگا۔ اس ناگہانی تصدیع کے سبب سے
بڑی گڑبڑی پڑ گئی دشمن معاً اپنے ڈیرے اکھیڑنا شروع کئے اور ہر ایک شخص اپنے نزدیک قیمتی اور عزیز
رکھتا تھا سو ہر ایک چیز کو سرکانے لگا۔ ہاتھیاں اونٹاں بیلاں گھوڑے مرداں عورتاں بچے کچے
سب باہم تیت گڑبڑ ہو گئے اور ان کے آزو بازو ہو رہا تھا سو تہلکے سے رونے اور بھریاں مارنے لگے اور
اس حد کی پہنچ کے اسطرف ہو جانا کرکے اسقدر جلدی کئے کہ خود انکے بھاگنے میں مزاحمت ہو گئی
غرض دو گھڑی کے اندر ایک ڈیرہ بھی اس جگہہ باقی نہیں رہا۔ یہہ بھیڑ اول سرنگھم اور جمبوکشنہ نامی دو
دیولونکے بیچا بیچ میں سے ہوتے ہوئے کاویری کے کنارے کو چلے گئی۔ اور اسطرف سے انپر ترچناپلی کے
توپونکا عرابہ ہوا۔ وے تب جلدی کرکر جمبوکشنہ کے مشرق طرف سرک گئے یہاں اپنے کو خطرے سے
محفوظ اور مامون سمجھ کر پھر ڈیرے دینا شروع کئے پھانداکے قلعے والے ان توپوں کے عرابوں کو
موقوف کرنے کی سعی کئے جب دیکھے کہ اپنے باروت گولے کے نذر سے مینڈ میں چھپ کر بیٹھ سو

P. 126

انگریزی توپاں اوپر نیچے نہیں آسکتے تب انگے توپوں کو جا کر ہاتھ کر لینے کی نیت سے شروع کئے مگر وے چند
بڑھکر جانے نہیں پائے تھے کہ کپتان کلیو پیش اندیشہ کر کر وے انکے رستے میں کچھ چھوڑ اٹھایا تھا ایک
انگریزی کے عرابے میں سپہیوں سے معاہت کرتے چلے گئے اور تھوڑے مارے پڑے۔ پیچھا نہ دانکے تمام کی طرف
دو سو گز کے فاصلے پر ایک اجاڑ گھیرا تھا اس روز باقی کا وقت تمام انگریزی فوجاں وہاں بتیری بنانے
کے کام میں مشغول رہے۔ کرمینل کے ساحل پر ہیں سو دوسرے دنوں تک نکی تندیہہ دیواں بھی حویلی
یعنے مربع ہی اسکے دروازے دیواروں سے باہر نکل کر کونوں تک پہنچے ہیں اہل فرانس کے پاس اُس جگہ
متروالایتی دو سو سپاہی اور تین توپ تھے۔ دوسرے دن صبح کو پو پھٹنے کے وقت دیوار اں پھوڑنے
مارے دو توپ کے عرابے سے حملہ شروع ہوا اینٹ گھر کی دیوار روزنوں میں سے توپاں لگا کر مارنے لگے
تھوڑے وقت میں توپوں کے صدمے سے دیوار گر پڑی اور گولنداز اں تھوڑے وقت تک لے پردہ ہو کر
رہ گئے مگر سپاہیوں کی ایک بڑی ٹکڑی کو یہی حکم ہوا تھا کہ منڈیر پر گولیاں چلاتے ہی رہو اور
دشمن بڑی احتیاط سے اپنے بندوق اور توپ چلاتے تھے۔ تھوڑے وقت کے بعد انگریز کے توپوں میں سے
ایک توپ پھوٹ جا کر تین ولایتی مر گئے کپتان کولٹن زخمی ہو گیا۔ باوجود اسکے دو پہر بعد جہاں گھنٹوں
کو دراڑ قابل عبور بن گیا اُس وقت معا دراڑ پر حملہ کرنے اور کمند لگا کر دیواروں پر چڑھ
جانے کی تجویز ٹھہری۔ دشمن حملہ کا تہیہ دیکھکر بے ہمت ہو گئے اور پناہ مانگی تھا دیکھا سپاہیوں
اس علامت کو خطا سے سمجھے کہ مقابلہ کرنے کو ڈنکا بجا ہیں انہوں نے بندوقوں کی شلک جھاڑ دی نہایت ہی مر گیا

تب ایک غل مچا کر دراز پر جھنڈا گاڑنے کے لئے دوڑ نے گئے۔ یہہ حرکت ایسی جلدی اور نالہانی

سا تھہ کئے کہ انگریزی عہدہ داران انکے پاس آ کر انکی خطا سے انکو آگاہ کرنے کے آگے اسکی بلندی

پر چڑھ گئے اور قلعے کے سپاہیاں اپنے کو بچانے کے واسطے جلدی کر کر جو صف کشی کر کئے

اس سے ان سپاہیوں کی خطا غیر خطا کر کے ثابت ہو گئی۔ ولایتیوں کی ایک ٹکڑی معا ان کے

پیچھے یہہ حکم لیکر گئی کہ انکی زبردستی کو روکے اور ضرور پڑے تو ان پر شلک کرے۔ مگر یہہ ٹکڑی وہاں

پہنچنے کے آگے سپاہیاں قلعے کے سپاہیاں میں سے تھوڑوں کو مار ڈالا اور اسقدر

نوبت ڈالی کہ پندرہ فرانسیسی دیواروں پر سے کود کر تلم مین کو دے اور سبھین قدر

باقی کے لوگ اپنے کو ولایتیوں کے حوالے کر دئے۔ ان ولایتیوں کے وہاں آجانے سے تو

جس طور کے خطرے سے کہ بچ رہے تھے ویسے ہی اور ایک خطرے سے بھی بچ گئے یعنے مرہٹے جب

سپاہیاں حرکت کر رہے ہیں خیال کئے کہ اس جگہہ کے تمام مال کو وہی لوٹ لیتے ہیں انمیں

شریک ہو جانے کے واسطے آپ بھی ارادہ کر کر انھوں مین تلوار لئے ہوئے دراز کی طرف

تھوڑوں کو چھاتر نکال اور انمیں سے تھوڑے اسکی بلندی پر بھی چڑھ گئے۔ جزیرے پر تھی سو

دشمن کی فوج اس تمام حملے کا تماشہ دیکھہ رہی تھی اور انگریزاں جس گھیرے میں

[illegible] بہت سے گولے بھی چلائی تھی مگر کچھہ بھی فایدہ مترتب نعا

تمت تمام شد